اخوان الصفاء معاصر

طلائع الکتاب:

اس کتاب کی تصنیف وتالیف کی ضرورت اس وقت محسوس ہوئی جب نواز شریف نے پاکستان میں بسنے والے ۱۹ کروڑ مسلمانوں کی خوشنودی پر عالم غرب ومسیحیت کی خوشنودی کو فوقیت دی یعنی جب ممتاز قادری جو سلمان تاثیر گورنر پنجاب کے محافظین میں سے تھے نے اپنے محبوب ومحبوب المسلمین کی شان میں اہانت وجسارت کرنے والے کو قتل کیا تھا۔ اس وقت ممتاز قادری کے جنازے میں آیات قرآن کی تلاوت حضرت محمدؐ پر درود بھیجنے کی بجائے اور چیزوں کی دہرائی ہو رہی تھی اس بارے میں میرے منہ سے چند کلمات صادر ہوئے تھے جسے ہمارے برادر محترم ابرار حسین نے اپنے فیس بک کے پیج پر لگایا تھا، جس کو دیکھ کر ہمارے، لک میں موجود اخوان جناب بابر اقبال نے غصے میں آ کر فوراً الجھنے والے چند سوالات میرے نام ارسال کیے تھے۔

یہاں میں قارئین کرام کی خدمت میں پہلے ایک مختصر سا جناب بابر اقبال کا تعارف پیش کرتا ہوں۔ آپ سے تعلقات آج سے بیس سال سے پہلے ہوئے جس وقت آپ پاکستان کی مسلح افواج کی ہوائی فوج کے سپاہی تھے جبکہ میں اس وقت اخوان صفا بروزن دغا امامیہ آرگنائیزیشن کے دام صیادی میں پھنسا تھا میں ان کی دعوتوں پر ان کو اسلام شناسی کا درس دیتا تھا۔ اس وقت

عسکری شعبوں سے وابستہ حلیہ ایمان رکھنے والے اور نماز، روزہ اور داڑھی کا خیال رکھنے والے بعض جوان ان دروس میں آتے تھے، بعد میں انہوں نے خود مستقل دروس کا اہتمام کیا نیز جناب آغائے شیخ محسن نجفی نے انہیں بتایا تھا کراچی میں اگر آپ نے درس وغیرہ لینا ہے تو فلاں سے رابطہ کریں نیز ہمیں فرمایا اگر یہ لوگ خواہش کریں تو انہیں درس دیا کریں یہ جوان اچھے دیندار لوگ ہیں۔ گویا دونوں کے ضامن آغائے نجفی نے فرمایا آپ مطمئن رہیے۔ ہم چونکہ سیاسیات وسماجیات سے دور رہنا چاہتے تھے کیونکہ لوگوں میں غث وسمین اخیار واشرار والے بھی ہوتے ہیں چنانچہ چند افراد جن کے چہرے معصومانہ نظر آتے تھے ان پر بھروسہ کر کے مجھے ان کے اجتماعیات میں شرکت کرنا پڑی گرچہ ان میں سے ہر ایک مجھے مختلف نظر سے دیکھتا تھا، بعض اخلاص بعض کراہت اور بعض منافقت روی سے دیکھتے تھے، یہ مختلف طور طریقے سے کھیلتے تھے۔ آخر میں یہ حضرات میرے لئے وبال جان بنے بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہماری ان سے جان چھوٹ گئی۔

غرض ان میں سے چند افراد پر ہم کچھ زیادہ اعتماد کرتے تھے انہوں نے سلسلہ باقی رکھا ان میں سے جناب مرحوم غلام عباس، عرفان حبیب، اعجاز بلوچ، مختار شیرازی، مہدی شاہ اور برادر محترم بابر تھے۔ ان کے چہروں میں ہم دوسروں کو دیکھتے تھے لیکن ان کے صدقے میں دوسروں کی مشکوک حرکات

سے صرف نظر کرتے تھے سوچا کہ ان افراد نے اگر کچھ سیکھ لیا تو گویا زحمات رائیگاں نہیں جائینگی، کتاب عقائد ورسومات شیعہ اور امام امت آنے کے بعد ان معصومانہ مخلصانہ دکھانے والے دین شناسی کے متعطش متجسس حضرات نے بھی آنکھ مچولی اور مشکوک انداز میں دیکھنا شروع کیا۔

میرے محاصرہ اجتماعی واقتصادی میں کتابوں پر پابندی کے بعد تقریباً یہ سب ہم سے کٹ گئے سوائے عرفان حبیب، بابر اقبال اور ملک اعجاز لیکن یہ لوگ بھی کتاب خطر احیون میں ان کی بے وفائیوں کے بارے میں شکایات نظر آنے کے بعد ہم سے کٹ گئے۔ جناب بابر اقبال کی اصل بھی انہی غلات مردہ سے تھے وہ ان سے کٹے نہیں تھے، جن کا کل دین علی سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہوتا ہے وہ کہاں برداشت کر سکتے تھے چنانچہ آپ نے نے جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ کے آخری دنوں میں جب میں حرمین شریفین مشرف تھا میں دس دن کے بعد جب واپس آیا تو جناب بابر نے ۴ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ کو چار صفحات کا سوالیہ خط بذریعہ ٹی سی ایس ارسال کیا تھا۔ انہوں نے ''اسلام کی اپنی تاریخ ہے'' کے عنوان سے برادر ابرار حسین کی فیس بک پر میری ایک ویڈیو ریکارڈنگ دیکھ کر حیرت وتعجب میں بے ساختہ و بروقت اس سے متعلق چند سوالات ارسال کئے جو مجھے ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ کو ملے، ملتے ہی سوچا ان کے خط کے سوالات کا جواب دوں لیکن تھوڑی دیر کے بعد ذہن میں آیا کیوں

نہ اس موقع سے استفادہ کروں کیونکہ تمام اخوان دغا و جفاء ماضی وقدیم جنھوں نے جس نے اسلام عزیز کے اصول ومبانی کو گرنیڈ علم سے اڑانے کی بھرپور کوشش کی اور اپنے ان مرام شوم میں بہت حد تک کامیاب بھی رہے اور دور حاضر کے اخوان دغا بروزن جفاء نے کبھی علم دوستی کا چہرہ دکھا کر ثقافت اتحادیات غرب کو یہاں رواج دینے کی سرتوڑ کوشش کی ہے یہ اخوان ماضی سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں گویا انہی کا تسلسل ہیں۔

اخوان صفاء قدیم کے عزائم ومنویات اور عصر حاضر کے اخوان صفاء کا موازانہ کرنا چاہیے کہ ”یہ اخوان انہی کی شاخ ہیں جو ماضی میں تھے یا مختلف ہیں“ جاننا مناسب اور موزوں نظر آیا۔ یہاں سے فرصت کو غنیمت سمجھ کر ایک عنوان عمومی کی صورت میں ایک کتابچہ پیش کرنے کا خیال آیا جس کے ذیل میں ان کے سوالات کا جواب بھی دے دوں۔ پہلے اخوان صفاء ماضی کے بارے میں ہم نے اپنی کتاب دراسات فی الفرق والمذاہب میں حروف تہجی کی ترتیب سے حرف اخ میں لکھا ہوا مواد لیا جس میں کوئی زحمت نہیں تھی کیونکہ یہ تحریر شدہ تھا لیکن اخوان صفاء معاصر کے بارے میں ابھی تک کوئی مواد کتابی صورت میں دستیاب نہیں جبکہ راقم ان کی تمام شاخوں سے ایک عرصہ واسطہ رہنے کی وجہ سے دوبدو سامع و ناظر تھا بلکہ آپ مجھے اخوان صفاء معاصر کا مؤرخ کہہ سکتے ہیں لیکن کتاب دراسات فرق و مذاہب لکھنے سے

پہلے مجھے یہ پتہ نہیں تھا یہ جماعات اخوان صفا غابر کیا ہے؟ کتاب دراسات فرق ومذاہب کے مصادر دیکھنے سے پتہ چلا، کہ یہی اخوان صفاء آج کل ملک میں جاری منظمات فرقوں کے باپ ماں بلکہ عزیز والدین ہیں۔ان کے اہداف ومقاصداوراصطلاحات اورسرگرمیاں بالکل گذشتہ کی یادکوتازہ کرر ہے ہیں چاہے یہ جماعت جس نام سے ہواخوان صفاء غابر یااخوان صفاء معاصر۔ آیئے پہلے مفردات عنوان دیکھتے ہیں۔

تمہید حمد وستائش اس ذات لم یزل ولایزال ازلی کے لئے مخصوص ہے جس کیلئے کوئی ضد ہے نہ ندوہ ازلی ہے حادث نہیں تاکہ حوادث ودگرگونی کی حد میں رہے، وہ غنی بالذات ہے کہ وہ کسی سے وابستہ ہوتا کہ اس سے چھورنے کا اندیشہ یا خطرہ رہے سلام ودرودان انبیادومرسلین پرجواس ذات کی طرف سے حال پیاتھا میں نے سعادت تھے انہیں مرسل علیہم کی طرف سے معارضہ مقابل کا سامنا تھا جنہیں اخوان ایمانی کہتے ہیں ہم یہاں پہلے اخوان ایمانی کے اوصاف خصوصیات بیان کریں گے پھراخوان صفا کا ذکر کریں گے۔

اخوان ایمانی رتبہ وشرف میں مقدم ہیں،اخوان ایمانی سبقت فطری کے ساتھ سبقت تاریخی بھی رکھتے تھے انسان پہلے مومن تھے کفراس پر عارض و طاری ہے جس وقت دنیا میں اخوان ایمانی کا دوردورہ چل رہا تھا اخوان علمی کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔اخوان صفا جیسا کہ اس کی تاریخ میں آیا ہے چوتھی

صدی کے آغاز میں شروع ہوئی ہے لہٰذا ہمیں یہ دیکھنا ہوگا اخوان ایمانی کی عمارت کے ستون قائم ہیں۔

اخوان صفاء:

ابوالحسن ندوی نے اپنی گراں قدر کتاب رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام ج ا ص ۲۳۹ پر لکھا ہے عراق میں چوتھی صدی کے درمیان جس وقت عراق فکری و دینی و سیاسی اضطراب کی طرف صعود و عروج کر رہا تھا اس وقت ماسونیہ یہود مانند ایک تنظیم سرسری وجود میں آئی ہے۔ وہ اسلام فلسفہ یونان اور عقیدہ باطنیہ سے امتزاج کا پرچار کرنے لگے یہ لوگ فلسفہ افلاطونیہ فیثاغورثی میں نبوغت رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک نیا مذہب بنایا ہے جس میں الھیات یونان وافلاطون وارسطو وفیثاغورثی اور عبادات اسلامی میں ثقافت اسلامی طہارت، مروت، اخلاق اور عقائد اسماعیلہ سے مرکب معجون مذہب لوگوں کو پیش کیا، ابوحیان توحیدی ان کے بارے میں اپنی کتاب الامتاع والموسوعہ میں لکھتے ہیں یہ جماعت دس آدمیوں پر مشتمل تھی انہوں نے ایک دوسرے سے صداقت و دوستی کا رشتہ بنایا اپنے آپ کو قدسیت و طہارت و نصیحت کا داعی پیش کیا اور کہا ہم اس طریقے سے اللہ سے قریب ہونا چاہتے ہیں۔ انھوں نے لوگوں کو بتایا شریعت میں جہالت آئی ہے یہ ذلالت سے خلط ملط ہوگئی اب اسے پاک کرنا ممکن نہیں رہا اس لئے فلسفے کے ذریعے جس میں عقیدہ بھی ہے

مصلحت اجتماعی بھی ہے جب یہ شریعت غربی میں امتزاج ہوگی تو ایک کمال پیدا ہوگا انھوں نے ۵۱ رسالہ جات فلسفہ پر لکھے ان کا نام رسائل اخوان رکھا اپنا نام خیلان وفار کھا ہے اپنا نام کتاب میں نہیں دیا ہے اب یہ کتاب بازار وراقین میں جہاں نسخہ گیری کرتے ہیں فروخت ہوتی ہے اسے لوگوں سے مخفی رکھا جاتا ہے ان کتابوں کو دینی کلمات، شرعی امثال اور کلمات ذومعنی سے بھر دیا گیا ہے ان میں طبیعیات، ریاضیات، عقلیات الھیات ہیں۔ابو حیان نے لکھا ہے ان میں ہر چیز ہے لیکن ہر چیز اپنی جگہ ناقص ہے اس میں جنت وجہنم کا جو تصور مسلمانوں میں ہے اس سے انکار کیا گیا ہے، اسی طرح وجود شیطان کا بھی انکار کیا ہے۔اس کتاب میں جہاں فلسفہ سے وہمیات وخیالات کاہنوں کی بات، ہندسے کے آثار، علم نجوم، فال، بخت، سحر، جادو، تعویذ، ستارہ شناسی، تالہ شناسی موسیقی، وحی، امام مستور اور تقیہ وغیرہ درج ہیں۔اس کتاب کا رخ ومقصد ایک نئی حکومت کے قیام کی طرف مرکوز کیا گیا ہے جس کی قیادت خاندان اہل بیت والے کریں گے نیز عباسی حکومت کے زوال ونابودی کا وقت قریب آنے والا ہے ان کے زوال کے ساتھ شر کی طاقت بھی ختم ہوگی اور حکومت وسلطنت ایک قوم سے دوسری قوم میں منتقل ہو گی ایک گھر سے دوسرے گھر میں، ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوگی یہ باتیں رسائل الاخوان ج ۴ ص ۲۳۵ پر لکھی ہیں۔ان رسائل میں ان چیزوں

کے علاوہ حکمت اور عجیب وغریب باتیں اور سیاست کی باتیں درج ہیں۔
چوتھی صدی کے آخر اور پانچویں صدی کے آغاز میں اضطراب عقائد وافکار اپنے عوج انتہاء کو پہنچا تھا اس وجہ سے ان کی اس کتاب کو بہت فروغ ملا اخوان صفا پڑھنے کے بعد اخوان صفا کی تمہید باندھنے والے معتزلہ اور ان کی فکر کو جامہ عملی پہنانے والے بہائی وقادیانی وآغاخانی اچھے طریقے سے سمجھ میں آئیں گے۔

اخوان صفاء قدیم وجدید میں موازنہ:

اخوان صفاء اسماعیلیوں کی احیاء جاہلیت اولیٰ میں اسلام کے دوبدو مقابلہ میں ناکامی کے بعد ماسونیہ کے طریقہ وتجربہ شدہ پر عمل پیرا ہے یعنی اسماعیلیوں نے لوگوں کو جہالت میں رکھنے کے لئے حصول علم پر پابندی لگائی تھی اور کہا علم ہر کس وناکس سے نہیں لے سکتے ہیں علم صرف امام کے پاس ہوتا ہے امام ہی سے لینا ہے تاکہ قرآن سے دور بلکہ شریعت مخلوط از عقل اعتزالی نقل اشعری سے بھی دور رکھا جائے چونکہ اس میں نبی اسلام کا ذکر آتا ہے۔
انہوں نے سنت عملی رسول کریمؐ، تاریخ اسلام اور عقائد سب پر پابندی لگا کر فلسفہ ومنطق یونان غرض جس سے بوئے دین نہیں آتی ہو اس نہج کو زندہ کرنے کے لئے مروجہ علوم کی ترویج واشاعت شروع کی، اس کو دین قرار دیا اور علم دین اور عالموں کا مذاق کرنا شروع کیا تھا۔

صرف اذہان کو مشغول رکھنے کے لئے صرف ونحو، گلستان بوستان منطق وفلسفہ کی تدریس چلاتے رہے انہی کے چاہنے والوں پر ہمالیہ جیسے القاب حجت الاسلام آیت اللہ عظمیٰ اور مرجع کی تقدیس کی چادر چڑھاتے رہے۔ انقلاب اسلامی ایران کے بعد امام خمینی کا نعرہ لگانے والے عام مسلمانوں سے نفرت اور چیڑ کا مظاہرہ کرتے تھے لیکن الحادیوں سے تعلقات دوستی قائم کرتے تھے لہٰذا ابھی تک ان کے مغز متفکر اخوان والے اسلام کے اصول و فروع سے اتنے جاہل ونا آشنا ہیں کہ انہیں اس سلسلے میں جاہل محض ہی کہہ سکتے ہیں۔ وہ اپنے مذہب کے کسی بھی عقیدہ پر ایک گھنٹہ بھی گفتگو نہیں کر سکتے ہیں۔ دنیا کی تمام درسگاہوں میں ہر علم کے نصاب میں نئی تالیفات تصنیفات پڑھاتے ہیں، جبکہ ان کی درسگاہوں میں چارسو پانچ سو سال پہلے لکھی ہوئی کتابیں پڑھاتے ہیں۔ ہندسہ اور علم قانون کے بارے میں پہلے کی لکھی ہوئی کتب کے انبار لگے ہیں آج کتاب ابن سینا آج کے نصاب میں نہیں ہوتی ہے امارات سے آنے والے کسی بڑی جامع کے طالب علم سے پوچھا آپ عالم ہیں یا طالب علم، کہا طالب علم ہوں پوچھا کیا پڑھتے ہیں، کہا پڑھتا ہوں، میں نے کہا یہ جامد ترین اور نا قابل ترقی علم ہے اس نے کہا ہاں علی مدبری نے مجھے کہا تھا تم دشمن علی ہو علی کے ایجاد کردہ علم کے مخالف ہو۔

دنیا میں دین کو کنارے پر لگانے کے چند فارمولے ہیں ان میں سے

ایک، انسان کی تمام سرگرمیوں کو عامل واحد کی طرف برگشت کرنا ہے اس بارے میں مرحوم ومغفور نابغہ معاصر سید محمد باقر صدر اپنی کتاب اقتصادنا میں لکھا ہے عامل واحد کی طرف برگشت کرنے والے ملحدین یہ ہیں:

۱۔ نظریہ جنیہ، انسان کی تمام سرگرمیوں کی برگشت اقتصاد ہے جس کے بانی ھبوم کارل مارکس ہیگل ہے اخوان صفاء معاصر کے شاخہ علمائی کا بھی یہی وطیرہ رہا ہے بعض نے کل دین کی ضمانت مقلدین بنانے پر تلے رہنا سمجھا ہے بعض نے جمع خمس اور بعض نے صرف ونحو واصول فقہ کو اپنایا ہے آپ حوزات و مدارس میں جائیں بڑی سے بڑی نامور علمی شخصیات سے نصیحت طلب کریں تو جواب ایک ہی ہوگا اصول فقہ کو خوب بخوانید صرف ونحو کو خوب بخوانید، بعض نے انتظار مہدی اور بعض نے عزاداری امام حسین کو کل دین سمجھا ہے ان کا کہنا ہے دین کو امام حسین نے بچایا ہے لہذا ہمیں دین بچانے کیلئے عزاداری کرنی ہے۔ اگر اس عزاداری میں رائج تحریفات وخرافات ومحرمات کو یاد دلائیں تو کہتے ہیں جو بھی ہو ہم نام امام حسین کا ہی لیتے ہیں۔

یہاں صرف ایک بات پیش کرتا ہوں ان کا کہنا ہے امام حسین نے یزید کے اقتدار کے خلاف قیام کر کے دین کو بچایا ہے میں نے اس تناظر میں قیام اما حسین کی وجوہات سیاسی ہونے کے بارے میں ایک کتاب لکھی تھی جو یہاں کے علماء کے لئے تیر سہ شعبہ بنی ہے، انہوں نے کہا آپ نے کیوں لکھا کہ امام

حسین کا قیام سیاسی ہے اور انہوں نے حکومت کے لئے قیام کیا تھا اس سلسلہ میں ایک عالم دین انقلابی وسیاسی کا تبصرہ ملاحظہ کریں۔

۱۔اخوان صفاء کی ساخت وحی شیطانی پر ہوئی ہے اس میں تعلیمات شیطانی زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں۔

۲۔اخوان صفاء کی مراکز عدو شیاطین داخلی خارجی کے برابر ہے۔

ا۔ وطن وقومیت اور مفادات مادی کی بات کرنے والا کہتا ہے کہ تمام مصری بھائی بھائی ہیں لہٰذا وہ شامیوں کو بھائی نہیں بنا سکتے مہاجر، پختون، سندھی ، بلوچی، بلتی، گلگتی اور پنجابی کو بھائی نہیں بنا سکتے ہیں جب ان دونوں میں اخوت باندھی گئی تو یہ جلدی ٹوٹ جائے گی جب قومیت کی بات ہوگی' تمام مہاجر بھائی ہوں گے تو یہاں پہلے سے ساکنین اردو بولنے والے سندھی بلوچی پختون پنجابی غیر بھائی ہوں گے چنانچہ ان کے ریاست کے دوران دیگران کی جنایت کل ہوگئی تھی تو معلوم ہوگا کہ عربی غیر عربوں کو اخوت میں دعوت نہیں دے سکتے ہیں یورپ غیر یورپ سے رشتہ اخوت نہیں باندھ سکتے چہ جائیکہ عالمی سطح پر اخوت قائم کریں۔عالمی اخوت قائم نہیں کر سکتے ہیں اسی طرح تمام انسان بھائی بھی کہنے والے سیاہ نام والوں کو بھائی نہیں کہا تعجب کی بات آفریقا کے شہر تنزانیہ اور نیروبی ودیگر جگہوں بلال مشن قائم کیا ہے لیکن انہیں اپنی مسجد میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔

۲۔ یہ اخوت تفرقہ پذیر ہے یہ عالمی ومحکم اخوت قائم نہیں کر سکتے ہیں چنانچہ ان کے اندر بنائے گئے مراتب ایک دوسرے سے تصادم وتضارب ناآگاہ رکھتے ہیں۔

۳۔ چنانچہ ان کی اخوت مذہب ہے تمام مذاہب ایک دوسرے کے بھائی ہیں کیونکہ یا تو وہ اسلام سے نکلے ہیں یا مذہبی تنظیم کی شاخ ہیں لیکن ایک مذہب میں حدت نہیں پایا جاتا ہے چنانچہ سنیوں کو دیکھیں بریلویوں اور وہابیوں کو دیکھیں شیعوں کو دیکھیں ہر ایک کے ستر سے زیادہ فرقے بن چکے ہیں حتیٰ ایک گروہ بھی اپنے اندر وحدت نہیں رکھ سکا چنانچہ امامیہ کی دوشاخیں صغیر وکبیر ہیں اور خود ان کے درمیان دیکھیں تو وہ تتر بتر ہیں۔

۴۔ لہٰذا ان کی اخوت سیاسی واقتصادی کتنے گروہوں میں بٹی ہوئی ہے چہ جائیکہ وہ عالمی سطح کی برادری بنائیں اور بنا بھی نہیں سکیں گے اس وقت یورپ اور امریکا کے زیر تسلط ملکوں میں رعایا ان سے کتنی نفرت کرتی ہے حتیٰ خود ان کے زرخرید ان سے نفرت کرتے ہیں لیکن وہ اخوت جس کی بنیاد مدینہ میں نبی کریم حضرت محمدؐ نے حکم وحی سے رکھی تھی اس اخوت کی وسعت آفاقی اور عمق وگہرائی غیر محدود ہے کسی بھی کرہ ارضی میں رہنے والوں کو اس اخوت میں شامل ہونے پر کوئی اعتراض نہیں لہٰذا شام، مصر، ایران، افریقا اور دیگر عرب ممالک میں سے کسی نے اس اخوت کے لیے کوئی شرائط نہیں لگائی، قانون میں

ترمیم کی درخواست نہیں کی نہ اہل مدینہ نے کہا کہ اس سے ہمارا حق متاثر ہوگا۔

۵۔ دو شگافوں کو جوڑنے کیلئے آسان نسخہ اخوت ہے یہ پہلی بنیاد ہے لہٰذا اس اجتماع میں شامل افراد کو مجتمع کہتے ہیں مجتمع اخوان صفاء کو دو نام دے سکتے ہیں مجتمع نفاق اور مجتمع کفر۔ جو اخوان صفاء چوتھی صدی ہجری میں بصرہ و بغداد میں بنی ہے اور بعد میں ان کے تعاون سے اور بھی فرقے بنے ہیں اور ابھی بھی بن رہے ہیں ان کی شاخیں ہیں وہ مجتمع نفاق کہلائیں گی یعنی یہ اندر رہتے ہوئے اسلام کو نقد کا نشانہ بناتے ہیں امت میں تفرقہ ڈالنا ان کا پہلا منشور ہے اس میں دو دنیائے کفر سے اتحاد و تعاون و ہمبستگی کرتے رہتے ہیں۔

دوسرا مجتمع کفر ہے وہ جماعت تبشیری ہے وہ اخوت دکھاتے ہوئے مسلمانوں کو مسیحی اور اگر مسیحی نہ بنیں تو ملحد بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اخوت ایمانی سے بننے والے اجتماع کو مجتمع اسلامی کہتے ہیں یہاں مجتمع اسلامی کی خصوصیات و امتیازات بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

اخوان صفاء:

رسائل اخوان صفاء وخلان الوفاء ناشر مکتب اسلامی قم تاریخ نشر جمادی الاوّل ۱۴۰۱ھ ق ص ۵ پر لکھتے ہیں اخوان صفاء چوتھی صدی ہجری بمطابق دسویں میلادی میں بغداد میں تاسیس ہوئی، اس کی ایک شاخ بغداد میں کھولی

گئی،ان کے بانیوں میں سے سوائے پانچ آدمیوں کے علاوہ باقی مجہول و مشکوک ہیں ان پانچ آدمیوں کے نام یہ ہیں۔

ا۔ابو لیمان محمد بن معشر البستی المعروف المقدسی

۲۔ابوالحسن علی ابن ہارون زنجانی

۳۔ابواحمد المہرجانی

۴۔ابوالحسن عوفی

۵۔زید بن رفاعہ

رسائل اخوان ص ۷ پر ان کے چار مراتب ذکر ہوئے ہیں۔انہوں نے لوگوں کو پہلے مرحلے میں تقسیم کیا پھر ان میں سے چناؤ کیا اور مختلف موضوعات میں مصروف کیا گیا اور دین کو کنارے پر لگایا۔یہ مراتب یہ ہیں۔

ا۔پہلا مرتبہ ۱۵ سال اور اس سے اوپر کے نوجوان پر مشتمل ہو گا جو اہل حرفت وصنعت والوں پر مشتمل ہو گا انہیں اخوان ابراء ورحما کا لقب دیا گیا ہے۔

۲۔صاحبان سیاست، یہ تیس سال مکمل کرنے والوں کو دیا جاتا تھا انہیں اخوان اخیار کا نام دیا گیا ہے۔

۳۔وہ ملوک، سلاطین اور وزراء جن کی عمر چالیس سال سے اوپر ہو جنہیں دیندار تصور کرتے ان کو اخوان الفضلاء کا نام دیتے تھے۔

۴۔ جو بھی افراد جہاں سے بھی ہوں جن کی عمر پچاس سے اوپر ہو۔ (انہیں کیا نام دیتے ہیں)

انہوں نے پہلے مرحلے میں بنی عباس کو کمزور کرنے اور علویوں کو ان کے خلاف اٹھانے اور حکومت سنبھالنے کی دعوت دی پھر انہوں نے مغرب اور مصر میں حکومتیں قائم کئیں۔

﴿انما المومنون اخوۃ﴾ (حجرات۔۱۰، عمران۔۱۰۲، اسراء۔۲۷)

جبکہ عصر سے ہم نے تعلیم چھوڑ کر خود دین بتانے والا شخص مراد لیا تھا کسی بھی معاشرے میں انسان کا خود کو آشنا بہ دین ہونا ضروری ہے نیز اگر آپ نئے گھر میں منتقل ہونا چاہتے ہیں تو پہلے اس گھر کی صفائی کرتے ہیں کچرا باہر پھینکتے ہیں دھوتے ہیں، دنیا میں کوئی چھوٹا سا ادارہ نہیں ہوتا ہے جس کا نظام سنبھالنے والے مدیر یہاں کے کام سے ناواقف ہوں وہ متعلقہ علم پڑھے ہوئے تجربہ رکھنے والے کو لیتے ہیں صرف امور دین کے معاملے میں دین سے ناخواندہ کو بغیر دین سمجھے دین کا کام کرنا ہوتا ہے۔ امور دین سنبھالنے کیلئے اس معاشرے میں رائج خرافات، انحرافات اور غلط روایات و ترجیحات و مکروہات سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد کام شروع کرتے ہیں۔ یہاں دو تصور پائے جاتے ہیں۔

۱۔ اپنے علاقے میں تبلیغ شروع کرتے ہیں وہاں کی کم و بیش معلومات

پہلے سے ہوتی ہیں۔

۲۔غیر مانوس وغیر آشنا علاقے میں ہوتے ہیں تو یہاں تبلیغ کیلئے یہاں کے حالات، سیاسیات اور جذبات سے آشنا لوگوں سے معلومات حاصل کرنے کے بعد کام شروع کرتا ہے۔

جبکہ ہمارے شعبے والوں کو خود ابتداء صفر سے شروع کرنا پڑتی ہے اس وجہ سے اس صنف کو زیادہ تر ناکامی کا سامنا ہوتا ہے۔

ہم اخوان صفاء کے تین ادوار جانتے ہیں:

۱۔اپنے آغاز سے مدارس بصرہ وکوفہ سے گزرتے ہوئے قم وقاہرہ تک کا دور ہے۔

۲۔مراغہ ہے اس دور کے بانی ومہتم شیخ نصیر الدین طوسی کو کہا جاتا ہے جہاں انہوں نے ایک بڑی درسگاہ کھولی تھی۔

۳۔نجف سے گذرتے ہوئے لکھنؤ، ملتان، پاکستان وافغان وبلتستان کا دور شامل ہے۔

ہماری مثال ملا نصیر الدین کے گدھا خریدنے کے قصّے جیسی ہے ملا نصیر جیب میں اشرفی ڈال کر گدھا خریدنے بازار گئے راستے میں جاننے نہ جاننے والوں نے ان سے پوچھا ملا صاحب کہاں جارہے ہو کہا گدھا خریدنے جارہا ہوں سائل نے کہا ان شاء اللہ کہو، ملا نے کہا ان شاء اللہ کی کیا بات ہے گدھا

بازار میں ہے اور پیسہ میری جیب میں ہے بس خرید کر لانا ہے۔ ملا بازار پہنچے گدھے والے سے قیمت طے ہوئی، گدھے کو پکڑا، جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب کو خالی پایا واپس آتے وقت جس جس نے پوچھا کہاں گئے تھے تو کہا ان شاءاللہ گدھا خریدنے گیا تھا۔

شہادت طلبی یا بے معنی کلمات کی دھمکی:

جس طرح پٹاخے سے بچے نہیں ڈرتے ہیں بلکہ مزید کرتے ہیں بے معنی کلمات کے استعمال سے بھی دشمن کے حوصلے بلند ہوتے ہیں ہمارے ہاں ویسے بھی تہواروں کی کمی نہیں کہ ہم حقیقی معنوں میں میدان جنگ میں اترنے یا دشمنوں کو بھگانے کے لئے محاذوں پر یا محاذوں سے بھی آگے نکلنے کے عزم و ارادہ کا اعلان کریں اندرون شہر بے معنی بلکہ دشمن کے لئے تسلی واطمینان بخش کلمات استعمال کرتے ہیں میں ایک عرصہ سے اس بات کی تائید وتوثیق کی جستجو میں تھا بروز منگل ۵ ذیعقد کو اخبار دنیا کے دوسرے صفحہ میں جناب ارشاد احمد عارف کا شرف کے ساتھی کے عنوان کو پڑھا، عارف صاحب نے لکھا ہے کوئٹہ کے ہسپتال میں خودکش حملہ دھماکہ بزدلانہ حرکت نہیں ہے بلکہ یہ ایک جرات مندانہ حملہ ہے۔

دو تین عشروں سے ہم بیرونی سرحدوں پر دشمن سے لڑنے کی بجائے اندرون خانہ داخل شہر دہشت گردوں سے جنگ میں مصروف ہیں اب انہوں

نے افرادکشی سے تجاوز کرکے اجتماع کشی شروع کی ہوئی ہے جب کہ کہیں ایسی اجتماع کشی ہوتو سربراہ مملکت، وزیر، سیاستدان، سربراہان احزاب ان اقدامات کا اعلان کرتے ہیں:

۱۔ یہ بزدلانہ اقدام ہے۔

۲۔ ہمارے حوصلے بلند ہیں۔

۳۔ ملک یا صوبے میں تین دن یا ایک ہفتہ کے سوگ کا اعلان۔

۴۔ قومی پرچم سرنگوں ہوگا۔

۵۔ مقتولین کے ورثا کو معاوضہ دیں گے۔

۶۔ ان اقدامات میں سے کوئی ایک بھی دشمن کو خائف نہیں کرتا ہے۔

۷۔ کسی بھی دشمن سے لڑنے کیلیئے وسائل وذرائع حقائق پر مبنی ہونا ضروری ہیں۔

اخوان صفاء کی شہادت طلبی کے نام سے فساد طلبی:

عام طور پر شعار شہادت طلبی سے لوگ سمجھتے ہیں شہادت طلبی وراثت حسین ہے کہ انسان کو کسی صورت میں اپنی جان کو قوم وملت کی خاطر بذل کرنا چاہیے حالانکہ ایسا کوئی پیغام امام حسین نے نہیں چھوڑا ہے یہ وراثت ابی الخطاب اسدی اور حسن صباح حشاش کی ہے یہ دونوں ایمان بروز آخرت نہیں رکھتے تھے۔ لہٰذا دیار کفر وشرک کے دفاع میں یا فساد پھیلانے کی راہ میں

منافقین اگر کسی کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں تو کوئی فضیلت نہیں۔کلمہ شہادت اہل تناسخ کی اختراع ہے۔

اخوان صفاء کتب فرق ملل ونحل کی تحلیلات:

اب ہم ان تحلیلات واستنباطات واستنجاتات کو پیش کرنے والوں کے بارے میں چند حقائق پیش کرتے ہیں:

۱۔بانیان ومؤسسان اخوان صفاء اہل دین و دیانت والے نہیں تھے وہ لوگ بے دین تھے لہٰذا علماء رجال نے ان کے نام کتب رجال میں درج نہیں کیئے ہیں۔

۲۔وہ لوگ قرآن اور سنت کو علم سے خارج سمجھتے تھے اس منطق کے تحت کہتے ہیں دین میں جہالت داخل ہوئی ہے اسے یونانی و ہندی ومصری فلسفہ سے پاک کرنے کی ضرورت ہے۔

۳۔وہ علم کے نام سے دین کو اڑانے کنارے پر لگانے کی منصوبہ بنانے والے تھے۔

۴۔انہوں نے علوم ریاضیات،طبیعات،فلسفیات،نفسیات اور انسانیات کے نام سے قرآن وعملی سنت محمدؐ اور تاریخ اسلام کو کنارے پر لگایا ہے۔

۵۔ان کی پشت پر قرامطہ،نصیری اور اسماعیلی معاون ومددگار تھے۔

۶۔وہ مسلمانوں کوغفلت وغنودگی میں رکھنے کیلئے دین کا نام لیتے ہیں ان کا اصل منصوبہ مسلمانوں میں لا دینی پھیلانا ہے ان امتیازات وخصوصیات و علائم سے ہم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں دین کے نام سے جاری سرگرمیوں میں دین کو بلڈوز کیا جاتا ہے۔

بابر کے خط کے جواب کواخوان صفاء معاصر قرار دینے کی وجوہات:

اس میں جائے شک وتردید نہیں سقوط امپراطور عثمانیہ و تقسیم بہ امپراطورات دویلات وطوائف ملوک واستعمار اراضی مسلمین وثرورات بلاد کے بعد ہجوم ثقافت کی یلغار کے بعد رونما ہونے والے انقلاب اسلامی ایران نے تنہا شیعوں کو نہیں بلکہ یہاں کے اسلام و مسلمین کے خیر خواہوں، جوان بوڑھے، عالم وجاہل کی آنکھوں کواپنی طرف مرکوز کیا تھا اس وقت کالج اور یونیورسٹیوں میں اعلیٰ اسناد چھوڑ کر ایران کی طرف رخ کرنے والے جوانوں اور دردمندان اسلام کومتاثر کیا، جوایران نہیں جاسکے انہوں نے یہاں ہم جیسے حوزہ ومدارس کے نالائق وناا ہل عبا پوشوں کے گرد حلقے باندھ کر دروس کے شغف سے اپنے اسلام سے شوق وجذبہ کوتسکین بخشی انہیں علماء کی سحر انگیز باتوں نے مسحور کیا تھا ان کے بقول وہ اسلام کو پھیلانے کیلئے آیت کریمہ والکن کا استناد کرکے تنظیم درتنظیم کی فصل بہار بنائی۔ان تنظیموں میں درس دینے کیلئے بہت سے علماء مختلف قابلیات وصلاحیات وحلیات والے انتخاب کیے،بعض کو بہت اونچے

مقام کیلئے بعض کو وسطائی کیلئے ہم جیسوں کو تین وقت کھانے وسفری ٹکٹ پر راضی والے بھی انتخاب کیا تھا۔عرصہ زیادہ نہیں گزرا کہ مرکز انقلاب سے لیکر یہاں تک شور شرابہ میں اسلام نعروں کی حد تک تھے اندر سے فرقے کی ازسرنو تنظیم تھی کبھی کبھی اسلام سے الرجی کا بھی مظاہرہ کیا، یہاں سے ایک دوسرے سے اکتاہٹ بڑھتی گئی یہاں تک مجھے میری تالیفات ارادہ بمہ خود مجھے اندر خانہ محصور کرنے میں انہوں نے اچھا خاصہ کردار ادا کیا۔انہی حلقوں میں سے ایک حلقہ مجھے زیادہ استقبال کیا تھا اس نے زیر زدہ مطعون کیا، یہ جناب واسل محترم کا حلقہ تھا،لہٰذا مناسب سمجھا اس مناسبت سے ان حلقوں کے اسلاف بھی صفحات قرطاس میں لاؤں۔

اخوان صفا معاصر:۔

اخوان صفا معاصر کو ہم پوری امت اسلامیہ کی سطح پر نہیں اٹھائیں گے کیونکہ یہ ہمارے لئے سنبھالنا دشوار ہو جائے گا اور قارئین کے لئے اسے پڑھنا مشکل ہوگا۔اسماعیلی وآغاخانی جو شریعت کے باغی وطاغی ہیں انہیں شیعہ کہہ کر اپنی چھت کے نیچے تحفظ دے کر سنیوں سے دشمنی مول لیتے ہیں لیکن میں یہ بھی نہیں کہتا ہوں کہ سنیوں میں اخوان صفاء کام نہیں کر رہے، تمام فرقے باطنیہ کے ذیلی گروہ ہیں، فرقہ سازی، گروہ سازی، تنظیم سازی، اصول فلسفہ، اخوان صفاء میں ہی ہوتا ہے۔جس اجتماع سے ہم وابستہ رہے ان کے

اسلام مخالف عزائم یا اسلام پر اپنے فرقے کی ترجیحات کو ہم نے اپنی حواس بصری و صمعی سے دیکھا ہے، انہی کے بارے میں گفتگو کروں گا۔ ان میں مختلف منظمات کا نام آئے گا جن سے ہم وابستہ رہے ہیں۔

اخوان سعودی وایرانی:۔

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو گا کہ عالم اسلامی دو حصوں میں منقسم ہے، عالم اسلامی یا تو اخوان سعودی ہے یا اخوان ایرانی۔ اس میں بھی جائے شک و تردد نہیں سیاسی مذہبی اور اقتصادی عوام اور حکومتوں نے اپنے اپنے اخوانوں کو مادی اجتماعی مذہبی فوائد پہنچائے ہیں جس کی مثال یہاں کے سعود گرائی والوں نے اجتماعی وسیاسی طور پر فائدہ پہنچایا ہے اس کی ایک جھلک سعودیوں کی خاطر ایک دن پہلے روزہ رکھا ایک دن پہلے روزہ افطار کیا۔ اسی طرح دوسری جماعت نے ایران کے مطابق روزہ رکھا، روزہ توڑا یہاں سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارا آپس میں رشتہ مذہبی ہے دینی نہیں، اسی طرح سعودی جو مذہب حنبلی کی اتباع میں ہیں ان کے علماء نے فتویٰ دیا سوائے شیعہ کے جس کسی مذہب پر عمل کریں وہ ذمہ بری ہیں، اس طرح سعودیوں نے سواد اعظم، سپاہ صحابہ کی کھل کر حمایت کی اور ایران نے کھل کر لادینیوں، سیکولروں ملحدین کی حمایت کی ہے۔ اس سے یہ ثابت کیا ہے ہم آپس میں ایک مذہب کے فرزند ہیں جو اسلام اصیل کے مقابل میں وجود میں آنے والے اخوان

ہیں ۔اسی طرح ایران کے فقہاء و مجتہدین نے بھی یہ نہیں دیکھا کون اسلام سے قریب اور کون بعید ہے، ان کے نزدیک جو خود کو شیعہ یا حامی شیعہ کہتا ہو چاہے ملحد ہی کیوں نہ ہو انہوں نے ان کی حمایت کی ہے، ایرانیوں کی طرف سے حمایت یافتہ حلقات علماء یہاں آپس میں متضاد ہیں لیکن ایرانیوں کی تائید سب کو حاصل ہے ۔لہٰذا جہاں ان کے علماء نے غلات، نصیری اور حوثی کی برادرانہ حمایت کی اور سنیوں سے معاندانہ سلوک رکھا ہے ۔ یہ تمہید پوشیدہ مستور حقیقت کو واضح کرنے کیلئے بیان کی ہے کہ بنیادی طور پر دونوں نے اسلامی برادر کے کردار کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ اخوان صفاء کا کردار ادا کیا ہے ۔چنانچہ اسلام مخالف پیکر اتاترک پرویز مشرف کی دونوں نے حمایت کی، شاہ عبداللہ کی طرف سے پرویز کو جو اعزاز دیئے تھے جس سے اس کے غرور اور اسلام مخالفت میں اضافہ ہوا تھا، اسی طرح آغائے حداد عادل رئیس مجلس شوریٰ نے صراحت سے اس کی تائید کی تھی ۔جس وقت اسلام کو پرویز مشرف کی اتاترک نمائی کا خطرہ تھا، اخوان اسلامی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے اس کے کردار کی مخالفت نہیں کی ہے یہاں سے ہم آسانی سے شناخت کر سکتے ہیں کہ یہاں کے علماء علماء اسلام نہیں بلکہ علماء اخوان ہیں ۔

علماء وارث انبیاء ہیں انبیاء کا دستور العمل کتاب وحی ہوتی ہے لہٰذا اللہ نے اپنے نبی کریم حضرت محمدؐ کی ضمانت دیتے ہوئے فرمایا اگر انہوں نے

ہماری وحی میں کمی بیشی کی تو ہم ان کی رگ گردن پکڑیں گے اسی طرح خود حضرت محمدؐ نے فرمایا مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ یا کمی کروں جبکہ علمائی اخوان صفاء کا دستورالعمل فتاویٰ خلاف قرآن وسنت رسولؐ ہوتے ہیں یا ایران اور سعودی عرب کی پالیسی ہوتی ہے کہ وہاں کیا ہوتا ہے اور پھر بطور دلیل کہتے ہیں امام خمینی نے یہ فرمایا ہے، ابن تیمیہ نے فرمایا ہے بلکہ اس سے بھی بدتر استناد یہ ہے کہ یہاں ان کے وکلاء بھی مصادر شریعت بنے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں نظام اسلامی ضیاء الحق کو روکنے کیلئے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ وجود میں لائی گئی اور اس کے منبر کی زینت کی خاطر مرحوم مفتی جعفر اور بعض دیگر علماء اور بعد میں آغا عارف کو رکھتے تھے جبکہ پیچھے سے بھٹو کے مشیران میدان کے ارد گرد ہوتے تھے چنانچہ انہوں نے شریعت نا منظور کا نعرہ بلند کیا۔ ان کی وفات کے بعد جناب آغائے سید عارف حسین کو قائد بنایا تو ان کے بارے میں بہت سے لوگوں کا خیال تھا وہ اسلام و مسلمین کے خلاف کوئی اقدام نہیں کریں گے لیکن یہ سب خواب وخیال ہی رہ گیا اور عورت کی سربراہی جائز ہوگئی نیز پندرہ سولہ کروڑ مسلمانوں سے ہٹ کر ایک دن پہلے عید منائی، ضیاء الحق کے ریفرنڈم کا پی پی کی خاطر بائیکاٹ کیا، یہ آغائے عارف مرحوم کو یہاں کے سرسخت کمیونسٹوں کے گھروں میں لے گئے۔

درسگاہائے سنت اخوان صفا:۔

اخوان الصفاء کی دو نوعیت کی درسگاہیں ہیں، ایک ان کی دین سے غیر مشئوب و پاک درسگاہیں ہیں جس میں وہ اپنے خاص الخاص اعتماد یافتہ افراد کو رکھتے ہیں، یہاں جتنے اخراجات ہوتے ہیں وہ خود برداشت کرتے ہیں ان کا دوسرا شعبہ نظامی درسگاہ ہے جو کسی کام اور درد کی دواء نہیں نہ دین کا نہ دنیا کا بلکہ ضیاع عمری کا نسخہ ہے ۔ان مدارس وحوزات کے نصاب سے قرآن اور سنت و سیرت محمدؐ تاریخ اسلام عقائد اسلام اخلاق اسلام خارج ہونا کسی مسلمان کے لئے قابل ہضم نہیں تھا، یہاں صرف علوم عربی پڑھاتے ہیں جبکہ علوم دینیہ علوم قرآن وعترت کے کتبے لٹکا کے توریہ کتمی وقولی اپناتے ہوئے علوم معتزلہ کا مقنعہ پہناتے ہیں۔

۱۔ان کی علوم عربیہ سے مراد عربی زبان پر تسلط عبور لائق خطاب وکتاب بننے والے علوم نہیں بلکہ صرف ونحو معانی بیان مخترعہ شعوبین ہے جسے شعوبین نے مختلف متنوع اہداف کے تحت بنایا ہے، غیر عربوں کیلئے زبان شناسی اسلام کیلئے غیر مفید انداز میں ترتیب دیئے تھے، پہلے مرحلے میں ان علوم یعنی صرف ونحو معانی بیان کے ابتکار اختراع کی اسباب اختراع بیان کرنے کی ضرورت ہے یہ علوم غیر عربوں جو ان شہروں میں سکونت ہیں ان سے لغت عرب کو خطرہ فساد لاحق تھا کسی سے چھپے یا قابل انکار ناممکن ہے اس کی ضرورت گزشتہ زمان

کے ساتھ بڑھتے گئے ہیں اس نے عربی زبان کو لاحق خطرات سے بچایا ہے ،ان علوم کے مخترعین مبتکرین مبدعین کے دین وایمان خالی از شائبہ ہونا مشکوک بلکہ مشکوک لوگ ثابت ہوئے ہیں۔ نیز ان علوم میں قرآن اسلام مخالف کا مظاہرہ زیادہ نظر آیا ہے بلکہ انہوں نے قرآن کے مذموم شدہ شعرو شعراء کو اٹھایا ہے اور قرآن اور سنت محمد کو ٹھکرایا۔

اسلام قرآن اور اسوہ محمدؐ سے پھیلا ہے،لیکن علوم معتزلہ وسیع وعریض ،فلک بوس عمارتوں اور نہ ہی سوئمنگ پول سے ہمیں وجود امام مہدی کو شکوک انہی عمارات وعیاشیوں سے جنم لیا،اگر کوئی امام مہدی حقیقی ہوتے تو علماء مساجد ضرار علیہ اسلام نہ بناتے اور اس مسجد میں نہیں جاتے جس طرح کی مسجد ضرار کو نبی کریمؐ نے مسمار کر کے اسے توڑا اور تھوک پھینکے کی جگہ بنایا تھا۔

اخوان الصفاء کا نصاب تعلیمات:۔

باطنیہ والے عرب زرخیز زمین میں اجنبی ہونے اور عرب واسلام کے غادر وخائن وداعی تھے،ان کی ایک نشانی مذاہب اور علوم کی غیر مربوط غیر مناسب غیر وجیہ اسم گزاری ہے۔آیئے عربوں کی اسم گزاری پر روشنی ڈالتے ہیں۔کتب لغات قدیمہ میں کلمات عربی کو جمع کیا گیا ہے مقائیس لغۃ ابن فارس میں ہر کلمے کے معنی وضاحت کرتے ہوئے کلمے کو طبیعت سے،طبیعت جماد طبیعت حیوانات اور خود انسانی سے انتساب کیا ہے،طبیعت کی اس حرکت

سے یہ کلمہ انتزاع کیا ہے اسی طرح کلمہ جدید کو قدیم معنی سے جوڑا ہے بطور مثال ارض کا معنی کہاں سے لیا ہے، آسمان کا معنی کہاں سے لیا ہے قمر و شمس کا معنی کہاں سے لیا ہے۔ اسی طرح ہر ایک معنی کو اس اصل سے جوڑا ہے۔ اسی طرح انسانوں کے نام ہیں جس کی اس کے چند نوع ہیں جیسے ایک کے لئے نام رکھتے وقت اس کے والدین نے حرب نام رکھا ہے جیسے امیہ بن حرب عبد مناف رکھا ہے یعنی حرب اس امید سے نام رکھا کہ یہ میرا لڑکا جنگجو ہوگا جنگ اس کی شناخت ہوگی یا زیادہ لڑائی کے بعد اس کو ملی ہے کسی کا نام حمار رکھا ہے اس امید سے مشکلات و مصائب میں استقامت دکھائیں گے، غرض ہر نام کا ہر تسمیے کا سبب واضح و روشن ہے۔ اس پر کتابیں لکھی ہوئی ہیں اور موسوعہ لکھ جا سکتا ہے۔ لیکن باطنیہ نے جب نئے علوم اختراع کئے ان کے اسم گزاری کی تو یہ کس بنیاد پر کی ہے، اس کا ریشہ سے ملتا ہے یا نہیں کیسے جوڑا ہے؟ (یہاں تک تصیح ہوئی ہے)

۱۔ غرض از علم نحو فاعل و مفعول مبتدا و خبر کا تمیز کرنا ان پر لگنے والی اعراب سے کرنا ہے نحو یعنی اعراب۔ اعراب اور نحو میں کیا ربط ہے؟ آیا یہ کسی میدان کے شہسوار یا سمندر کے غواصی، فضاء کے طیّار نے یہ نام رکھا ہے یا کسی جٹ انپڑھ نے رکھا ہے؟ یا کسی حیلہ گر و بد معاش نے رکھا ہے، کوئی ربط نظر نہیں آتا ہے اسم میں ربط واضح نہیں ہے۔

۲۔علم فقہ۔فقہ کا معنیٰ جیسا کہ راغب نے لکھا ہے ''**توسل الی علم غائب بعلم شاھد فھو اخص من العلم**''یعنی دانش وآگاہی کے لئے استعمال ہوتا ہے سمجھنے کے بعد اس سے کہ سکتا ہے نہیں سمجھا جیسا کہ سورہ نساء آیت ۷۸ سورہ منافقون آیت ۷ میں آیا ہے زیادہ گہرائی میں جانا اصلی سبب کو تلاش کرنا دقت کرنا اس کے لئے استعمال ہوتا ہے باطنیہ نے فقہ علم باحکام شرعیہ بادلۃ تفصیلہ کو کہا ہے اسکے جاننے والے کو فقیہ کہا ہے آپ اس کو فقہ القرآن کہہ سکتے ہیں فقہ السنّت وسیرت کہہ سکتے تھے فقہ سیرت کہہ سکتے تھے فقہ احکام کہاں سے نکلتا ہے، احکام خود کسی اور چیز سے نکلتا ہے یہ ادلۃ معتزلہ افتراق واختلاق جنھوں نے دعویٰ کیا ہے علم شاہد سے مراد ان کے اختراع کردہ ادلہ تفصیلہ اصول وضوابط ہے یہ خود اپنی جگہ مظنون مشکوک معمہ ہے ان ادلہ تفصیلیہ کو علم نہیں کہ سکتا ہے چہ جائے کہ اس سے غائب کا پتہ چلے کیا اس کو ایک عالم ودانش نے یہ نام رکھا ہے؟ یا کسی خائن نے رکھا ہے ذرا بتادے سب سے پہلے کس نے استعمال کیا ہے تا کہ طلاب کو پتہ چلے۔

۳۔اصول فقہ۔فقہ تک رسائی کیلئے آپ کے پاس پہلے ایک اصول پہلے سے ہونا چاہیئے جس کے ذریعے آپ فقہ کو سمجھیں آپ سے سوال ہے یہ وہاں ہوتا ہے جہاں اصول نہیں ہوتا ہے مثلا ایک ملک میں قانون اس بادشاہ کے خواہش کا نام ہے ایران میں صفوی قاچاری دور میں کوئی قانون نہیں تھا

قانون شاہ کے خواہش کا نام تھا شاہی مفادات کا نام تھا مشروطہ اس لئے وجود میں آئی کہ ہم شاہ کو ایک قانون دیں گے جس پر شاہ پابند ہونگے کہتے ہیں بریطانیہ میں ابھی تک قانون نہیں ہے برصغیر میں مختلف ڈاکہ زنوں نے حکومتیں قائم کی ہیں اور مغلوں نے لمبی حکومت کی ہیں اس کے بعد بریطانیہ نے حکومت کی ہے برصغیر میں کوئی قانون نہیں تھا تقسیم کے بعد وہاں کے نامزد اسمبلی والوں نے قانون بنائی ہے پاکستان میں ۱۹۷۳ء میں قانون بنا ہے، اب کہتے ہیں ہم ۷۳ کے قانون پر چلتے ہیں، کہتے ہیں پاکستان کے قانون ۷۳ کے قانون نام نہاد نمائندوں نے بنائے ہیں نام ونہاد مقدس وزراء نے بنائے ہیں۔ آپ کے مراجع سے سوال ہوتا ہے یہ اسلام کب آئی ہے؟ کہاں سے آئی ہے کس نے لائی ہے اس کا جواب ہے آسمان سے آیا ہے اللہ نے بھیجا ہے محمدؐ لائے ہیں، کس کی اجازت سے ان کے لائق سزاوار جانشینوں نے بنایا ہے تو سوال ہوتا ہے ان کو قانون بنانے کا حق کس نے دیا ہے وہ خود کسی قانون کا پابند ہے چہ جائیکہ ۲۰۰ سال گزرنے کے بعد اصول فقہ تنظیم کس کی اجازت سے بنائی ہے؟ کس اصول کے تحت بنائی ہے؟ کہتے ہیں محمد بن ادریس شافعی نے بنائے ہیں محمد بن ادریس شافعی اللہ کا نمائندہ تھے؟ رسول کا نمائندہ تھے؟ یا عوام کا نمائندہ تھے؟ اگر کسی کا نہیں تھے تو سمجھ لے بادشاہ تھے اس کی تاریخ اس کی مندرجات اس کی افادیات سب ضد اسلام ہے۔

۴۔علم معانی بیان ۔اللہ نے سورہ رحمٰن میں پیغمبر سے فرمایا ہے علمہ البیان فرمایا ہے یہ جو اللہ نے محمد کو بتایا ہے لوگ اس قسم کی سوال کرے تو یہ جواب دے اس طرح سوال کرے تو اسطرح جواب دے سوال سے قرآن پُر ہے جواب سے بھی پر ہے۔مسلمان کا بیان اللہ کے بارے میں پوچھے تو بیان آیہ قرآن ہے لیکن علماء سے جب پوچھتے ہیں اس عمل کا کیا حکم ہے تو جواب قرآن کی آیت کے بجائے فتویٰ مجتہد یا مذاق جلباء مجتہد سے دیتے ہیں کیونکہ قرآن سمجھنے پر پابندی ہے حتیٰ خود بیان خطاب سیکھنے پر بھی پابندی ہے لیکن معانی بیان والوں کی بیان مشتبہ بلکہ مشکوک بلکہ معلوم الفسا د جیسے ابوالعلاء معری،ابونواس،ومعتز،سکاکی،گیلانی سے ماخوذ ہے ان کے بیان اشعار جاھلیت سے مستند ہے یہ معانی بیان دو تین سال پڑھنے والے کو عوام کے سامنے جاھلوں کے سامنے ۱۵ منٹ کی گفتگو کرنا نہیں آتا ہے مدارس وحوزات میں خطاب کرنے پر پابندی ہے سارے اصطلاحات مذہبی معتزلہ مشکوک مخدوش کی اختراع ہے اس کو جاننے والوں کو عالم دین کہا جاتا ہے اسلام سے خالی خرافات سے پر عالم کو عالم کہتے ہیں یہ ساری خباثتیں قرآن سے چشم چرانے اذھان دھلوانے کے لئے گھڑی گئی ہے یہ لوگ تعارف شیعہ،امامی، فاطمی،سنی،بریلوی،دیوبندی،سہروردی،اصولی،اخباری سے کرتے ہیں جن کا سر ہے نہ پیر ہے نہ تاریخ ہے ان کا اسلام سے کسی قسم کا رشتہ نہیں ہے،ان

سے اسلام کے کسی بھی مسائل اصول وفروع پوچھیں جواب نہیں ہے۔ جو شخص اسلام سے رشتہ واضح نہیں کریں گے وہ حکم لصیق رکھتا ہے وہ منسوب بہ ''ام '' ہے اس کا باپ مجھول ہے۔

۵۔ ان علوم کے نصاب اوران درسگاہوں میں عقائد اسلام قرآن اور سنت کا خارج ہونا اظہر من الشمس ہے۔ نہ ان کی زبان درست نہ فکر درست ہو سکی، دونوں پر لقلقہ معتزلہ کا قبضہ ہے، محل نزول قرآن محل سکونت محمدؐ دونوں سے ان کو ایک قسم کی الرجی ہو چکی ہے لیکن علم منطق وفلسفہ پر ان کو فلک بوس غرور و تکبر ونخرہ ہے۔ میرے نظریات، عقائد کے خلاف پایان نامہ لکھنے والے نے لکھا ''شرف الدین کی کمزوری یہ ہے اس نے علم کلام نہیں پڑھی ہے'' علم صرف ونحو یہ دونوں زبان کے کی تصیح کے لئے وضع ہوئے جبکہ منطق وفلسفہ فکر و عقل کی درستگی کے لئے بنائی گئی ہے۔ ان کا مرکز پیدائش یونان عاصمہ مشرکین ہے اسلام عقل ومنطق کے قائل ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے جو کچھ یونان والوں نے کہا ہے وہ حرف اخیر ہے۔ اما علم فقہ واصول فقہ شعبہ لفظی عقلی دونوں مولود از فلسفہ ہونا بھی ظاہر ہے یہ تمام علوم دین اسلام کے خلاف نکلنے والے گوریلہ معتزلہ نے جنم دیا ہے تمام اصول ومبانی کلامی سے ماخوذ ہے۔ اس علم کے غرض وغایت قرآن اور سنت قطعیہ کو خارج کر کے مستقل عقلی بنیادوں پر احکام صادر کرنے کے لئے بنایا ہے اس قباحت کو چھپانے کیلئے ابتدا بحث

میں لکھتے ہیں اما دلیلنا کتاب والسنۃ ہے پھر تحفظاتی نکات میں لکھتے ہیں قرآن اور سنت میں تمام احکام نہیں ہیں جو ہیں ان کی دلالت واضح نہیں یہ کہہ کر اس کے متبادل چندین قواعد وضع کئے ہیں۔

لہٰذا یہ بھی اخوان دغا کے علم ہونا ظاہر ہے اما علم فقہ معلوم وواضح وروشن ہے اصل دوم اسلام ایمانیات کے بعد اعمال اوامر ونواہی حق سبحانہ تعالیٰ کا امتثال کا نام کو تو سرے سے ذکر ہی نہیں ان کے کہنے کے مطابق فقہ دامن حدیث میں پرورش پاتی ہے دوسری نے کہا ہم قرآن اور سنت دونوں اہل بیت سے لیتے ہیں اہل بیت اپنے گھروں میں منزوی تھے مسجد نبوی کی تاریخ میں کہیں نہیں آیا ہے یہاں ان آئمہ کا حلقہ درس ہوتا تھا کبھی کہتے ہیں مسجد کوفہ میں ہوتا تھا امام صادق کوفہ گیا ہو یا لے گیا ہو تاریخ بغداد تاریخ تاریخ مسجد کوفہ میں ذکر ہی نہیں جتنے بھی ان سے انتساب ہے ان پر افتراء ہے لہٰذا ان راویوں کے بارے میں تحقیق کرنے سے ان کو چڑ تھی ان کے درسگاہوں میں پڑھنے والی علوم ہے۔

۲۔ اصول فقہ ہے جو فقہ کی ادلہ تفصیلہ میں بحث کرتا ہے اصول فقہ کی تعریف میں آیا ہے یہ اصول آپ کو ایک ایسے مصادر فقہ دیں گے جن کی روشنی میں آپ احکام بیان کرسکیں گے ان کا کہنا یہ ہے کہ جہاں قرآن اور سنت میں حکم نہیں آیا ہے وہاں اس اصول کے تحت حکم بیان کر سکتے ہیں لیکن حقیقت یہ

ہے یہ علم قرآن اور سنت سے بے نیاز کرتا ہے۔قرآن اور سنت رسول پر پابندی ہے اب تو انہیں فقہ پویا یا فقہ معاصر کی نیاز ہے چنانچہ یہ سابق زمانے کے حرام کو حلال کرنے اور واجبات کو ساقط کرنے والی فقہ پڑھتے ہیں۔

۳۔علوم عقلی پڑھاتے ہیں علم منطق وفلسفہ وغیرہ پڑھاتے ہیں۔

۴۔فقہ استقلالی ہے فقہ کو متداول پڑھا۔

پہلے ہم یہ سمجھتے تھے یہاں کے عوام علماء پرست ہیں دیندار ہیں جب ہم نے جہاں سے ان علماء نے درس حاصل کیئے ہیں اور جہاں وہ میدان عمل میں اترے ہیں دونوں کو سامنے رکھنے کے بعد دیکھا تو یقین کامل ایمان جازم ہو گیا کہ تنہا یہ نہیں کہ وہ دیندار نہیں بلکہ احمق بھی ہیں۔اس سے مراد یہ نہیں کہ ایمان عوامی نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ مراد ایمان علمی کی نفی کی بات کی ہے یہ اس لئے کہتا ہوں ایمان والے علم کو انہوں نے پڑھا ہی نہیں کیونکہ وہ ان کے نصاب میں شامل ہی نہیں تھا۔احمق اس لئے کہتا ہوں کہ احمق ان کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی فائدے فائدے یا کم فائدے پر گراں قیمت چیز فروخت کریں بطور مثال راولپنڈی سے اس طرف جہاں جہاں عشرۂ محرم مجالس عزاء ہوئیں انتظامیہ اپنی پسند کے تحت ذاکر وخطیب انتخاب کرتی ہے جبکہ بلتستان میں ممبر وراثتی قبضہ میں ہوتے ہیں اس کے لئے رسہ کشی ہوئی ہے اس کے عداوتیں مول لیتی ہے۔لہذا یہاں ہمیشہ منابر جاہلوں کا قبضہ رہا ہے اس طرح محراب

بھی وراثت میں تقسیم ہوتے ہیں اگر ممبر پر جھوٹ بول سکنے والے کیلئے فروخت کرتے ہیں اسی طرح محراب میں آج کل ٹیچروں کا قبضہ مل رہا ہے جب سے مغرب نے اسلام ضرر پہنچانے کا بجٹ تقسیم کرنے کا ٹھیکہ کویت کے تاجروں کو دیا، کویت کے تاجروں نے مہدی آباد کے شیخ حسن کو دیا، ان کے گماشتوں ہر علاقہ محلّہ میں، گلی گلی میں مساجد ضرار بنائی، مساجد ضرار چلانے کیلئے امام ضرار، نمازی ضرار بھی خود انہوں نے بندوبست کیا ہے۔ یہاں امامت کے لئے زیادہ فرسودہ دنیا و مافیہا سے غافل مولوی کو رکھتے ہیں اگر کہیں کسی کو اجازت حاصل ہو وہ صرف آقائے جعفری کو حاصل ہے وہ سیاست میں جو کچھ بولتے ہیں وہ فاسد بے دین کے حمایت کریں ان پر صرف ایک جملہ کا بندش ہے کہ وہ اسلام اور مسلمین کے مفاد میں کوئی بات نہیں کریں گے۔

اما دینداری کا فقدان کا مسئلہ دو چیز کی طرف برگشت کرتے ہیں ایک پہلے عرض کر چکا ہوں قرآن کے نصاب دین تھے دین کی برگشت ایمان باللہ اور ایمان بآخرت کی طرف برگشت کرتے ہیں ایمان باللہ پر گفتگو عوام سننے کیلئے تیار نہیں اسی طرح بلکہ ایمان بآخرت حساب و کتاب روز جزاء کے بارے میں گفتگو مجالس کی انتظامیہ کی طرف سے پابندی ان کا کہنا یہ سب جانتے ہیں کوئی نئی جدید درس نہیں روشن خیال والے کہتے ہیں خشک درس تھا کیونکہ انتظامیہ اور روشن خیال دونوں آغا خانی ہوتا ہے آغا خانیوں کے نزدیک اخوت فاسد ہے

چنانچہ جب سے دین وسیاست ایک ہونے کا اعلان ہوا ہے بے دین کو چھوڑ کر سیاست پر توقف کیا ہے۔

ابھی تک حوازات ومدارس سے فارغ طلباء کا عربی میں تقریر وتحریر کرنے کی صلاحیت رکھنا تو دور کی بات ہے ان کی عربی صرف نصاب میں استعمال کلمات تک محدود ہوتی ہے یہاں یہ بتانا شرمندگی کی بات بنے گی کہ ابھی تک سننے میں نہیں آیا ہے کہ ان مدارس سے فارغ التحصیل فلاں آدمی عربی میں تالیف وتصنیف وتقریر کرسکتا ہے حتیٰ اساتید بھی نہیں کر سکتے ہیں اگر برادران اہل سنت کے مدارس کی بات کریں تو وہاں بھی ہزار میں سے ایسے چند ہی ہونگے۔ اور یہ ان کے عزائم ومنویات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ تنہا دین کے دشمن نہیں ہیں بلکہ علم وآگاہی کے بھی مخالف ہیں اس سے یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ انہوں نے علم ودانش کے طلاب کو مغوی خانے میں علم کے بہانے جبس کیا ہوا ہے چاہے بھگوڑا ہو جائیں یا وہیں پر مرجائیں گویا وہ کہتے ہیں کہ علم کی بات مت کرو حتیٰ عربی زبان سیکھنا بھی ان کے نزدیک باعث خطرہ ہے۔

بعض شاندار عمارت بنانے کے بعد اپنے وعدے سے مکر گئے پوری عمارت دیگر یونیورسٹیوں یونیورسٹی کے طالب علموں کے لے قیام گاہ بنایا بعض نے این جی اوز سکول چلانا شروع کیے یہاں سے یقین کامل واطمینان

قاطع ہو گیا کہ یہ اخوان صفاء والے ہیں قاموس قرآن کی تیسری جلد روکنے والے نے آغا سعید کو مدرسہ بنانے کا مشورہ دیا حالانکہ یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ وہ قرآن وسنت پڑھے بغیر دین کا ٹھیکہ لیتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آیا کہ جن علماء وبزرگان کو میں صدق دل سے چاہتا تھا میرے دل میں ان کا بڑا مقام تھا انہوں نے بھی دین کو چھوڑ کر سیکولروں سے دوستی اور سیکولروں سے یکجہتی کا راستہ اپناتے ہوئے دین کو اندرون خانہ محصور کیا قرآن اور نبی کریمؐ کی سنت عملی سے خالی فقہ کو فقہ اسلامی کہا اور سنت کے نام سے بڑا دھوکا دیا گیا ضعیف احادیث، قیاس، مصالح مرسلہ اور ذرائع خود ساختہ پر مبنی فقہ فقہ بشری ہے نہ کہ فقہ الٰہی وسماوی، یہاں سے اس فقہ سے مستنبط و مستخراج احکامات بھی کثرت سے نظر آنے لگے جیسے خمس، فطرہ، زکوٰۃ وقربانی چالیس پچاس کلو میٹر مسافت پر قصر نماز وروزہ، نکاح متعہ، نکاح سری اور نماز تراویح جیسے علوم کا قرآن اور سنت نبی کریمؐ سے کوئی رشتہ نہیں ہے جو عقائد انہوں نے لوگوں کو بتائے ہیں وہ کتاب دراسات میں دیکھیں وہ سب قرآن اور سنت سے متصادم عقائد براھمہ تناسخ ونظریہ حلول پر مبنی ہیں۔

اس حقیقت کو بھی ملحوظ خاطر رکھنے کی ضرورت ہے کہ کسی زبان کے قواعد آجانے سے دین نہیں آتا ہے دین سمجھنے کیلئے خود دین پڑھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ نجف اور قم میں اعلیٰ سطح کی درسگاہیں کھول کر کہا گیا کہ یہاں ابتداء سے

اجتہاد تک کا علم سکھایا جاتا ہے یہاں سے علماء مجتہد نکلتے ہیں یہاں سے بڑے بڑے علماء نکلے ہیں حقیر نے بھی ابتدائی تعلیم کے لیے سولہ سال کی عمر میں نجف گیا صرف ونحو کا آغاز کیا بعد میں اصول فقہ منطق فلسفہ بھی پڑھنا شروع کیا لیکن دینی تعلیم کا پتہ نہیں چلا کب شروع کرنی ہے اسی دوران ہم عصر ہم کلاس دوست نما علماء فضلاء ذہین فریس سے بعض چہرہ نجابت رکھنے والے علم وایمان دونوں کے داعی وحامی سے دوستانہ تعلقات قائم کیا تاکہ کمال ہمنشینی اثر کریں، صیغہ اخوت پڑھا لیکن اسلام کی بنیاد پر نہیں تھا کیونکہ وہاں اسلام مصنوعی تھا لہذا بعد میں اخوان دغا ثابت ہوئے تنہا یہ ذوات نہیں بلکہ یہاں پہنچنے کے بعد جن جن سے دوستی کیا حتیٰ اعزاء واقرباء اولاد بھی اخوان دغا ثابت ہوئے۔

منظومہ اجتماعی

منظومہ مادہ نظم سے اسم مفعول کا مفرد مؤنث ہے نظم مقائیس لغۃ ابن فارس میں نظام نون، ظا، میم سے مرکب ایک ہی اصل رکھتی ہے وھو یدل علی تأ لیف شیء وتکیفہ نظمت الخرص نظمت الشعر نظام خیط تجمعو االحرص۔ کتاب معجم فلسفی تأ لیف سلیبہ جلد ۲ حرف نون فالنظام فی منطق ریاضی میں ھو ترتیب و الانساق بین الحدود، کو کہتے ہیں نظام طبیعی میں ھو اطراد وقوع الحوادث وفقا لقوانین معیّنۃ۔ نظام اجتماعی میں ولا نظام الاجتماعی مجموع القوانین التی ینبغی

لا فرادان یتقیّد وابہا و تخضعوا لھا۔ والنظام الاخلاقی عند مالبرانش مجموع الکمالات اللا شبہہ المتجلیۃ فی فی افعال اللہ۔ کائنات میں ملائیین ملائین منظومات ہیں اب تک جو منظومات بشر کو کشف ہوا ہے اس میں سب سے بڑی منظومہ کا نام مجرہ ہے جو ہم سے قریب مجرے کا نام التبانہ ہے خود تبانہ میں بہت سے منظومات ہیں ان میں سے ایک ہماری منظومہ شمسی ہے اس کے گیارہ خاندان ہیں جس خانے میں ہم رہتے ہیں وہ زمین ہے اس زمین میں ملائیین ملائیین مخلوقات اجناس، انواع، انصاف رہتے ہیں ان سب میں سے افضل اشرف مخلوقات انسان ہے انسان کی طبیعت اور سرشت زندگی کی گرائش ہے انسانوں کی زندگی مختلف منظومات میں گردش رکھتے ہیں لیکن بطور مداوم نہیں بار بار باغی طاغی علحید گی استقلالی اختیار کرتے رہتے ہیں ذیل میں ہم مجموعہ منظومہ اجتماعی کا اقسام بتاتے ہیں

۱۔ یعنی انسان زندگی چونکہ انفردی ممکن نہین وہ اجتماعی زندگی گزارنا ناگزیری اور مجبوری ہے لیکن اجتماعی زندگی گزارنے کے لئے متعدد منظومات ہیں یہ منظومات یہ ہیں

۱۔ منظومہ زواجی ۲۔ منظومہ ولودی ۳۔ منظومہ اخوانی ۴۔ منظومہ ارحامی ۵۔ منظومہ احباب ۶۔ منظومہ اعداء قرآن کریم میں ان چھ منظوموں کے لئے باہم زیستی کرنے ایک دوسرے سے تعلقات روابط قرب وبعد کا تعیّن کہا ہے ان

طھ میں سے پانچ کے لئے حکم بیان کیا ہے ایک منظومہ احکام اخوۃ ہے منظومہ
اعدائی میں اس سے گریزی دوری رکھنے کی ھدایت ہے
آیئے منظومہ ولودی دیکھتے ہیں منظومہ ولودی یہ کلمہ سورہ مبارکہ بلد کی تیسری
آیت سے اقتباس ہے جہاں اللہ نے والد و مولود دونوں سے قسم کھائی ہے
قرآن کریم میں ۴ جگہ اولاد سے کہا ہے والدین سے نیک سلوک کرے سورہ
النسائآیت ۳۶ سورہ بقرہ آیت ۸۳ سورہ انعام ۱۵۱ سورہ اسراء آیت ۲۳ ان
چاروں میں اللہ نے اپنی عبادت بندگی کے بعد والدین سے احسان کرنے
نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے والدین منظومہ اجتماعی میں دوسرے نمبر پر ہے
دیگر پانچ منظومے میں ایک دوسرے سے تعاون واضح ہے اگر ایک دوسرے
کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے تو پورے نظام کا دیگر نظام متأثر ہونگے علٰحیدگی
ہوتا ہے ایک دوسرے کی زندگی دوسرے سے مربوط ہوتا ہے لیکن نظام
والدین میں یہاں نظام مختلف ہے ایک دوسرے کی ساتھ ایک طرف حد سے
زیادہ الفت محبت گرائش جھکاؤ میں مستغرق ہے اس جاھاؤ کے خلاف کسی قسم کی
ھدایت نصیحت سننے کے لئے تیار نہیں والدین سے کہیں کہ اپنی اولاد سے اس
حد تک گرائش نہ کرو اس حد تک ان سے محبت نہیں کرو تو وہ سننے کے لئے تیار
نہیں ہے یہاں سے اولاد اکثر و بیشتر تربیت کے حوالے سے لاوارث ہوتا
ہے والدین کے لئے آخر میں وہ وبال جان بنتا ہے یہاں تک اللہ اس برے

انجام کے بارے میں فرمایا ہے پہلے مرحلے میں فرمایا یہ تمھارے آزمائش گاہ ہے دوسرے مرحلے میں کہا امتحان ہے لھذا یہ کہنا پرورش اولاد کے لئے ثواب ہے درست نہیں کیونکہ اس کو اس میں زحمت نہیں مشقت نہیں وہ لطف پا رہا ہے ایک شخص معمولی سبزی دال کھاتا ہے اور ایک مرغی کے کباب کھتا ہے تو کوئی کہے کہ مرغی کباب کھانے والے کے لئے اجر و ثواب ہے اس جیسا ہے تو محبت اولاد کے لئے اجر و ثواب ہے تو یہ دونوں کے لئے گمراہ کرنے کا منطق ہے ثواب اس کے لئے ہوتا ہے جو انسان کے لئے اطاعت اللہ میں خلاف ہوا چلے تو اس کے لئے ثواب ہے یہاں موافق ہوا ہے

امّا اولاد کی طرف سے لھذا اس منظومہ میں نظام کو جو خطرہ لاحق ہے وہ اولاد سے ہے اب یہاں یہ سوال آتا ہے اولاد سے کیوں کہا ہے والدین کے لئے احسان کرے نیک سلوک کرے اللہ کی عبادت ہے کے بعد والدین سے نیک سلوک اتنی اھمیت اس کو کہاں سے آئی یہ کھولنے کی ضرورت ہے اس کی منطق یہ ہے اللہ یہاں بندہ باغی بندہ طاغی بندہ نالائق بندہ کو اپنی اطاعت بلاتا ہے کہتا ہے یہ تم کو ہم نے پیدا کی ہے تمھارے زندگی کے ارزاق ہم دے رہے ہیں خیرات ہماری طرف سے آ رہا ہے شرورات سے حفاظت ہم کرتے ہیں ہماری عبادت و بندگی میں رہو تو یہ بندے کی سمجھ میں نہیں آتا ہے تو سبب اصلی اللہ ہے اللہ کی تمھارے وجود میں جو سبب ہے اس کو سمجھانے کے لئے اس

کو متوجہ کرتے ہیں والدین کی طرف کہ اس والدین کی وجہ سے تم وجود میں آئے ہیں تو یہ والدین ہماری طرف سے وجود میں آئے ہیں اگر والدین کی قدر کرتے ہیں تو اصل سبب ہم ہیں انسان کو حکم غیبی سے حکم شاہد کی طرف متوجہ کرنے کے لئے والدین کا ذکر کیا ہے سورہ احقاف کی آیت ۱۵ میں آیا ہے اوحینا الانسان بوالدیہ احسان والدین کے ساتھ احسان کا ذکر کیا اور ماں کی کردار کا ذکر کیا یہ کیوں حالآنکہ اولاد اور اس کی ماں دونوں کی کفالت والد کرتے ہیں لیکن انسان والد کے کردار کو بچہ دیکھتا ہے نہیں ہے گھر میں جولزیز کھان املتا ہے پیار ملتا ہے وہ واد سے نظر نہیں آتا ہے ماں نظر آتی ہے تو ماں کی کردار کو بیان کیا ہے یہ کردار بیان کیا ہے کسی آیت میں نہیں آیا ہے باب سے زیادہ ماں کی احترام کریں ان کی زیادہ شکر گزار ہو جائے ان کا بڑا احسان ہے

اخوہ ایمانی

عناصر اجتماع بطور خلاصہ تین مراحل سے گزرتے ہیں

۱۔مرحلہ اذدواجی ۲۔مرحلہ ابوت وبنوت ۳۔مرحلہ اخوت آیئے دیکھتے ہیں انسانی معاشرے کو ایک مربوط منظّم مؤلف محبوب مأخوذ گرائش جھکاؤ والی معاشرہ کس اخوان میں زیادہ بہتر لائق تریف تمجید تحمید پایا جاتا ہے اس سلسلے میں اخوان دغا نے کیا فلسفہ کیا ھدایات دی ہے اور کیا ھدایا اخوہ ایمانی اور

قرآنی نے دی ہے کس کا ھدایات اصلوحیات قابل تطبیق پرثمر پُر فوائد فطرت انسانی سے سازگار پایا جاتا ہے یہ مختصرسی اشارہ کر کے گزرنا ہے تفصیل آگے آئے گی اخوان دغا ایک اجمالی پروگرام دے کے گزر جاتا ہے ان کے پروگرام کو اٹھانے والے کے لئے نہ جائے برگشت رہتا ہے نہ جائے تقدم پیش قدمی پیش رفت ان کا کہنا ہے آپ کی ترقی تمدن خوشحالی سعادت مند زندگی کے راہ میں ایک ہی حائل ہے ایک ہی بیڑے ہے وہ آپ کا ایمان بغیب ہے ایمان باللہ ہے عقیدہ تدّین ہے آپ دین کو اپنے سے اتر پھینکیں باقی خود بخود چلتا رہے گا ترقی خود بخود آئیں گے خوشحالی شروع ہو جائیں گی امّا اخوہ ایمانی وہ انسان کی سعادت کا ھدایات اس کی خلقت سے شروع کرتے ہیں آغاز سے شروع کرتے ہیں مرحوم باقر الصدر نے اپنی دروس قرآنی میں فرمایا تھا انسان اپنی زندگی میں دو طرف تعلقات رکھتے ہیں اس کو اپنی سعادت بنانے کے لئے دونوں تعلقات کو بہتر بنانا ہے ایک تعلق طبیعت سے ہے یعنی زمین فضاء ستاروں سے ہے یہ زمین یہ ستارے یہ فضاء اپنی طور پر اللہ نے تمھارے لئے مسخر کیا ہوا ہے اس میں تمھاری ضروریات ختم ناپزیری کی حد تک ودیعت رکھی ہوئی ہے انسان کو اپنی ضروریات یہاں سے استخراج کرنے کے لئے سعی کوشش کرنی ہے ﴿وان لیس للانسان الاّ ما سعیٰ ﴾ وان سعیہ سوف یریٰ ﴾

دوسرا تعلقات انسان کا اپنے ہم دیگر نوعوں سے ہے یعنی انسانوں سے ہے یہ

انسان یا تو تمھاری زوجہ ہے یا باب ہے یا بیٹا ہے یا بھائی ہے چاروں حالات میں تمھارا ان سے تعلقات خوشگوار ہونا ضروری ہے آئے ذرا دیکھتے ہیں قرآن کریم نے زوج زوجہ کے لئے کیا ھدایات جاری کی ہے اخوان دغا نے زوج وزوجہ کے بارے میں ایک دوسرے کا نکتہ نظر دو برتن کے مانند تصور دیا ہے ایک برتن دوسرے برتن پر رکھتا ہے آپس میں کوئی رشتہ نہیں دو اینٹ ہے ایک اینٹ دوسرے اینٹ پر ایک میخ ہے کو دوسروں میں ربط دیتا ہے تصور یہ دی ہے اایک دوسرے سے اجنبی ہے لا تعلق ہے اور صرف حقوق خواتین کی ڈنڈورا پیٹتا ہے اس نعرے سے دنیا بھر کے خواتین کفری معاشرہ نام نہاد دینی معاشرہ مذھبی معاشرہ میں ان کا بنیادی حقوق نہیں مل رہا ہے بنیادی حقوق سے محروم ہیں ان کا حقوق کا استحصال کنندہ چھننے والا انھیں محروم رکھنے والا ان کے باب ہے ان کے بھائی ہے ان کا بیٹا ہے آپ کو اس ملک میں کسی جگہ نہیں ملیں گے باب نے بیٹیوں کا حق دیا ہو باب کے مرنے کے بعد ماں حق جو باب سے ملتے ہیں دیا ہو بھائی نے اپنے بہن کا حق دیا ہو شوہر نے اپنی زوج کا حق دیا ہو ایمان نہیں آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا ہے تو ملک بھر کے وڈیروں چوہدریوں حکمرانوں سیاستدانوں سے پوچھیں لیکن اسلام نے اس تصور کو کتنا اٹھایا ہے اس کو اٹھانے میں کتنا اہتمام کیا ہے آیئے دیکھتے ہیں سورہ مبارکہ نساء کی پہلی آیت اس میں فرماتا ہے یا ایّھا لاناس اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں نفس

واحدہ سے خلق کیا ہے ااس نفس واحدہ سے اس کا زوجہ پیدا کیا ہے نفس واحدہ
اور زوجہ سے دیگر نسلیں چلایا ہے قرآن میں طرز خطاب دو قسم کے ہیں ایک
خطاب ہے یاایّھا الذین آمنوا اے ایمان لانے والو یعنی تم نے جب ہم کو مانا
ہے ہم تمھارے خالق اور رازق ہے جب بغیر جبر واکراہ کے ہمیں تسلیم کیا ہے تو
تمھیں ہماری احکامات بھی ماننا پڑے گا ضروری ہے دوسری خطاب ہے یاایھا
الناس یعنی نہ ماننے والوں سے خطاب ہے نہ ماننے والوں سے خطاب اس
طرح سے ہے ہماری ھدایات کو مان لے ورنہ تمہیں دردناک عذاب کا سامنسا
ہوگا یعنی یہ انسانی معاشرہ ہمارے ایمان لائے یانہ لائے اس میں جینے کا ایک
ہی ھدایت ہے وہ ہماری ھدایات ہے اگر ہماری ھدایات پر عمل نہیں کریں
گے تو سمجھ لے معاشرہ تمھارے لئے جھنم بنے گا کھڈا بنے گا مصیبت بنے گا س
اس ڈرادھمکی کے ساتھ یہ دستور ہیں ملیں گے دنیا میں کوئی بھی چیز جس کسی نے
بنایا ہے اس کو چلانے کا ھدایات صرف وہی دے سکتا ہے جس نے بنایا ہے تم
کو ہم نے بنایا ہے تو ہماری ھدایات کے بغیر چل نہیں سکیں گے لھذا ہماری
ھدایات جو سن لیں غور کریں جن جن اشخاص کے بارے میں ہم کہیں گے اس
کے ساتھ نیک سلوک کریں ورنہ تمھارے لئے چلنا دشوار ہونگے دیکھیں اللہ
نے صنف اناث کو کتنا اہمیت احتمام دیا ہے اس کے حقوق کو چھوٹے سے
چھوٹے حقوق کتنے حق درست میں لکھا ہے کہتے ہیں مرد افضل عورت کی

بنسبت لیکن قرآن میں سورہ جال نہیں ہے قرآن کریم کی چھوتھی بڑی سورہ کا نام سورہ النساء ہے اس میں زیادہ تر احکام نساء کی بیان کی ہے زوجہ کی نہیں نساء کی صنف اناث پہلا حق انسان کو اپنے دوسرے صنف کے ساتھ تعلقات بہتر کرنا ہے تنہا سورہ نساء میں بیان نہیں کی ہے سورہ آل عمران میں بھی بیان کی ہے مائدہ سورہ احزاب میں ممتحنہ میں سورہ طلاق میں سورہ تحریم میں آیا ہے بطور نص بیان کی ہے اس دنیا میں تین قسم کی اجناس ہیں جماد، نبات، حیوان

ا۔اناث کی کرداراس دنیا میں انسان کے سامنے تین مخلوقات ہیں جماد، نبات، حیوان ۔ جماد سے تعلق مردوں کا ہے کھیت میں کارخانوں میں اس کا کام مرد کے ساتھ ہے اگر انسان جماد کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں رکھیں گے عاقلانہ نہیں رکھیں گے معاندانہ رکھیں گے خصمانہ رکھیں گے کیا وہ اچھی زندگی گزار سکیں گے پودے مرد لگاتے ہیں شجر کاری مرد کرتے ہیں حیوان پروری مرد کرتے ہیں مرد پروری کون کرتا ہے مرد پروری اناث کرتی ہے اگر مرد کا تعلق عورت سے معاندانہ مخاصہ ہو تو کیسے انسان چلے گی کیا دیکھتے ہیں کسی بھی معاشرے میں خواتین کے ساتھ سلوک سوائے ان افراد کے جو شہوانی ہے حیوانی ہے وہ چند محدود وقت کے لئے محبت کرتے ہیں باقی ان سے نظر نظر محقرانہ رکھتے ہیں جبکہ اللہ نے مردوں کی تحمل، تربیت، پرورش صف اناث کو کرنی ہے مردوں کی پرورش پودوں کی پرورش کے لئے بعض چند دن لگتے

ہین بعض مہینے لگتے ہیں جبکہ انسان کی پرورش ۱۴، ۱۵ سال لگتی ہے ۱۵ سال پرورش کرنے والی عورت کا مرد پر کتنا حق ہوگی۔

اخوان دغا

اخوان دغا یعنی صفاء کی شناخت اخوان صفاء جب سے وجود میں آئی ہے انھوں نے معاشرے میں غیر مفید لا حاصل علوم کی مسائل کھولے ہیں آپ ان کو علم جو دانش، جو روشن فکر حقائق تلاش حقیقت جو تصور کریں گے یکن وہ اندر سے حقیقت کو الٹ پلٹ یمین و یسار اُپر تحت کئے پر تُلے ہوئے ہیں وہ ہمیشہ فتنہ پرور لا جواب سوالات اٹھاتے ہیں مولا امیر المؤمنین سے منسوب ایک فرمان میں ان کی شناخت ان سے بجات کا طریقہ بتایا ہے فرمایا ہے لاتسئل تعنّتہ فانّ الجاھل متعند شبیہ الجاھل وان کان عالما فقیہا متبحرا وسائل المتفقہ شبیہ بالعالم وان کان جاھلا پھنسانے کے جتنے سوالات کرنے والے حکم جاھل میں ہوتا ہے گر چہ وہ کتنے بڑے عالم ہی کیوں نہ ہو اخوان صفاء نے اس باب میں ایک بڑا کام کیا ہے انھوں نے مشکلات العلوم کے نام سے کتابیں لکھی ہیں نغزات کے نام سے کتابیں لکھی ہیں جس میں مشکل ترین سوالات رکھا ہے جن کا جواب عام انسانوں کے ذھن میں نہیں ہوتا ہے بطور مثال ہم جن سے واسطے میں رہے ہیں ان سے ہماری ۳۰، ۳۵ سالہ تعلقات رہے ہیں

۱۔ حروف مقطعات کے سوال کریں گے اان حروف کو کیوں لائے ہیں سمجھ میں

نہیں آتا ہے۔

۲۔آیات متشابھات کے سوالات کریں گے۔

۳۔شب قدر کے بارے میں سوالات کریں گے۔

۴۔نزول ملائکہ کے بارے میں سوال کریں گے۔

۵۔دابّۃ الارض کے بارے میں سوال کریں گے۔

۶۔انھیں سوالات میں سے ایک فتنہ پرور سوال کریں گے اور بہت سی عجیب و غریب سوالات کریں گے جو ابھی پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ بدنیتی پر مبنی تھے ہم سمجھ رہے تھے جاننا چاہتے ہیں وہ اصل میں پھنسانا چاہتے تھے یا لغویات میں مصروف رکھنا چاہتے تھے۔

ہمارے علماء اسلامی نہیں بلکہ اخوانی ہیں:۔

پاکستان میں اخوان صفاء وخلان وفا کی شاخیں نیچے سے اوپر کی ترتیب اس طرح سے ہے، انجمنیں، ٹرسٹیز، منظمات فلاحی ورفاہی مذہبی سب اسلام کو دبانے، اسلام کو اپاہچ بنانے، کنارے پر لگانے اور امت مسلمہ کو نئے فرقہ بندی کیلئے وجود میں لائی گئی ہیں چاہے ان کی قیادت علماء زہاد و دیندار کرتے ہوں یا ان کی قیادت بے دینوں کے ہاتھ میں ہوان کا راستہ یورپ کو جاتا تھا اس کی نشانی یہ ہے کہ طبقات علماء میں جو دین کے نام سے علمانیت کو فروغ دے رہے ہیں دین سے عاری وخالی درسگاہیں چلاتے ہیں نیز عوامی سطح پر

لوگوں کو غیر دینی امور میں مشغول رکھنے اور خدمت خلق کے فضائل تشویق کرنے میں وہ ریڈ کراس والوں سے چنداں فرق نہیں رکھتے گویا ان کی نظر میں انبیاء خدمت خلق کیلئے مبعوث ہوئے حالانکہ انبیاء نے لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی قیام عدل کی طرف دعوت اللہ پرستی کی دعوت دی ہے گویا علماء کی اور اللہ کی طرف سے آتے ہیں علماء یہ مسائل دینی کے حل پر توجہ نہیں دیتے علماء کی برگشت درسگاہوں کو جاتی ہے، علماء درسگاہوں سے دعوت انبیاء نہیں سیکھتے ہیں وہ اپنی این جی اوز کی تعلیمات سیکھ کر آتے ہیں۔

پاکستان میں اخوان صفاء کی کتنی شاخیں ہے۔اس وقت پاکستان میں قائم جماعات جس نام وشکل سے بھی متعارف ہوں وہ قرآن اور سنت کی بیان کردہ صفات وشرائط ومنشورات پر نہیں ہیں بلکہ یہ گزشتہ اخوان صفاء کے اہداف اور ان کی سمت پر چلنے والے ہیں لیکن ہماری طرف سے ان کا استقبال ہماری جہل وجہالت ونادانی کے علاوہ مثل قوم ہود سراب کو پانی سمجھنا ہے تو عذاب کی لپیٹ میں پھنس گئے اخوان صفاء کے وسائل وذرائع اور امکانیات معسکر غرب وشرق پورا کرتے ہیں۔

اخوان صفاء علمائی سے مراد علماء دین نہیں بلکہ علماء سے مراد علم پرست علماء ہیں کیونکہ حسب تحقیق اور خود ان کے تصریحات کے مطابق علم دو نہیں بقول رئیسانی علم علم ہوتا ہے، ان کے نزدیک علم خود غایت ومطلوب ومقصود مولائے

ابلیس ہے چاہے ساری عمر نحو و اصول فقہ میں ضائع کریں وہ اسکے لئے آیات متشابہات کے علاوہ روایات مرسلات خود ساختہ سے استناد کرتے ہیں۔آپ علم پرست اور علم کو وسیلہ شکم پرستی میں تقسیم کر سکتے ہیں یہ لوگ نچلے طبقہ کے صاحب فضیلت علم پرست ہیں ان میں یہاں کے برگزیدہ علماء آتے ہیں۔

ان میں اخوان صفاء علمائی ہے جن مین مندرجہ ذیل علماء آتے ہیں ،آغائے شیخ غلام محمد غروی اور آغا سید علی موسوی حسین آبادی جنہوں نے بلتستان میں آغا خانی اور سوشلزم کی بنیاد ڈالی تھی پھر ان کے وارثین جناب شیخ محمد حسن جعفری، شیخ محمد حسن صلاح الدین، شیخ علی جوہری، شیخ ضامن علی، سید محمد طٰہٰ، شیخ محسن نجفی، سید ساجد نقوی، شیخ شفاء نجفی، سید ابوالحسن، محمد حسین مقدسی، راجہ ناصر، شیخ امین شہیدی، سید ثاقب نقوی، شیخ محمد حسین سرگودھا، ظہور خان سرگودھا، سید محمد باقر زیدی، اصغر شہیدی، شبیر میثمی، آفتاب حیدر قرۃ العین، سلمان نقوی، حیدر ولی جوادی، شیخ عباس رئیسی۔ان علماء کرام میں سے بعض حضرات کا کردار و سلوک نا قابل فراموش ہے جن کا ذکر ضروری ہے ان کا تذکرہ کروں گا۔ان کے بعد امامیہ اسٹوڈنٹس، امامیہ آرگنائزیشن، اصغریہ جماعت، اعجاز بلوچ، علامہ عباس، عرفان حبیب، بابر اقبال، مہدی شاہ وغیرہ آتے ہیں۔

۱۔اخوان علماء

۲۔اخوان دانشجویان ودانشمندان، روشن خیال وتجدید گراں

۳سیکولران وعلمانیین

۴۔اخوان تجار وسرمایہ داران اوران کے گماشتہ گان

اس مدعی کے قرائن وشواہد ہیں۔ ہر قوم وملت صنف کی اپنی ثقافت ہوتی ہے اسلام کی بھی اپنی ثقافت ہے، ثقافت اسلام کے مصادر قرآن وسنت سیرت حضرت محمدؐ تاریخ اسلام کے ہراول شخصیات اہل بیت واصحاب کرام کے فرمادات عملی سیرت ہوتی ہے، جسے انہوں نے عمداً بے اعتنا ہی بے پرواہی سے چھوڑا ہے ان کی شان میں فرقان کی ہدایت آئی ''میری امت نے قرآن کومہجور چھوڑا ہے'' انہیں ان کے پڑھے صرف ونحو اصول فقہ، منطق، فلسفہ، کلام پر غرور رہا ہے لہذا وہ اسلام سے بہت دور فاصلے پر ہوتا ہے، شرعی وثیقہ جات تک انگریزی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ تاریخ میں دن مہینہ آتے ہیں اسلامی عبادات دنوں اور مہینوں دونوں کے حساب سے ہوتا ہے دنوں کے اعمال طلوع وغروب آفتاب کے حساب سے ہوتا ہے جب سنہ آتا ہے اس کیلئے مبداء وماخذ چاہیئے، مبداء وماخذ عام طور پر بڑے حوادث سے شروع کرتے ہیں چاہے حادثہ خوشی کا ہو۔ عرب خوشی کا حساب قصی بن کلاب سے کرتے ہیں انہوں نے اہل مکہ کوعزت کی زندگی گزارنا سکھایا جبکہ مکہ پر ابرہہ کے حملے کے بعد عام الفیل سے کیا لیکن حضرت محمدؐ کے مبعوث برسالت ہونے کے بعد

بعثت سے اور ہجرت کے بعد ہجرت سے شروع کیا یہی تاریخ مسلمین ہے۔
ایرانی اپنی تاریخ عظمت دو ہزار سال پہلے اس وقت کے بادشاہ کی تاج پوشی سے کرتے تھے، لشکر اسلام کے ہاتھوں فتح ہونے کے بعد عید نوروز اور زبان فارسی کو انہوں نے چھوڑا نہیں یہاں تک یہاں چالیس سال پہلے ایک انقلاب اسلامی کے نام سے انقلاب آیا تو انہوں نے اپنی ثقافت و تاریخ کا بدایت سال نوروز کی طرف ہوتی ہے مسیحی میلاد حضرت مسیح سے کرتے ہیں۔ لیکن ملک کے بڑے بڑے پائے کے علماء تاریخ میلادی استعمال کرتے ہیں یعنی کہ آپ ہجرت نبیؐ کو اپنے لیے باعث اعزاز نہیں سمجھتے ہیں۔

اخوان صفا میں نجف اور قم میں اخوان صفا کی بات سر دست نہیں کروں گا ابھی اپنے بلتستان کی علماء اخوان کی بات کرتا ہوں۔ ہم جب بلتستان میں پہنچے تو بلتستان کے خاص کر اہل سکردو کے مراجع اعلیٰ شیخ غلام غروی متعارف تھے لوگوں کو وعظ و نصیحت قضاوت فصل خصومات اور خودداری حکومت مخالف میں معروف تھے، اس وقت بلتستان معاشی طور پر اپنی پیداوار تک محدود تھا اس لئے معاشی طور پر عالم حضرات بحرانی کیفیت میں گزرتے تھے۔ علماء زیادہ برے حالات کا سامنا تھا، مٹی کا تیل، چینی، گندم سرکاری نرخ پر بہت محدود مقدار میں ملتے تھے، لیکن سکردو والے درخواست گزار علماء کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے، انہیں مطعون قرار دیتے تھے کہ ہمارے علماء کی آبرو

ریزی کرتے ہیں لیکن شیخ صاحب کیلئے انجمن والے چپکے سے گھر میں ذخیرہ کرتے تھے۔ یہاں تک شیخ صاحب اپنی مقبولیت سے استفادہ کرتے ہوئے آغا خانیوں کا دفتر کھلوایا، یہ ان کے نامہ اعمال کا پہلا سیاہ صفحہ ہوگا جو قیامت کے روز انہیں پشت سے تھمایا جائے گا اسی طرح ان کے رکاب مین چلنے والوں کو دیا جائے گا، وہاں ''یا لَیۡتَھا کانَتِ الۡقاضِیَةَ '' ان کی دوسری الحادی گمراہی پی پی کو حافظ دین، مطابق دین اور ان کے منشور کو منشور امیر المومنین قرار دیتے تھے جس کیلئے آپ کو بہت تضاد گوئی کرنا پڑتا۔ ان کے بڑے بیٹے شیخ یوسف اور کشمرہ والوں کو یہ افتخار حاصل ہے ان دو الحادیوں کو یہاں بسانے کا اعزاز شیخ غلام محمد کو جاتا ہے۔ چنانچہ میں اپنے گھر کے مہمان جناب آغا مرتضیٰ صاحب ہمارے داماد آغا عابد کے چچا نے پوچھا آپ بلتستان نہیں آئینگے تو میں نے کہا بلتستان والے اور خاص کر اہل سکردو والے بے دین ہیں کیونکہ انہوں نے آغا خانیوں اور پی پی کو یہاں لایا اور بسایا۔ میں سوچ رہا تھا کہ آپ کیا جواب دینگے لیکن جواب غیرتی کی جگہ جواب بے غیرتی دیتے ہوئے کہا بلتستان میں آغا خانیوں کو لانے والے کون ہے؟ میں نے کہا شیخ غلام محمد غروی خاموش ہو گئے۔ علامہ شیخ غلام محمد ایک عرصے تک سوشلزم کی مخالفت کرنے والے کو جب پی پی کا صدر بنایا تو کہا مجھے انگریزی نہیں آتا تھا، انگریزی والوں نے کہا اس کا اردو ترجمہ مساوات ہے، مساوات ہمارے دین

میں ہے ،دین پرافتراء باندھا۔اس نے علاقہ چھوکا میں مثل عبید اللہ بن زیادبن کے پی پی کیلئے بیعت لینے کیلئے آیا تو بے دین ،دیندار سب نے بیعت کی، وہاں صرف شرف الدین غائب تھا۔ الغرض یہاں ان کا ذکر کرنا ہے جن سے مجھے دوستانہ تعلقات تھے ان کا ذکر کرنے سے پہلے دو حقیقت اور واقعیت کا ذکر کرنا ہے۔

ا۔ہم اچھے ذہین فطین انسان تھے نہ زحمت و جفاکش بھی نہیں تھے لہٰذا اعلیٰ سطح کی شرف استادی بھی حاصل نہ کر سکے لہٰذا ہمارا کسی پر احسان استادی نہیں رہا، البتہ میں حوزے میں چند نقص خلاء کو واضح انداز سے لمس کرتے تھے دین سے متعلق عقائد اخلاق قرآن نہج البلاغہ کا درس کیوں نہیں ہوتے۔

۲۔ انسان پڑھنے کے بعد طرز ادیگی ضروری اور ناگزیر ہے چنانچہ سورہ مبارکہ الرحمٰن کی پہلی آیت میں آیا کلمہ علمیہ ''البیان'' آیا ہے جو کسی کو بھی نہیں آتے تھے بلکہ اس پر پابندی تھی چنانچہ عرصہ گزر جاتا ہے خطاب کرنے سے ڈر لگتا تھا، حوزے سے اعلی سند والے بلتستان پہنچنے کے بعد دودھ پینے والی بلی جیسا خاموش بن جاتے ہیں چنانچہ اعلیٰ پڑھنے والے کے لیے خطاب عیب سمجھا جاتا تھا لہٰذا ہم اعلیٰ سطح کے درس پڑھانے والوں سے درس عقائد اور اخلاق کے لیے علما سے درخواست کرتے تھے وہ بھی حوزے میں نہ ہونے کی وجہ سے نایاب ہوتے تھے تلاش کر کے لاتے تھے اور ان کے پاس ایک دو درس کی سنی

باتیں ہوتی تھیں۔ دوسری خلا کے لیے میں نے فن خطابت کی پریکٹس کریں اس کے لیے میں نے ایک ٹیپ رکاڈر خریدا تھا اس میں ریکارڈ کر کے اپنی تقریر خود سننے کی بنیاد ڈالی تاکہ شوق پیدا ہو جائے اس کیلئے ہفتہ وار شب جمعہ نیز ایام وفات ولادت میں جشن کی شکل میں جمع ہوتے تھے جس میں اگر تقریر کرنا نہ آئے عربی میں اشعار پڑھنے کے لئے اٹھاتے تھے اس کے لیے ہم نے چند افراد کو بھی بلایا تھا۔ دوسرا نکتہ یہ کہ کسی کا کسی پر احسان کا ذکر کرنا برا گردانا جاتا ہے یہ بھی احسان فراموش کی سیرت قائم کرتا ہے حالانکہ وہ خود کہتا ہے ''**من لم یشکر مخلوق لم یشکر الخالق**'' یہ صلیبیوں کی تعلیمات ہیں۔ یہ منطق اتنی سادہ نہیں بلکہ اس کی اقسام و انواع و کیفیات ہیں بعض بروقت احسان جتائی نہیں کرنی چاہیے۔

۲۔ دوسرے لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں کرنا چاہیے

۳۔ گزرنے والے احسان کا ذکر نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کوئی ہوا احسان فراموشی اس کا شیوہ ہو تو اس کو یاددھانی کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ سنت و سیرت حضرت محمدؐ خاتم النبین تھی جہاں آپ نے جنگ حنین سے حاصل غنائم مین اہل مکہ کے مولفین کو ترجیح دینے پر انصار کی چہ مگوئیاں سن کر ان کو جمع کیا فرمایا میں نے آپ لوگوں کو اٹھایا، آپ لوگ وہ تھے آپ لوگ وہ تھے، بلکہ یہ سنت اللہ بھی ہے۔

چنانچہ قصی بن کلاب بے اولاد تھے اللہ سے دعا کی اللہ نے انہیں پانچ اولادیں دیں تو پانچوں کے نام شرکی رکھے اللہ نے اس ناشکری کا ذکر کیا ﴿فَلَمَّا آتاهُما صالِحاً جَعَلا لَهُ شُرَكاءَ فيما آتاهُما فَتَعالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (اعراف:۱۹۰) اللہ ہی خالق ہے اللہ ہی رزاق ہے انسان خالق کا شکرادا کریں ناشکری کو کفر کہا ہے شکر نہ کرنے سے اس کی الوہیت و ربوبیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہے سورہ رحمٰن میں کتنی آیات میں آیا ہے ﴿فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُما تُكَذِّبانِ﴾ عرب دور جاہلیت سے لے کر دور ظہور اسلام آخر تک بعض کو اپنی چھوٹی سے چھوتے احسانات کا یاد دلاتے تھے ایک شخص منصور دوانیقی کے دروازے پر پہنچا صاحب دربانی سے کہا امیر المومنین پر ہمارا احسان ہے منصور نے اجازت دی داخل ہوئے ان سے پوچھا بتاوں آپ کا میرے اوپر کونسا احسان ہے اس نے کہا میرے باپ سے میرا نام آپ کے نام پر رکھا ہے۔

شیخ غلامحمد کے بعد آغا خانی اور پی پی کو ہی دینداری ناپنے کا فیتہ قرار دینے والا ان کے جانشین آغا جعفری آپ نجف میں ہمارے حلقہ خطابت یا جدیدیت کے ساتھی تھے۔ اسلام اور سوشلزم والحادیزم میں تصادم و تعارض ہونے کی وجہ سے ہم دونوں میں مخالفت و دوستی ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ آپ مرکز کے قائد ہوئے، آغا خانی دکانداروں اور آغا خانیوں پی پی کے حمایت

یافتہ ہونے کے علاوہ کویتی این جی اوز کے نزدیک محترم ہونے کی وجہ سے بھی نظریں اونچی رہیں کبھی ہمارے حال احوال نہیں پوچھا نہ ہم نے اظہار نیازی کیا۔

ہم نے عمر بھر میں بہت سی غلطیاں کی ہیں ان غلطیوں سے ایک بڑی غلطی دوست بنانے میں کیں، اس جیسی کوئی غلطی نہیں کیا۔ نجف اور یہاں آنے کے بعد جتنے بھی دوست بنائے سب غلط نکلے ہیں یہ دوست حضرت امیر المومنین کے اس فرمان کے مطابق نکلے ''ارید حیاتہ و یرید قتلی''، ان کے لئے نیک تمنا رکھنے والے تھے، وہ لوگ ہم سے نفرت و بیزاری ہم سے برأت، ہم بے دین اور خود لوگ محافظ دین رہے۔ اعجاز بہشتی جس نے برملاء ان کی قیادت کے خلاف اعلان جنگ بغاوت کیا تھا آخر میں آغا خانیوں کے کہنے پر ان سے مصالحت کیا لیکن صرف ہم پر اجتماعی، اقتصادی، معاشرتی پابندیاں لگیں یہ دوست دوسروں سے آگے نکلے۔ آغائے جعفری، آغائے شیخ محمد صادق قاضی، آغائے سید محمد مہدی کچورائی، آغا شیخ محمد حسن صلاح الدین، آگا شیخ محمد علی صابری، شیخ محمد عباس، شیخ حسن فخر الدین سرفہرست رہے۔ میں ان کو کتابوں سے اشعار نکال کر پڑھنے کا شوق دلاتے تھے تاکہ مجلس پڑھنے کی ہمت دلانے کی خاطر اپنے ہاتھ کی گھڑی اتار کر انھیں دی تاکہ ان کے حوصلہ کو بلند ہوں۔ اصلاح دین کے لیے مدرسہ کی تمام تیاریاں

مکمل کر کے آغا صابری جن سے ہم نے اپنے دار الثقافہ لاسلامیہ میں جوانوں کو جمع کر کے درس دلاتے تھے اور دروس کا اہتمام کر کے ان کو تدریس کا موقع فراہم کرتے تھے، آج جب میرے اوپر مظالم کے پہاڑ گرائے گئے تو پلٹ کر نہیں پوچھا کہ آپ کے ساتھ یہ کیوں ہوا، آ گا شیخ محمد حسن صلاح الدین کو میں نے اپنی جگہ شارجہ بھیجا تھا، جب فائدہ اٹھانے کا موقع ملا تجوس والوں کو دیا ، مدرسہ کی ٹرسٹ ہم نے بنائی زمین ہم نے خریدی۔ جب مجھے کراچی میں رہنا مشکلات کا سامنا ہوا بچوں سمیت واہ منتقل ہوا تو پلٹ کے کوئی ٹیلیفون تک نہیں کیا۔ مدرسہ کا نصاب تبدیل کرنے کا عودہ دیا لیکن تبدیل نہیں کیا، علماء تجوس کے کہنے پر مجھے بے دخل کیا، آغا جعفری نے مجھے فساد پھیلانے والا اور آغا خانیوں کو اصلاحی قرار دیا، شیخ محمد علی صابری غالی امام مسجد محمدیہ ملیر جس کی ہم نے بہت خدمت کی تھی اب وہ مجھے فساد فی الدین کہتے ہیں۔

اما جناب آغائے جعفری کا اخوان صفا میں سے ہونا کا الشّمس فی رائعہ النہار ہے بلتستان کے نامور مشہور علماء تمام کے تمام اخوان صفا کے علمائی یونت میں رہے ان میں سرفہرست شیخ غلام محمد غروی ان کے فرزند شیخ یوسف خطیب توانا لاہور و بلتستان آغائے سید علی موسوی اور ان کے فرزندان عزیز یکے بعد دیگر مقام والا رکھتے ہیں آغائے شیخ محمد سدپارہ آقائے سعید اور آغائے محمد علی شاہ اور ان کے خاندان وامادین سب آغا خانیوں کے اعزاز یافتہ ہیں اما

آغائے جعفری نے انتہائی انتھک تن و من سے اخوان کو ہر قسم کی میل کچیل گرد و غبار آسیب سے بچایا دفاع کیا ہے ایک دفعہ آپ ایران دفتر رہبر معظم گئے ان سے شکایت کی بعض ترقی مخالف رجعت پسند علماء ہمیں آغا خانیوں کے وجہ سے طعنہ دیتے ہیں مسئول دفتر جناب آغائے نور اللہی یان نے فرمایا کوئی پریشانی کی بات نہیں ہم خود ان کو لا رہا ہے جس پر آپ خوش ہو کے آئے میرے عزیز داماد آغائی سید محمد سعید سے کہا تھا شرف الدین کا وضو بھی ٹوٹنے والا ہے، سید محمد سعید کے زبان سے سقط لسانی سے کوئی کلمہ نازیبا آغا خان کے شان میں نکلے تو فرمایا آپ کی سیادت میں اشکال ہے سیادت آغا خان کے لئے ضروری اور ناگزیر ہے اسی بنیاد پر ہی وہ اقتدار پر آتے ہیں۔

جناب آغا شیخ محمد حسن جعفری نجف میں جدید اصطلاح میں جونیئر اور ہم سینیئر تھے۔ درس لینے سمجھنے میں وہ سینیئر ہم جونیئر تھے، آپ عمر نابالغی میں سکردو نغوڑ سپانگ کے عبداللہ نامی شخص کے پاسپورٹ میں نام درج کر کے آئے تھے ان کو عراق سے جلدی نکلنے کا حکم دیا گیا میں نے ان کے لئے پاسپورٹ بنوایا، اگر نہ بنواتا تو آج وہ آغا خانی و سوشلزم کے اعزاز یافتہ نہ ہوتے۔

فیصل آباد کے امام مسجد سید مہدی بھی اپنے باپ کے پاسپورٹ پر تھے انھیں بھی عراق سے نکالا گیا، میں نے ان کو بھی پاسپورٹ بنوا کر دیا اور وہاں رکھا انہوں نے یہاں آنے کے بعد کسی بھی وقت اسلام سے دوستی اور خالص

اسلام کا نام لیا ہو، نہیں سنا ہے ان کی نظر میں ہم دشمن آئمہ ہیں، آج ان کے منہ سے اسلام کا کلمہ نہیں نکلتا ہے۔

امّا آغائے شیخ محسن نجفی میں تنہا نہیں بلکہ پاکستان بھر کے علماء ان کو ایک شخصیت علمی اور خودداری کے ساتھ ایک انسان معقول سنجیدہ متوازن انسان سمجھتا تھا لیکن تصور گزشتہ زمان کے بعد غلط ثابت ہوگئی کہ نہ علمی تھے نہ معقول انسان نہ خوددار انسان تھے آخر میں اپنے بارے میں دیگران کے تصورات پر تیزاب چھڑکا کر خاکستر کیا ہے اور اپنے کو ایک خرافات پرست ایک انسان نامعقول مادہ پرست ثابت کیا ہے یہ میرے اس دعویٰ میں احساس احتقار رہے نہ انتقام غصہ اگلائی ذرہ برابر نہیں خالص دل سوزی پر مبنی ہے کیونکہ ایسی شخصیت اپنے حیات ابدی کو خاکستر کر کے دیگراں کے دنیا کو آباد کر کے جانے کو کیوں ترجیح دی لیکن ہماری مدعو پر یہ دلائل ہیں۔

۱۔ کہ آپ نے اپنی مذہب فاسد کے اثبات میں آیت توحید ایاک نستعین پر حاشیہ لگا کر توسل کو ثابت کیئے معلوم نہیں دیگر آیت منصوصیت یا فضائل امیر المؤمنین کے بارے میں کیا کیا لکھا ہے

۲۔ مسجد امام صادق اسلام آباد اخوان صفاء پاکستان جنھیں امامیہ کہتے ہیں خطاب میں کہا کتاب امام علی جامع علوم اولین وآخرین کا لامعقول تصور دے کر اپنی بلاغ المبین کے خلاف جسارت کیا عربی اردو دونوں پر مسلط

ہونے کے علاوہ علوم عقل میں نبوغت رکھتے ہوئے اپنے جامعہ کوثر کو علم نمائش یا مرکز صادرات علم متعارف کیا ہے قرآن کریم اور سنت نبی کریم میں مردود شعر وشاعری کو اپنی توشہ آخرت بنانے کیلئے ٹی وی اسٹیشن کھولا ہے علماء وراثت انبیاء کی جگہ خود خدمت گذار این جی اوز پیش کیا اتنی مدارس کی تعمیرات چھوڑ نے والا انسان کو اسلام کو اٹھانے قرآن کو اٹھانے کی توفیق سلب ہوئی اکیسویں صدی کے پاکستان کا سرسید احمد خان متعارف کر کے رخصت ہو رہے ہیں، خود سیاست میں نہیں کودے ہر مفاد پرست، ذات پرست والوں کا بے دریغ تعاون کیا، پشت پناہی کی ان کے جرائم میں حصہ ڈالا آپ کے درستگاہ سے فارغ علم گرائش دین جدائی دین ستیزی والے آپ کو یاد رکھیں گے ہم ایک وقت آپ کے مہمان بن کے لقمات کھائے تھے وہ یاد ہے اگر اس سلسلے میں ہماری دعا درگاہ الٰہی میں قبول ہے آپ کے لئے خیر کی دعا ہے لیکن سورہ اعراف کی آیت ۱۴۷ اس کی رد کرتا ہے۔

امّا آغائے سید ساجد کا اخوان صفای سے تعلق ہونا پہلے سے واضح تھے دین ان کے لوح قلب میں نظر نہ آنا سب سے کے لئے عیاں ہے وہ تضاد بیانی میں دیگر سیکولر قائدین سے پیچھے نہیں ہیں ان کو کس نے بنایا آخر میں انھوں نے ان کو کیوں برطرف کیا یا انھوں نے ان کو اپنے سے ہٹایا سب جانتے ںھیں ان کو لانے والے اور آقائے ساجد میں عند تقلب احوال کس

کروٹ پر لیٹنا چاہئے وہ جانتے ہیں مجھے آپ دین سے ہٹ کر قیادت کی جو کردار آپ پیش کیا، منہ سے انقلاب اسلامی خود کو ولی فقیہ کا نمائندہ کہنے والے نے حیدر آباد کے ایک مجلّے کو انٹرویو میں کہا ہم یہاں انقلاب اسلامی کے داعی نہیں ہم بحالی جمہوریت کے داعی ہیں اس جیسے متضاد بیانات سے آپ اور عمرو بن عاص میں شباہت کامل دیکھا جہاں عمرو ابن عاص اپنی آخری لمحات میں کہا مجھے یہ بات واضح نہیں ہوئی خالق متعال نے مجھے قیادت کے لئے خلق کیا تھا یا قیادت میرے لئے خلق کیا ہے خلیفہ دوئم جب بھی کوئی منقلب شخص دیکھتے تو کہتے ان کے اور عمر عاص کے خالق ایک ہے جو کہتا ہے عند تقلب الاحوال تعرف جواہر الرجال کا کا تغیر ان کے اور ان کے دوست صمیمی آقائے محسن نجفی دونوں پر یکساں صدق آتے ہیں شریعت بل منظور ہونے نہیں دینگے داڑھی والوں کے ساتھ نہیں بیٹھیں گے سر برھنات کے پشت پر بیٹھیں گے ہر الحاد کے ساتھ دینگے داعی اتحاد بین مسلمین بھی بنیں گے قوم کو تو کچھ نہیں دیا لیکن ووٹ فروشی میں کمایا ایرانوں کو ان کی ضرورت تھی ان کو ایرانوں کی ضرورت تھی قیامت کے دن کہیں گے یٰلیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا۔

جناب راجہ ناصر عباس صاحب آپ ایک زمانے میں واحد من ثلاث انتہاء پسندوں میں تھے۔ آپ تین دن یعنی جناب آغائے ساجد نمائندہ محترم ولی فقیہ در پاکستان اور حوزہ علمیہ قم اور آغائے حسن ظفر کے علاوہ باقیوں کو غیر

منصرف سمجھتے تھے یعنی ان پر اعراب نہیں لگ سکتے ہیں۔آغائے حسن ظفر نے تو یہ فرمایا''قائد کے مخالفین کو ہم سیخ کریں گے،آپ کی خصوصی امتیازات صلاحیات میں متضاد صفات کے حامل ہونا ہوسکتا ہے۔دوسروں میں یہ آپ سے کم ہی ہوتا ہے،آپ کا پکا انقلابی تھے ساتھ ہی آغا وحیدی خراسانی کے شیدا بھی تھے،علمیت اور خرافات پرستی دونوں کے حامل تھے۔مصائب امام حسین میں خرافات گوئی سے تھکتے نہیں تھے۔حسب نقل آغائے سید جواد نقوی ڈیڑھ گھنٹے مصائب پڑھتے ، جو میری ناچیز کتاب مثالی عزاداری دیکھ کر طیش میں آئے جس کا انتقام آپ نے اس طرح لیا تھا کہ کہا'' دار الثقافہ اسلامیہ سید سعید حیدر زیدی کی ہے۔پاکستان آنے کے بعد آپ نے آغائے ساجد سے استقلال کا اعلان کیا اور نئی جماعت بنام وحدت المسلمین کی تاسیس کی۔لیکن وحدت المسلمین سے آپ کی مراد سنی نہیں تھے بلکہ سیکولر لوگ تھے، کیونکہ آپ اصولی ہیں،اصولی جو صفات گذشتہ نظر میں رکھ کر بھی استعمال کر سکتے ہیں گرچہ فی الحال متصف نہیں ہو کیونکہ''**کل مولود یولد علی فطرۃ اسلام**'' کے تحت سیکولر کو بھی مسلمان میں شمار کر سکتے ہیں لہٰذا ہر موقع محل پر سیکولروں کی حمایت سنیوں کی مخالفت جاری رکھیں۔آپ اور آغا ساجد اور آغا سید جواد جو ایک زمانہ میں حلقہ ثلث تھے،تینوں تحت چھتری رہبر معظم ہوتے متضا د رہتے ہیں۔دو مسئلہ نا قابل حل ہو گئے ایک اصول فرقہ سازی کیا ہوتی ہے دوسرا

اجتہاد میں خطا کار کا بھی انعام ملتے ہیں بہر حال ابھی تک آپ کی زبان سے پاکستان میں اسلام کی سر بلندی الحادیوں کے خلاف کیوں بیان سننے میں نہیں آیا، اس سے واضح ہو جاتا ہے آپ اخوان صفاء کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔

تحریک اتحاد اسلامی اور وحدت مسلمین میں اتحاد کیوں نہیں ہوتا ہے دونوں کس مسئلہ پر لٹکا ہوا ہے ایسا نہیں ہے ایک خلفاء کے سب وشتم کے خلاف ہو ایک اس پر مصر ہو، دونوں جب شیعہ ہیں تو خلفاء پر سب وشتم دونوں کا جزء ایمان ہے۔اب تو سنیوں کیلئے بھی کوئی مسئلہ نہیں رہا ہے دیکھیں فضل الرحمٰن کو اچھی طرح سے معلوم ہے ڈیرہ والی شاتم خلفاء حامد رضا کو بھی اچھی طرح مولوم راجہ صاحب شاتم خلفاء ہیں۔ جب تک مشکلات کا حلال المشاکل حضرت اجتہاد زندہ رہیں گے نقیضین کا اجتماع اتحاد کوئی مسئلہ نہیں، وحدت ملی کی خاطر کبھی شتم جائز کبھی حرام و نا جائز ہونا۔لیکن ایک مسلمان واقعی کیلئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ سابقین اسلام کو شتم کریں پھر شتم نا جائز میں صرف عبد اللہ بن ابی اور ان کی جماعت ہی رہتا ہے۔

انقلاب اسلامی کا پاکستان میں ایک معزز موقر چہرہ آغا افتخار نقوی ہیں۔لیکن آغا افتخار نقوی کبھی بھی خود کو چہرہ اسلامی میں دیکھا نہ وہ اس کیلئے تیار تھے۔انہوں نے ہمیشہ اپنا تعارف چہرہ خرافاتی دکھانے پر مصر رہا ہے مثلاً مرکز آمدن امام مہدی خانہ عروسات معروف بہ جمن شاہ کی سر پرستی خرافات

سے مملو بنام زینب نا معلوم الاب والام، استیر ادعلم عباس ودعوت ریش تراشان خادماں کتنشتن علم بہ قریات ودیہات، دعوت مسیحان بمدرسہ موسوم امام خمینی دیدار کونسلگری امریکہ مدرسہ امام خمینی یہ ان کے چہرہ اسلامی ہے۔ نہ سننے میں آیا نہ دیکھنے میں کسی دن افتخار نقوی نے اسلام کی ترجمانی کی ہو۔

شیخ محمد حسن صلاح الدین سکردو تنجوس سے تعلق رکھتے تھے ہم جناب مرحوم شیخ عباس اور شیخ کی دیانتداری کو دیکھ کر یہ سمجھتے تھے پورا تنجوس والے دیندار ہیں لیکن بہت وقت گذرنے کے بعد معلوم ہوا یہ لوگ پکا غرابی تھے بہر حال آغائے صلاح الدین بھی ہمارے تمرین خطابت میں شامل تھے ان کی پڑھائی بھی اچھی تھی اس لئے ان سے دین کیلئے توقعات بہت رکھتے تھے، آغا صلاح الدین کو میں نے اپنے لئے ہوئی پیشکش پر انہیں شارجہ بھیجا، ان سے اسلام کیلئے بہت امیدیں باندھ کے رکھا تھا۔ انہوں نے شارجہ میں قیام کے دوران ہم سے کہا ایک مدرسہ بناتے ہیں، ہم نے کہا کیوں بنائیں گے اتنے مدارس پہلے ہی موجود ہیں، کہنے لگے لوگ ان مدارس سے نالاں ہیں، ہم جو مدرسہ بنائیں گے وہ دوسروں سے مختلف ہوگا، میں نے کہا وہ کیسے ہوگا، کہا آپ تجاویز دیں، میں نے مدرسہ کے لئے نصاب بنایا اور نصاب میں قرآن و سنت، عقائد، تاریخ اسلام واحکام اور طریقہ تبلیغ وارشاد رکھا تھا وہ ان کی مہربانی سے زبانی منظور ہوا، انھوں نے اس کے بعد تین چار سال مجھے اس

میں الجھانے میں مصروف رکھا آخر میں زمین بھی میں نے خریدی، تعمیرات شروع کیں اور مدرسہ بن گیا وعدہ وفائی کا وقت آ گیا لیکن انہوں نے کہا فی الحال نصاب میں قرآن نہیں رکھیں گے کیونکہ یہ سب ایک دفعہ نہیں ہوسکتا ہے انہوں نے اپنے علماء تجوس جنہیں وہ عادلی کہتے ہیں ان کی تجویز اور اصرار سے مجھے بے دخل کرنے کی کوشش کی، میں نے کہا جہاں قرآن نہ ہو میں وہاں رہنے پر آمادہ نہیں ہوں چنانچہ میں نے از خود اعلان برأت کیا ان کے مدرسہ کے استاد آغا عبداللہ کو قرآن رکھنے کے موضوع پر مناظرہ کرنے کے لئے بھیجا آخر اس مدرسہ کے نصاب میں قرآن کیسے رکھ سکتے ہیں ان کے استاد آغا جعفری جیسا ہو بقول ان کے اسلام غدیر سے شروع ہوتا ہے، غدیر جہاں رسول اللہ نے امت سے خطاب کیا تھا اس پر غرابیوں نے ڈاکہ ڈالا کر قرآن اور سبت نبی کے خلاف روز نصب امام کا نام دیا۔ تجوس کے علماء قدیم میں سے ایک آغا شیخ ابراہیم تھے ان کے دو بھائی بی عالم دین بنے ہیں، تینوں کو دین و دیانت کا پیکر سمجھتے تھے آغائے شیخ ابراہیم ایک انسان منزوی دنیا و مافیھا سے بے خبر تھے، خاص آکری عمر میں اپنے بیٹے کے پاس کراچی میں قیام کیا آخری عمر میں علیل رہے۔ میں ایک دن عیادت کیلئے گیا آتے ہی چند لمحے گزرنے کے بعد مرحوم تین دفعہ تکرار سے عمر کو ملعون کہا۔

سید محمد سعید میرے بھائی سید محمد مہدی کی اولاد ذکور کے لیے ایک عرصہ

ترسنے کے بعد میری چچازاد بہن سے پہلی دفعہ یہ بیٹا نصیب ہوئے جس کا نام بھی میں نے خود تفائل بخیر کرتے ہوئے رکھا تھا میرے کراچی سے جب بلتستان عزیزوں سے ملنے گیا تو وہ چپکے سے میرے ساتھ آیا میں نے انہیں نام نہاد دینی مدرسہ مہدیہ میں داخل کیا وہاں صرف ونحو اچھے پڑھاتے تھے استاد علم نحوین میں مغرور علم صرف ونحو میں گرادنے والے نے پہلے دن سے انہیں یہ تذریق کی تھی کہ آپ کے تایا کو علم نحو نہیں آتی ہے آپ اس میں ان سے سبقت لے جائیں چنانچہ مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد انہیں ایران بھیجا۔ باقی ماندہ علم نحو وہاں پڑھے تا کہ بقول علماء اخوان ''ملاشوی'' ملا بن گئے۔ بہن میرے پاس میری بڑی بیٹی کی منگنی کے لیے آئی، میں نے انہی کو ترجیح دی گرچہ بیٹی اور اس کی ماں راضی نہیں تھیں، ان کے عقد میں میرے ہی اصرار پر دیا تھا لیکن میں قانون زواج میں تبدیلی لانے کیلئے بغیر جہیز اور مہر زائد از متعار ف سے کچھ حصہ پیشگی رواج دینے کا عزم وارادہ کر چکا تھا کہ آغاز اپنے گھر سے کروں لیا تا کہ بعد میں ذلیل وخواری سے بچ جائیں نیز یہ اصول اسلام و قرآن ملک وعلاقے میں رواج پائے تفصیل کیلئے کتاب قرآن میں مذکر و مؤنث میں دیکھیں، یہ میری امتیاز کی خاطر نہیں تھا بلکہ دیگران کی خاطر تھا ، زواج نہ شدہ بیٹیوں کی خاطر تھا لیکن یہ اقدام محمد سعید اور علی عباس عالم دین حاکم شرع بننے والوں کو ایک ناسور ہو گیا، دوسری وجہ شبیر کوثری اور عمار کا یہاں

ہفتہ وار آنے کی وجہ سے انہیں میرے اندرون خانہ ’چہ میگذرد‘ کے بارے میں مقدار وافر معلومات حاصل ہوگئیں پتہ چلا میری کمزوریوں میں سے ایک دوزوجہ کی اولاد ہے یہاں سے بھی داخل ہوسکتے ہیں، چنانچہ شبیر نے محمد سعید اور محمد باقر کو دکان پر بار بار بلایا مزید مرغنیات کے انجکشن لگائے۔اس سلسلے میں امیرالمومنین سے منقول ایک فرمان ہے کہ انسان کی بے وقوفی یہ ہے کہ رزق حلال، عزت کے لقمہ کو ٹھوکر مار کر حرام، ذلت کی کمائی کرتے ہیں، حضرت ایک مسجد کے نزدیک پہنچے سواری سے اتر کر لجام وہاں پر موجود ایک شخص کو دیا اور خود مسجد میں تشریف لے گئے، نکلتے وقت جیب سے دو درہم ہاتھ میں لے کر نکلے تاکہ اس انسان کو دیں لیکن اس شخص نے لجام کو بازار میں فروخت کر کے دو درہم حاصل کر کے فرار ہوگیا تھا۔میں بلتستان میں فقر و فاقہ محرومیت اور کھڑ پنچوں کی بالادستی کی وجہ سے خدمت دین نہ کر سکے، اسباب و عوامل پر سوچ رہے تھے اس لئے ارادہ کیا تھا یہاں جو بھی عالم خدمت کیلئے تیار ہو میں اس کی ضروریات پورا کروں گا چنانچہ پہلے ضامن علی کو وعدہ دیا تھا اور بعد میں اپنے بھتیجے سعید اور علی عباس کیلئے بھی نیت کئے ہوئے تھے کہا نہیں تھا کہ آپ کی ضروریات ہم پورا کرتے ہیں لوگوں سے کسی قسم کی طمع و لالچ نہ کریں، اما مدارس و حوزات میں اس میدان میں وارد ہونے کیلئے کسی قسم کی ہدایات نہیں ہوتی ہیں حالانکہ دیگر علوم کے شعبوں میں پڑھنے کے بعد کسی

تجر بہ کار کے ساتھ چند سال رہنا ہوتا ہے یا خود چند سال پڑھ کر میدان میں داخل ہوتا ہے۔ عالم دین اور رئیس مملکت ایک جیسے ہیں، ارسطو نے کہا رعیت کو بھوکا رکھو بغیر سوال کے کچھ مت دو ورنہ جہاں زیادہ ملیں گے وہاں جائیں گے ، چنانچہ دونوں کو آغا خانیوں کی بولی زائد از ضروریات عیاشی کی حد تک لگی ، یہاں سے ان کا رخ ان کی طرف جھکنے پر ختم نہیں ہوا بلکہ ایک عالم دین دین کی خدمت اصول اسلام، فروغ اسلام سے تبلیغ کی بجائے عیاشی خوری، خودنمائی زیادہ مؤثر رہتا ہے نظریہ میں گم ہو گیا۔ یہاں تک میری کتابوں سے نفرت نہیں بلکہ کتب بینی حتیٰ تحقیق سے بھی متنفر ہو گئے، خود ان کے بقول مجتہدین فرماتے ہیں ان چیزوں میں داخل ہی نہ ہوں، کیونکہ جتنا آگے جائیں گے تاریکی ہی نظر آئے گی۔ اسماعیلی، صفوی، معزالدین فاطمی، عبیداللہ مہدی، عبداللہ دیصانی، معزالدین آل بویہ، ابی زینب اسدی اور مختار ثقفی نظر آئیں گے۔ اب ان کے ہر قسم کے راستے بند ہیں اپنے فرقے میں تحقیق نہیں کر سکے چونکہ سب بے بنیاد گھڑا ہوا ہے دشمنان اسلام کا خود ساختہ اسلام کو پڑھنے بولنے پر آغا خانیوں اور شبیر سے معاہدہ ہے اب کھاتے ہی رہیں۔ شاید بیٹی نے خوشنودی شوہر کی خاطر یا شوہر اپنی زوجہ کو خوش کرنے کی خاطر میرے خلاف مہم چلائی، گھر کی ویرانی میں ایک یہ ایک سبب بنا۔

میرے عقائد کے خلاف یہاں موجود قرمطیان شبیر کوثری اور قم

میں مقیم بلتستان سے وابستہ افاضل نے ان کے دل کو مجھ سے بغض کینہ حسد دروئی کے لیے استعمال کیا ظاہری طور پر تملق چاپلوسی اندر سے حزب مخالف کے اتحادیوں نے ان کو متفقہ قائد کا انتخاب کیا مخالفین کے ساتھ، یہاں تک اسلام سے دور پکا قرمطی ہو گیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو کہتے تھے کہ ہم اس کو دباء کر چلائیں گے۔ ضامن علی دسویں جماعت کے طالب علم مجالس میں قصیدہ ونوحہ پڑھتے تھے خاموش طبع انسان تھے اوقات نماز میں گھر آتے تھے ان کے وہم وخیال میں بھی نہیں تھا نہ ان کا ارادہ تھا کہ وہ نام نہاد علم دینی پڑھ کر عالم بنے گے میں نے گھر سے ملی ہوئی مسجد کو از سر نو بنانے کا ارادہ کیا بیچ میں خیال آیا کہ گاؤں کے درمیان میں مسجد زیادہ بوسیدہ ہے وہاں نمازی زیادہ ہوتے ہیں اس مسجد کو از سر نو بنانے کا فیصلہ کیا لکڑی پتھر وغیرہ جمع کیے ان دنوں گاؤں والوں کی عنصر خیانت زیادہ کشف ہوئی۔ وہ چھوٹی بڑی ہر چیز میں خیانت کار تھے میری زندگی کے مسائل میں میرا برا حال پہلے سے ہی تھا بھائی صاحب نے مجھے اپنے پر بوجھ سمجھ کر الگ کیا زمیندار علاقہ جس کو زمین داری نہیں آتی ہو اس کے لیے زندگی گزارنا ناممکن ہے یہاں سے میں نے فیصلہ کیا کہ گاؤں بلکہ علاقے کو بھی چھوڑ دیا لیکن میرے ضمیر نے مجھے جھٹکا دیا۔

۳۔ شیخ ضامن علی جسے میں دسویں کلاس سے نکال کر محراب و منبر پر لایا، اپنے مرحوم بھائی کی جگہ اسے رکھا اسے ایران لے گیا، ان سے کہا آپ آزادرہ

کر دین کی خدمت کریں لیکن آج اس نے میری کتابوں کو کتب ضالہ قرار دیا ہے اور میری ماں کا ارث جس کی مقدار ایک کروڑ سے زیادہ ہوگی اس نے روک کے رکھا ہے۔

علماء قرآن وسنت دونوں میں وارث انبیاء ہیں یعنی وارث دین و شریعت ہیں کیونکہ انبیاء کے غیاب بعد دین وشریعت کی حفاظ احیاء وابلاغ کی ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے وہ خود بھی دعویٰ کرتے ہیں، تو جس طرح منافقین نے تبوک جانے کیلئے عذر تراشیاں کی تھیں اسی طرح معاذر پیش کرتے ہیں۔ بعض کمال بے شرمی سے کہتے ہیں کہ آپ کہتے ہیں آپ ہمیں حضرت محمدؐ کی سیرت پر چلنے کی بات کرتے ہیں۔

میں نے نصاب میں قرآن اور سنت، تاریخ اسلام اور عقائد کے فقدان سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ایران میں مسئولین حوزہ اور یہاں آنے والے نمائندوں سے نشستوں میں شکایت کی تھی مجھے مدارس وحوزات میں قرآن اور سنت، عقائد اسلام اور اسلام تاریخ نہ پڑھنا سمجھ میں نہیں آیا ہے' جواب حقیقی اور واقعی دینے کی بجائے وہ ٹالتے تھے کبھی کہتے تھے کہ یہ بات صحیح ہے اچھی تجویز ہے بعض نے کہا قرآن بغیر قوائد عربی سمجھنا ممکن نہیں، پہلے صرف ونحو پڑھنا پڑے گی جب ہم نے سوچنا شروع کیا اور حیلہ بہانہ اور ٹرخا کر قرآن کو نصاب میں نہ رکھنے کی وجوہات پر غور کیا تو پتہ چلا یہ شاخہ اخوان صفاء وابستہ

ہے، ان کا نصاب تعلیم، دین کی شستشو (صفائی) کیلئے ہوتا ہے البتہ ابتدائی مراحل میں وہ ہاں ہاں کہتے تھے۔

بعض نے وعدہ دیا، کریں گے لیکن بعد میں خلاف وعدہ عمل کیا بعض نے از خود شکایت کی کہ مدارس میں قرآن نہیں۔

جناب مظہر کاظمی:

آپ حوزہ جامعہ المنتظر سے فارغ ہونے کے بعد حوزہ علمیہ قم تشریف لے گئے اخوان صفاء پاکستان والوں کو آپ پسند آئے واپس پاکستان آئے گروہ اخوان سے وابستہ تھے جنہیں ان کی من وعن تجاویز پر عمل کرنے والے علماء چاہیئے تھے لہذا یہاں واپس آنے کے بعد ملتان ذکریا یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کرنے کے لئے فارم جمع کروایا ڈگری ملنے سے پہلے پروفیسر مستقبل کا کلمہ استعمال کیا عالم کا لفظ اپنے لئے چھوٹا تصور کرتے تھے ان کی طرح کی بود و باش سے احتیاط برتتے تھے دوسرے مرحلہ میں ایک درسگاہ کی بنیاد ڈالی جس کا نام بعثت رکھا سنگ بنیاد کی تقریب ہی میں بہت پذیرائی ملی صرف اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بہت سے شہروں میں اس کی شاخیں کھولیں اس کی تشہیر کیلئے عید کارڈ چھپوائے خود اور اپنے گروہ کو دین سے پاک خالص اخوان الصفاء ثابت کرنے کیلئے ''بسم اللہ'' لکھنے سے گریز کیا آپ کے دلدادہ شائقین و شاہین جیسے ہمارے عرفان حبیب اعجاز بلوچ مرحوم یعقوب عباس ہماری

نالائقی و نااہلی کی سندان سے لیتے تھے۔

چنانچہ آپ ایک دفعہ اس جماعت کی قیادت کرتے ہوئے واہ کینٹ چھاچھی محلّہ میں پہنچے وہاں آپ نے ہم سے خلوت میں بات کرنے کی خواہش ظاہر کی اور ہمیں مشورہ دیا کہ میں ان برادران کو اپنے ارادہ دار الثقافہ اسلامیہ کا وارث بناؤں تو ہم نے عرض کیا کہ اس ادارے کا کوئی وارث نہیں ہوگا یہ میرے ساتھ ہی مدفون ہوگا۔ وہ اس کے لئے احکامات بھی جاری کرتے تھے جہاں آپ نے میری کتاب قرآن اور مستشرقین کو فروخت نہ کرنے کا حکم بھی صادر کیا تھا اور کہا تھا کہ میں اس سلسلہ میں خود مؤلف سے بات کروں گا چنانچہ آپ عباس، یعقوب، عرفان اور بابر کو لے کر یہاں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا اس کتاب کو سردست روک دیں فروخت نہ کریں، اس میں بہت غلطیاں ہیں ہم نے عرض کیا آپ تصحیح فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن ہمارے فرقے کی طرف سے نشر نہیں ہونی چاہیے اس کی وجہ سمجھ نہیں آئی لیکن ابھی معلوم ہوا کہ تعلیمات اخوان صفاء کے ہوتے ہوئے قرآن کو ایک بے داغ کتاب پیش کرنا درست نہیں نیز اس میں اخوان صفاء کے عمائدین کو چھیڑا گیا ہے۔ آپ اجتہاد بھی کرتے تھے یعنی قرآن وسنت کے خلاف فتاویٰ بھی صادر بھی کرتے تھے آپ کی فکر کے مطابق اعلیٰ وارفع مقاصد کے حصول کے لئے ارتکاب معاصی اور ترک نہی از منکر ضروری ہے۔

جناب مظہر کاظمی کی درسگاہ بعثت:

ایک انسان مسلمان مومن کیلئے یہ ایک آزمائش کی گھڑی ہے کہ ایک شخص معاشرے میں بدعت گزاری کرتا ہے مسلمانوں میں الحاد پھیلاتا ہے لوگ ان کی بدعات کو دین کیلئے خدمات جلیلہ گردانتے ہیں مظہر کاظمی ان ذوات میں سے ہیں کہ آپ نے جب بعثت کی بنیاد ڈالی تو اس کی ترجیحات فلسفہ رکھا تھا آپ نے کہا ترقی کا سورج طلوع ہونے والا ہے منطق وفلسفہ علم صرف ونحو جیسا ہے منطق وفلسفہ پرروش عقل وخرد کے لئے ہوتا ہے اس کا معنی یہ نہیں فلسفہ میں جو کچھ ہے وہ سب صحیح ہے مہد فلسفہ یونان ہے یونان ابھی تک شرک ہے اور پسماندہ ملکوں میں سے ہے اسلام میں فلسفہ کو معتزلہ والوں نے لایا ہے ایک طویل تاریخ تک مسلمان فلاسفہ والوں کے خلاف تھے فلسفہ کو ضد اسلام گردانتے تھے ۔کچھ اخوان صفاء والے میرے پاس آئے اس درسگاہ کی تعریف میں کہا کہ اس کی خوبی یہ ہے اس میں فلسفہ رکھا ہے میں نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد ان سے کہا مجھے یونیورسٹی کے بارے میں چنداں معلومات نہیں لیکن سنا ہے کہ فلسفہ کی ڈگری تیسرے درجہ سے بھی گری ہوئی ہے اس پر وہ خاموش رہے۔

لیکن طبق فرمان امیر المومنین ؑ: **قبح الله مصقله!فعل فعل السادات،وفر فرار العبد.فما انطق مادحه حتى اسكته،ولا**

صدق و اصفه حتی بکته، ولو اقم لا خذنا میسوره، و انتظرنا بماله و فوره ﴾ (خطبہ۔۴۴) جو عیش و عشرت چھوڑ کر مثل مصعب بن عمیر مدینہ تبلیغ اسلام کے لئے گئے جلد ہی بقول مرحوم باقر صدر جذبہ ایمانی کا دھار اترتے ہی کیسے ریڈیو، ٹی وی پر رونما ہونے والے علماء اعلام کی بود و باش اور سہولیات و رعایات ان پر سایہ فگن ہوگیئں ، بازار القاب فروشی میں القابات کی کمی پڑی خاص حجۃ الاسلام آیت اللہ کا بحران ملا تو حیران و سرگرداں ہو گئے کہ خود کو کس طرح کے اور کس نام سے متعارف کریں انہوں نے جلد ہی عملاً اعلان کیا ہماری نیات اسلام نہیں ہمارے لیے نمونہ اخوان صفاء ہے ہم ان کے بقایا غابر ہیں ہم ان کے جیالے ہیں طویل عرصہ گزارنے اور کتاب دراسات لکھنے کے بعد ان کے بارے میں جامع معلومات حاصل ہوئیں تو معلوم ہوا یہ لوگ انہی کے آغابر ہمارے راسل بھی ان سے وابستہ تھوا زیم عنوان انتخاب کیا۔

جب سے جناب آغائے جواد نقوی نے ۱۶ کروڑ کی درسگاہ قائم کی مثل آغائے مظہر کاظمی اس سلسلے میں ایسے کلمات استعمال کیئے ہیں جن سے اسلام کی بو نہ آتی ہو آپ نے اس بڑی درسگاہ کے ساتھ ایک نیا نظام بھی متعارف کروایا ہے کہ یہاں کے ۱۵ فیصد شیعہ الگ حکومت قائم کرنے کی کوشش کریں گے یہ کلمہ لغوی طور پر ولی کے معنی دیتا ہے جو اپنی جگہ ایک حکم عقلی و شرعی کی

طرف اشارہ کرتا ہے کہ صدر اسلام میں علاقے کے حاکم کو والی کہتے تھے جو رعایا کی بہتری کے امور انجام دیتے تھے لیکن عام مفہوم میں ولایت اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جہاں کسی کے مفاد کا خیال و پاس رکھا جاتا ہو اللہ بندے کے مفاد و مصلحت کا خیال رکھتا ہے بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ کے امر و نہی کا پاس رکھے اس طرح تنزل کرتے کرتے ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان کا خیال رکھنے کو ولایت کہا جاتا ہے۔

انسانوں کو ایک دوسرے سے جوڑنے والے رشتوں میں سے چاہے وہ مادیت والحادیت والوں کا ٹھونسا ہوا خود ساختہ ہو یا فطری ہو حتیٰ ابوت اور بنوت کا رشتہ بھی رشتہ اخوت وایمانی جیسا نہیں ہے جب نبی کریمؐ نے مدینہ منورہ میں رشتہ ایمانی کے قیام کا اعلان کیا تو اس وقت جاری رشتہ نسب و رشتہ حسب اور رشتہ وطن و قومیت اور آئندہ آنے والے تمام رشتوں پر خط سرخ کھینچا کہا آج کے بعد سابقہ اور آئندہ آنے والے تمام رشتوں کا اس رشتہ اخوت وایمانی سے مقابلہ وموازنہ نہیں کیا جائے گا چنانچہ اس مظاہر جلی کو اس وقت نمائش پر رکھا گیا اوس اور خزرج نے وارثین مشرکین کی جگہ مہاجرین مسلمین کو وارث بنایا حنظلہ کے بیٹے عبداللہ نے تازہ زوجہ کی جگہ میدان جنگ وموت کو انتخاب کیا۔

۲۔عبداللہ بن ابی کے بیٹے نے جنگ مصطلق سے واپسی پر اپنے باپ کو

اسلام و محمدؐ کے خلاف مہم جوئی میں انصار و مہاجرین کے غم و غصہ کو دیکھ کر پیغمبر اکرمؐ سے کہا اگر آپؐ نے میرے باپ کو قتل کرنا ہے تو یہ حکم کسی اور کو نہ دیں، مجھے ہی عنایت کریں میں ہی قتل کروں گا ورنہ اگر کوئی اور میرے باپ کو قتل کرے گا تو مجھے میرے باپ کے قاتل کو دیکھنا گراں گزرے گا اور اس وجہ سے میرے ایمان میں ضعف فتور آئے گا۔

۳۔ جنگ موتہ کے موقعہ پر زید بن حارثہ کو چچازاد بھائی جعفر طیار پر برتری دی۔

۴۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر میدان عرفات میں اعلان کیا کہ تمام اقسام انواع رشتہ کو ہم نے دفنا دیا ہے صرف رشتہ ایمانی کو باقی رکھا ہے اس انسان جیسا پست کون ہوگا جس نے اخوت اسلامی کی جگہ اخوان صفاء قومی ولسانی و خاندانی و تنظیمی ساخت استعماری کو انتخاب کیا ہے اور کلمہ طیبہ کی جگہ کلمہ خبیثہ رکھا ہے لہٰذا وہ تتر بتر طرائق قددا ہوگیا۔﴿وَ أَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَ مِنَّا دُونَ ذٰلِکَ کُنَّا طَرائِقَ قِدَداً﴾(جن۔۱۱)

تنہا ہم نہیں بلکہ پوری صنف اپنی پہچان اور معاشرے کی پہچان کے بغیر اس شعبے میں کودتی ہے اسی لیے ناکامی کا سامنا ہوتا ہے لہٰذا بعض معاشرے میں گم ہو جاتے ہیں بعض ملعون و مدفون ہو جاتے ہیں بعض کے زعم میں وہ ناکام ہوتے ہیں، بعض کے نزدیک وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ خاص کر جب

سے مدارس وحوزات میں پڑھنے والوں کے نزدیک پہلی ترجیح وسائل زندگی اور نام ونمود ہوئی ہے لہٰذا وہ معاشرے میں خوب نظر دوڑاتے ہیں کہ کون کامیاب جارہا ہے بلتستان سے وابستہ افراد کے نزدیک پہلے مرحوم آغا محمد غروی تھے حل فصل خصومات وتنازعات کی قضاوت میں مشہور ہوئے تو ان سے بھی نالائق علماء کو قضاوت پسند آئی بعض نے دروغ گوئی سے رلانے والے ذاکرین کی پیروی شروع کی بعض کو آغائے جعفری کی پی پی وآغا خانی کی ترویج پسند آئی بعض آغائے جان علی شاہ اور بعض صادق کو نمونہ قرار دیتے نظر آئے ان کی نظر میں طلاب حوزات کیلئے سب سے بدترین ناکام ترین نمونہ شرف الدین قرار پاتے ہیں چنانچہ ہم سے وابستہ عزیز محمد باقر محمد صادق محمد سعید آغا نثار سجاد موسوی آغا طہ وغیرہ کو خصوصی طور پر سمجھایا گیا سب سے پہلے ناظر آپ لوگ ہونگے۔

چنانچہ خود ہمارے بیٹے محمد باقر، آغا سعید اور آغا نثار کی سمجھ میں بھی یہی آیا اور دوسروں نے بھی ہر صورت میں آغا کی سیرت پر نہیں چلنا ہے لہٰذا انہوں نے تمام امور میں میری مخالف سمت کو اختیار کیا، کسی بھی وقت خرافات کے خلاف بولتے نہیں سنا جس طرح خالص اسلامی مسائل اٹھاتے بھی نہیں سنا۔ معاشرے میں رائج عادات ورسومات کے خلاف بولنا ہے اس سلسلے میں مخالفین کی نظر میں بھی ہم ایک مثال بن گئے علاقہ بلتستان علی آباد میں تبلیغ و

ارشاد دین کیلئے ہم ایک نوجوان جس کے منہ میں گلاب جامن بھی مشکل سے حل ہوتا تھا ان کو ایران لے گئے وہاں شہریہ مرتب کیا واپس بلتستان آنے کے بعد تمام ضروریات زندگی کی ضمانت دی تاکہ آپ آزادرہ کر دین کی خدمت کریں۔ جناب ضامن علی اور کراچی کی مہدیہ کے عمید شیخ قرمطی کے پسندیدہ شاگرد سید محمد طٰہٰ نے مجھے اور میری کتابوں کو ضال و گمراہ قرار دے کر میرا نام لینے، میرے پاس آنے اور میری کتابیں پڑھنے پر پابندی لگائی تمام فرسودہ روایات کو جوں کا توں رکھنے اور جوانوں کو ہر قسم کے کھیل کود میں حصہ لینے کی ترغیب دی آغائے جعفری کی تاسی میں سیاست کو کل دین قرار دے کر کو د پڑے اور جو شعار جامعہ عروۃ الوثقیٰ اور الکوثر سے دیئے جاتے ہیں بغیر یہ دیکھے کہ وہ صحیح ہیں یا غلط، ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے لبیک یا حسین ۔

خاص کر میرے بیٹے محمد باقر، داماد میں محمد سعید اور علی عباس و آغائے نثار حسین بھتیجے اور آغا طٰہٰ نے جب دیکھا کہ معاشرے میں رائج بدعات کے خلاف بولنے والوں کا حشر تو شرف الدین جیسا ہوتا ہے اس لیے وہ اس راستے سے پیچھے ہٹ گئے، اس لئے برادر بابر کہتے ہیں آپ کا نام لینا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ ہمارے ایک دوست جناب آغائے منور صاحب نے ایک دن تشریف لا کر فرمایا آپ کی کتاب حوزات و مدارس پر نگارشات بہت اچھی کتاب ہے اس کو نشر کرنے کی ضرورت ہے لیکن آپ کے نام سے نہیں ہوسکتی

ہے میں نے کہا میرا نام ہٹا کر فوٹو کاپی کر کے نشر کریں کہا بہت مقدار میں چھاپنا پڑے گی لیکن کسی اور نام سے چھاپیں گے۔

اخوان صفاء نے انقلاب اسلامی ایران پر قبضہ جمایا چنانچہ پہلے ہی دن اپنی قانون اساسی میں لکھا یہاں فقہ جعفری ہوگی بلکہ یہاں اسلام کو روکنے کلئے تمام وسائل کو بروقت تند و تیز حکومتی وسائل اور ذرائع کو بردی کارلا یا چنانچہ آقائے دستغیب کی خرافات وانحرافات سے پر کتاب کو حکومتی سطح پر عربی ،اردو حتی مغربی زبانوں میں ترجمہ کر کے نشر کیا دوسری سطح ڈاکٹر شریعتی کی سوشلسٹ فکر کو بھی حکومتی سطح پر اٹھایا زبانوں میں نشر کیا قارئین کے ساتھ موسیقاروں کا شوق والوں کو وضو کی صورت میں بیرون ملک روزنہ کیا بعض اسلام مخلص افراد کی کوششوں سے عمل میں لانے والی ادارہ تبلیغاتن لانے والی ادارہ تبلیغات اسلامی کو جلدی سے کنارے پر لگا کر مجمع جہانی اہل بیت کو جا گزین کر کے فرقہ واریت کو وسیع عریض شکل میں پھیلایا خرافات کو حقائق کی جگہ منحرفین کو حقیقی مسلمین کی جگہ منافقین کو جا گزین کیا تھا۔

کی پیروی ورہبری مسلمین کے نام سے تفرقہ بین المسلمین اور انتشار و خرافات وانحرافات کی مخالفت ومزاحمت سے باز رکھنے کیلئے چندین دفعہ ایرانی اداروں اور حوزہ علمیہ قم کو یہ سمجھایا کہ شرف الدین سعودیوں کے لئے کام کر رہا ہے لہذا انہیں احترام کی نگاہ سے نہ دیکھیں چنانچہ انہوں نے میرے بیٹے کو ایسا

ویزادیا کہ جانہ سکے۔حوزہ علمیہ میں اپنے نمائندوں کو آمادہ رکھا کہ میں اگر وہاں جاؤں تو مجھے گھیرلیں۔ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ شرف الدین کے دل میں کسی قسم کی خواہشات دولت اندوزی،شہرت بازی سیاست سازی اوراشتہار بازی نہیں پائی جاتی ہے۔میں جب حوزہ چھوڑ کر پاکستان آیا تو یہ عزم وارادہ لے کر آیا کہ یہاں سوکھی اور روٹی کالی چائے کے ساتھ گزارہ کروں گا لیکن دوسروں سے اور خاص کر جو ہمیں مسلمان ہوتے ہوئے خارجی کہتے ہیں شہریہ اورعیش ونوش کے وسائل نہیں لوں گا مجھے فرانس جانے کی پیشکش ہوئی تھی ۔میرے گھر میں میرے خلاف اجلاس ہوا کہ مجھے کس ملک میں بھیجا جائے لیکن میں نے ہر قسم کی پیش کش کو مسترد کیا جو بھی ہو حتیٰ بدنامی میں بھی یہاں رہ کر اپنے دین کی خدمت کروں گا۔

ہماری صنف کی مثال بھی کچھ ایسی ہی ہوتے ہیں جو کسی کو دیکھ کر اس شعبے میں کودتے ہیں اسکول یا کالج میں فیل ہوتے ہیں تو مدارس میں داخل ہو جاتے ہیں،حوزات میں ایک عرصہ گزرا تو کسی استاد نے نصاب درس کے علاوہ زبانی کہا عزیزان من یادرکھو اللہ ہے، قیامت ہے، حضرت محمدؐ آئے تھے اگر کبھی ضرورت نہ پڑے تو اللہ ومحمدؐ کا نام بھی نہ لینا۔ہمارے شعبہ کے لوگ گھر سے نکلتے وقت اپنے معاشرے کے بارے میں کسی قسم کی شناخت نہیں رکھتے تھے بلکہ اسے جاننا ضروری بھی نہیں جانتے تھے، بعض کسی قسم کا

ارادہ بھی نہیں رکھتے ہیں بعض لمبی فہرست پر مشتمل اشتہار مانند منصوبہ بندی کا اعلان کرتے ہیں چنانچہ ہمارے ایک عزیز مولانا اصغر شہیدی جب قم سے تشریف لائے تو ایک لمبا پروگرام نشر کیا تو ان کے سالے جناب عقیل حسین نے پوچھا آپ اتنے منصوبہ جات پر کام کیسے کر سکیں گے تو جواب دیا جس مد میں پیسے ملیں گے اس مد میں کام کروں گا چنانچہ جناب آغائے مظہر کاظمی اور خصوصاً آغائے سید جواد نے پہلے جامعہ کھولا جب دیکھا پیسہ دینے والے بہت ہیں تو مروجہ سکول بھی کھولا پھر چھوٹی چھوٹی شاخیں کھولیں مجلّہ بھی صادر کیا اور تحریک بھی چلائی۔

اسی طرح جناب آغائے محسن نجفی صاحب نے یہاں تشریف لانے کے بعد ایک مدرسہ دینی بنام جامعہ اہلبیت کھولا جوان کی پڑھائی کے مطابق تھا اپنی نوعیت میں ممتاز تھا اس کو چلانے کیلئے بہت زحمت اٹھانا پڑی کافی عرصہ کے بعد شہرت ہوئی، اجتماعی وسیاسی ودنیوی معاملات میں بھی ٹانگ اڑانے کی ہمت بندھی مشورہ مجمع جہانی اہلبیت نے دیا تھا یہاں سے آپ ایک نئے عالم میں کودے اور این جی اوز کی توجہات کا مرکز بنے، جامعہ نہیں چلا تو یونیورسٹی چلانے کے لئے آگے بڑھے، اردو اخبار بند کر کے انگریزی اخبارات لگائے کیونکہ اس درسگاہ کو آگے بڑھانا تھا، آپ خود، آپ کے فرزندان عزیز اور داما دان عزیز یہاں پڑھانے کے قابل نہیں تھے اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ

کی نظریں بہت بلند ہوتی ہیں اس لئے زیادہ عرصہ نہیں چلا پھر کالج و یونیورسٹی کا ہوسٹل بنایا۔اور این جی اوز سے ٹھیکے اور کمیشن پر خریدا اور پھر ایدھی کا راستہ اپنانے کی کوشش کی۔آپ خرافات کے خلاف بولنے والوں کے خلاف ہو گئے ، بیچارے مولانا شکور صاحب آگ پر ماتم کرنے والوں نے ماتم کرنے کیلئے آگ جلایا تھا اس پر پانی ڈالا ،جس پر بلتستان کے مایہ ناز غرابی علماؤں میں سے آغا صلاح الدین اور آغا محسن نجفی نے مذمتی بنان جاری کیا ان کا کہنا ہے کہ ہمارا مذہب انہی خرافات سے زندہ ہے۔

بعض نے حاجیوں کو کمیشن پر لے جانے کا اہتمام کیا ان میں مدرسوں کے مدرس، امام وخطیب سب شامل ہیں بعض نے حاجیوں کو رہائش گاہ میں بند رکھنے اور حج کا طور وطریقہ بدلنے کا کام بہت سے علماء کو دیا۔ہمارے عزیز سید محمد سعید نے قم میں رہ کر اپنے علاقے میں مدرسہ ضرار بنایا کیونکہ انہیں کام جس مد میں ملے کرنا ہے لہٰذا انہوں نے بلتستان علی آباد میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی ہے گویا ان سب کی مثال اس مزدور کی ہے جس کے پاس کوئی کام نہیں ہے جو صبح نکلتے ہیں اور جہاں کوئی کام ملے وہ کرتے ہیں لہٰذا آپ علماء حضرات صاحب اہداف وغایات عالیہ نہیں رکھتے ہیں جہاں جس مد میں پیسہ ملے کام کرتے ہیں ان کے پاس اعلیٰ وارفع اہداف نہیں بلکہ ان کا ہدف پیسہ ہے جہاں سے جس کسی نے دیا لینا ہے اور کام کرنا ہے بقول آیت اللہ شبستری

یونیسکو سے پیسہ لینے میں کوئی حرج نہیں چنانچہ انہوں نے ایران، پاکستان اور ہندوستان میں جامعہ زہراء کے نام سے عمارتیں اور رہائش گاہیں بنوائیں لیکن نصاب ان کے پاس نہیں تھا اور نہ ہی کسی نے دیا۔

دوستوں کا چھوڑنا:۔

حدیث ہے یا مقولات حکماء و فصحاء ہے معلوم نہیں، کہتے ہیں سب عاجز انسان وہی انسان ہے جسے بنے ہوئے دوست اس کو چھوڑ دیتے ہیں میرے بارے میں یہ مقولہ مشہور کیا ہوا ہے کہ فلاں دوستوں کو کاٹنے میں معروف ہے لیکین یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ جتنے بھی میرے دوست ہم سے الگ ہوئے ہیں اللہ کے فضل و کرم نے مجھے ان کو چھوڑنے کی نوبت نہیں آئی، اللہ نے خود ہی ان کو ہم سے دور کیا ہے، جیسے ایک انسان کو لاحق مرض خود دور فرمائے۔ جن جن سے بھی دور کیا ان میں سرفہرست سعید حیدر، آفتاب حیدر ،اسرار رضوی، سلمان نقوی، باقر زیدی، اصغر جمیہد، ڈاکٹر کیانی ان کے بعد امام مطہری ہوسٹل کے مدیر اور اسکالرسپ والے فدا حسین خلٹی تھوکمو وغیرہ تھے۔ جن جن نے مجھے چھوڑا ہے اس سلسلے میں ایک سلسلے میں ایک مثال پیش کرتے ہیں ایک لومڑی کچھ عرصہ تک ایک دنبے کا پیچھا کرتا رہا، آخر میں مایوس ہو کر دنبہ کو چھوڑا وہ اس لئے اس کا پیچھا اس لئے کرر ہا تھا کہ یہ جو دنبہ ہے اگر گر جائے تو کھائیں، لیکن نہیں گرے۔ میرا اپنا گاؤں جہاں میں پیدا ہوا

عھیں نشو ونما پائی وہیں سے نجف گیا، واپس آئے تو پہلا کام یہ کیا اس گاؤں کا نام ایک قسم کا فاحش نا قابل ذکر تھا نام (بنلھا) میں نے اس کی جگہ اس کا نام علی آباد رکھا یعنی علی کو چاہنے والے۔انسان کتنا ہی پڑھا لکھا کیوں نہ ہو ہر شعبہ میں عالم نہیں ہوتا وہ جس طرف رخ کیئے ہوئے ہیں جس کو پڑھے، اس میں عالم ہوتا ہے، باطن صرف اللہ ہی جانتا ہے، ہم یہاں کے لوگوں کو علی کے چاہنے والے سمجھ رہے تھے جبکہ وہ لاگ آغا خان کو ماننے والے تھے، اللہ انہیں انہی کے ساتھ محشور کریں گے۔

ڈاکٹر حسن خان نے کہا ہم اس لئے اپنے بچے کو اس لائن میں لگانا چاہتے ہیں کہ یہ لائن دین و دنیا دونوں والے ہوتے ہیں علماء دین کے نام سے بھی کھانا چاہتے اور دنیا کے نام سے بھی، ان کا مقصد صرف معاش ہوتا ہے تحلیل دینی کرنے والوں کی تحلیل ہے کہ دین و دیانت کی گرتی ہوئی صورت حال کا آغاز اس دن سے ہوا جس دن علماء نے دین کو ذریعہ معاش بنایا، حصول دنیا کا کشکول بنایا اس حوالے سے ایک اور تحلیل بھی ہو سکتی ہے پھر یہ ہمارے حوزہ علمیہ والے کہاں جائیں گے، عوام کو کیا بتائیں گے کہ جو زحمت و مشقت اور جو شب بیداریاں انھوں نے پڑھنے میں گزاری ہیں سیوطی، صرف ونحو، اصول فقہ اور فقہ و منطق و فلسفہ جو انہوں نے پڑھا ہے اچھا خاصا عبور حاصل کیا ہے یہ تو ان بدقسمت و بدبخت عوام کو سمجھ میں نہیں آتا ہے اور جو قرآن انسان کو دین

سمجھانے کے لئے آیا ہے قرآن، تاریخ اسلام اور سنت پیغمبرؐ تو انھوں نے پڑھا ہی نہیں، کتب دینی ان کے لئے نامحرم ونقاب پوش ہیں، وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو یہ بتا سکتے ہیں کہ ہم فلاں مرجع کے گھر پہ گئے تو یہ باتیں سنیں یا یہ بتائینگے کہ ہم نے ایران میں دیکھا کہ پرچم تھامنا اور گھوڑا چومنا ہی ان کی شریعت ہے عزاداری اور فتویٰ میں جھوٹ بولنا جائز ہے، اعلیٰ مقاصد کے لئے جھوٹ بول سکتے ہیں آپ غور کریں کہ قرآن میں آیا ہے کہ صرف علما ہی اللہ سے ڈرتے ہیں لیکن اب تو نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ علماء کے بارے میں ایک جملہ کہا جاتا ہے جو کہ جملہ کفر ہے لیکن افہام وتفہیم کے لئے نقل کفر درست ہے چنانچہ قرآن میں کثیر آیات میں اللہ نے کافروں کے قول کو نقل کیا ہے یہاں سے بہت سے علماء نے کہا اب تو اللہ ہی علماء سے ڈرتے ہیں کہ وہ میرے دین کے ساتھ کیا ظلم کرر ہے ہیں، آیت اللہ رئیسی نے کہا ہے کہ شرف الدین نے دین کو بہت نقصان پہنچایا ہے، عزداری پر ان کی کتابیں آنے کے بعد لوگوں نے رونا چھوڑ دیا ہے ہمارے شیخ ضامن علی سے کسی نے پوچھا فاطمہ صغریٰ اور طفلان مسلم پر لکھے گئے مرثیے پڑھیں یا نہیں تو انھوں نے کہا جو پہلے یہاں چل رہا ہے وہی رہنے دو۔

اخوان صفا دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

آج بروز ہفتہ ۲۲ صفر ۱۴۴۲ ق صفر المظفر کو میرا ایک دوست دیندار ایک

عرصہ کے بعد مجھ سے ملنے کے لیے آئے اس نے بنایا کچھ لوگ آپ پر سعید حیدر زیدی کے حوالے بھی شکایت کرتے تھے مجھے حیرت ہوئی کہ اس معاشرے میں میرے خلاف کہاپروپگنڈہ نہیں چل رہا ہے یہاں سے سب کچھ چلتا ہے انسان کو جہاں تک ممکن ہے اپنے سے دفاع کرنا واجب ہے لہذا میں سعید حیدر زیدی جو ایک عرصہ مجھ اور میرے ادارے کے اوپر کو نقصان پہنچانے پر تلے ہوئے تھے میں ان کو از کود نہیں نکال سکتا تھا اللہ نے از خود مثل اصحاب فیل کعبہ سے دفع کیا وہ خود چھوڑ کر چلے گئے تھے لہذا میں نے اس کے مظالم منظر عام پر نہیں لائی تھی لیکن جس کی خبر سن کر میں نے فیصلہ کیا میری زندگی میں مجھ اور میرے ادارے سے اخوان الصفاء والے سلوک کرنے والوں کی کردار کو ضبط تحریر لاؤں۔

اس کے ازواجی مراسم کے اخراجات اور گھر خریدنے کے لیے دو دفعہ کھلے دل سے حصہ لیا تھا ڈیفیس میں مقیم حاجی فدا حسین کو میں نے پیغام بھیجا اگر اس کو میرے بارے کوئی شکایت نہیں بتائیں اما اگر میرے ان پر شکایت کے بارے میں اجازت دیتے تو میں بیان کروں گا اگر ان کے چہیتوں کے پاس کوئی نا انصافی کا ثبوت ہے تو لائیں وہ سب مل کر اس پر ہمیشہ کے لیے قبضہ کے خواہاں تھے بتاؤ پاکستان میں ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ اور کیا ملتا لیکن ان کے دل میں میرے لیے اچھے خیالات نہیں تھے اللہ نے خود دفع کیا جس

کسی کو ان کے وکیل بننے کی خواہش بنائی۔

سعید حیدر زیدی ملازم دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

ا۔دار الثقافۃ الاسلامیہ کوئی ایسی ادارہ رجسٹرڈ یا انجمن جو لوگوں اپنی یا مجتہدین کی وکالت سے نہیں بنائی تھی بڑے بڑے مجتہدین کے وکلاء میرے گھر آئے مجھ سے سوال کیا کیا یہ ادارہ کس نے بنائی کس کی ملکیت یا تصرف میں ہے میں نے بتایا اسلام کے نام سے تہمتیں کرتے ہوئے ہم نے خود کس کے اشتراک سے بنایا ہے یہ صرف اور صرف میری جذبہ عشق باسلام کی خاطر بنائی تھی اس میں سعید یا غیر سعید کوئی بھی شریک نہیں تھے۔

۲۔سعید حیدر زیدی بطور ملازم ڈاکٹر حسین کنانی نے دو ہزار ماہانہ تنخواہ کی بنیاد پر رکھا تھا آخر ۶ ہزار تک پہنچا تھا۔

۳۔ادارہ کتب کے فروخت سے حاصل رقم خود رکھتے تھے مجھے نہیں دیتے تھے

۔

۴۔چیک رقم لکھے بغیر میرے دستخط لے کر رکھتے تھے وہ کتنے لیتے تھے مجھے پتہ نہیں۔

۵۔ایک رسالہ خود اور محمد علی تقوی کے اشتراک سے نکالتے تھے وہ سب کچھ دار الثقافۃ کو استعمال کرتے تھے میرے ایام حج کے دوران وہ میرا نام ایک گھنٹہ بیٹھ کر کے جاتے تھے ادارے سے مجھے کبھی کوئی لاکھ دو لاکھ رقم کبھی کسی بھی

ضرورت کے لیےنہیں ملی ہےاس کے باوجود وہ پی پی اورآغا خان کے مروج تھےاس میں کسی قسم کی میرےنظریات اتفاق نہیں کرتے تھے۔اس نے خود لوگوں سے کہا جب میں ہوتا تھا میں ان کا ہاتھ پکڑتا تھا۔

دوسرا اخوان صفا معاصر:

جو یاندگان علم ودانش فارغان درسگاہ غرب نواز عیاش پرور اسلام حقیقی کیلئے آنکھ مچولی والے، روشن خیال مسلمان کو یہ کہتے ہوئے شرم وحیاءنہیں آئی کہ انہوں نے اسلام کو پڑھا ہی نہیں ایک طویل عرصہ انقلاب انقلاب کے نعروں میں پھنسانے والے مسلمانوں کے املاک کونذرآتش کرنے ملک میں عدم استقرار کی تمہید بنانے والے امریکہ مردہ باد کےنعروں سے انقلاب کا دن منانے کے بعد خود وہاں چلے گئے نیز کبھی اسلام کا نام لیا ہوا اسلام کے مسائل کو اٹھایا ہو کبھی نہیں دیکھا۔اور خود کو امید رہبر معظم متعارف کراتے تھے۔کہتے ہیں کہ اگر امام مہدی کا ظہور ہو تو انہی کے دور میں ہوگا، ۳۶۵ پرچم دار انہی میں سے منتخب ہونگے، یہ ایران اور حزب اللہ وفلسطین کے حق میں مظاہرے کرتے ہیں ان کے اجتماعی اور قربانیاں ان کے لئے وقف ہیں۔ یہاں کے مسلمانوں سے نفرت وچڑ رکھتے ہیں۔

ہم بھی اپنی جگہ انقلاب اسلامی کے حامی صوم وصلاۃ کی پابندی اور علماء

حق زندہ باد کے نعروں کی وجہ سے ان سے امیدیں باندھے ہوئے تھے کہ اسلام ان کے ذریعے پھیل سکتا ہے یہ بھی غنیمت ہیں حالانکہ ان کے دوروں اور مظاہروں میں عام مسلمانوں سے چڑ اور بھٹو خاندان کی ثنا خوانی یہ بھٹو خاندان کے ہلاک ہونے والوں کو خراج عقیدت میں شہید کا لقب دیتے اور بھٹو کی بیوی کی مظلومیت کے مرثیہ خوان تھے۔

مجلّہ راہ عمل میں شائع ہونے والے قصائد اور مرثیے بھٹو خاندان سے ان کی محبت کا ثبوت تھے انہوں نے آمریت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے پرویز مشرف کی خاطر منسوخ کیے اپنی قربانیاں اور وفاداریاں ان کے لئے پیش کیں۔ یہاں سے تشویش لاحق ہوئی معلوم ہوا کہ اس گرویدہ علماء کے نزدیک درس وتدریس اسلام اور تصنیف وتالیف عقائد وتاریخ اسلام وقت کا ضیاع ہے۔ اور دین صرف نالائق ونااہل اور مفاد پرستوں کی عیش وآسائش خواہوں کے اقتدار پر لانے کا ذریعہ ہے۔ ان کا ظاہری حلیہ باطنی عزائم سے متضاد تھے اسلام پر اصرار کرنے والے تاریخ اسلام اور اساس اسلام سے چشم پوشی کرتے ہیں یہ میری اصلاح عزاداری کی کتابوں سے پریشان تھے میری کتابیں قیام امام حسین کی سیاسی تفسیر، اصول عزاداری، مثالی عزاداری ان کے گلے میں پھنسنے والی ہڈی تھیں جناب آغائے جوادی کی مجلس نظارت میں بحث مسائل میں پوچھا تو کہا بعض کتابوں کے بارے میں تشویش پر بحث ہوئی

تو میں نے کہا میری کتابیں ہی ہوں گی میری کتابوں کو ضد عقائد شیعہ قرار دیا گیا اور ان کی روک تھام پر سوچنے کی دعوت دی گئی۔

ان لوگوں کا علم و دانش سے شغف نہیں تھا نہ دین و دیانت سے حتیٰ ان کا اپنے نام نہاد مذہب سے رشتہ بھی مفاد پرستی پر مبنی تھے انہوں نے رہبر معظم سے بھی منافقت دکھائی جہاں جان و مال و ناموس قربان کرنے کا نعرہ لگانے والوں نے رہبر معظم کے حرمت زنجیر زنی کے فتویٰ میں یہودیوں جیسی تحریف کی شیعہ سنی میں تفرقہ مت ڈالو اور اتحاد مسلمین کو فروغ دینے کے حکم ناموں کو پس پشت ڈال کر تفرقہ و نفرت کو عمل و زبان سے فروغ دیتے گئے بعض شرم آور و ذلت آور اور وحشتناک مظاہر کے حرام ہونے کے فتاویٰ کا مذاق اڑایا شیعہ سنی نفرت و تفرقہ انگیزی کے حرام ہونے کے فتویٰ کا مذاق اڑایا دین و یانت کی تلقین کرنے والوں سے کہا تقریر سے انقلاب نہیں آتا اصحاب تصنیف و تالیف کی حوصلہ افزائی کی بجائے ان کی روک تھام کیلئے اپنے گریلے دکانوں پر بھیجے۔

لہٰذا انہوں نے اس کو سازش قرار دیا ہے ہم نے اس کو روکنا ہے اس تسلسل میں ہم سمجھتے تھے آپ اسلام چاہتے ہیں آپ سمجھتے تھے ہم شیعہ مخالف ہیں۔ آپ لوگوں نے میری کتاب شیعہ اہلبیت پڑھی ہے یا شیعہ مہدویت پڑھی ہے عروۃ الوثقیٰ پر ڈاکٹر حسن خان کا ہتک آمیز جواب کا جواب پڑھا ہے

کتاب رشدور شادت پڑھی ہے ان تمام کتابوں نے آپ کے مذہب کے بنیادی عقائد کو کھوکھلا ثابت کیا تھا اس میں شک وتر دید کی گنجائش نہیں کہ ان عناوین پر آپ لوگوں کی نظریں تو ضرور پڑی ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ کتابیں پوری پڑھی ہیں یا کچھ پڑھنے کے بعد چھوڑ دی ہیں اس کے باوجود آپ میں رد فعل متصور ہوسکتا تھا دونوں نہیں ہوا یا تو آپ لوگ کو ہدایت کی کرن دیکھنے از خود اٹھتے اور تحقیقات میں لگ جاتے لیکن ایسا نہیں ہوا جس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے مذہب کے بارے میں غیرت نہیں رکھتے ہیں کیونکہ اس کی اصلی بنیادی وجہ آپ کا بے دین ہونے کے علاوہ لا مذہب ہونا بھی ہے لا مذہب والوں میں مذہب کی غیرت نہیں ہوتی ہے۔

چنانچہ جناب آغائے جوادی نے میری کتاب اصول عزاداری پر تبصرہ کرتے ہوئے جامع اہل بیت اسلام آباد میں مجھ سے کہا یہ کتاب اور آپ کا حج پر جانا دونوں ہمارے لیے باعث تشویش ولمحہ فکریہ ہیں ایک دفعہ آپ نے فرمایا تفسیر سیاسی قیام امام حسین لکھ کر شرف الدین نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے جناب آغائے جوادی اور سندھ کے دیگر علماء اصغریہ یا علی مدد کو اساس شیعہ سمجھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ آپ نے مورو میں یا علی مدد کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا تھا کراچی سے حیدرآباد جاتے وقت جناب آغائے عارف حسین نے مجھ سے فرمایا آغائے شرف الدین آغائے جوادی یا علی مدد کانفرنس منعقد کرنا

چاہتے ہیں آپ اس کے لئے موضوع بنائیں میں نے عرض کیا اس کانفرنس کی ضرورت کیوں پیش آئی تو آغائے جوادی نے کہا وہابیت کے بڑھتے ہوئے خطرے کے پیش نظر ایسا کیا گیا ہے میں نے عرض کیا کیوں اکل بالقفاء کرتے ہیں کہیں ضد وہابیت کانفرنس چنانچہ آغائے جواد اور اصغریہ سے اختلاف یا علی مدد کے رواج پر ہوا یہاں سے ہم ان سے الگ ہو گئے۔

مجلس نظارت میں میرے اوپر تنقید کے بعد مجھے آہستہ آہستہ پیچھے کر دیا گیا اگر ان کا میرے اوپر کوئی احسان تھا تو وہ یہی تھا مجھے آپ لوگوں سے الگ ہونے اور جدائی سے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوئی ہے کیونکہ میں نے اپنی کسی خواہش وتمنا کے پورا ہونے کی لالچ میں آپ سے رابطہ نہیں رکھا تھا بلکہ آپ لوگ ہی مجھ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ میرے اندر اللہ کے فضل و کرم سے جمع مال و دولت وخمس تھا نہ تنظیمی قیادت کے خواب دیکھا رہا تھا آپ سوالات لے کر آئے تو حکم قرآن ﴿أَمَّا السَّائِلَ فَلا تَنْهَر ﴾ پر عمل کرتے ہوئے میں استقبال کرتا تھا خصوصاً جب سے باقر وسعید، روح اللہ ومہدی اور دیگر عزیزان کے الگ ہونے کے بعد مجھے یقین کامل ہوا کہ میں نے تنہا جینا ہے تنہا مرنا ہے با امید وآرزوئے رحمت الٰہی مسلمان ہی مرنا ہے لیکن آپ لوگ اپنے تمام گروہ کے ساتھ یقین کریں مسلمان نہیں مریں گے کیونکہ اسلام سے آپ کا واسطہ نہیں رہا ہے۔ مجھے جب اسلام سے مزاحمت کرنے والوں

سے رہائی ملی، اس سے میں خوش تھا، اچھا ہوا کہ شیعت کو اسلام کے مقابل میں دکھانے والوں سے الگ ہو گیا۔

اخوان دغا تنظیمی طلبہ امامیہ وامامیہ آرگنائزیشن واصغریہ آرگنائیزیشن واصغریہ کو یونیسکو کے اسلام مخالف بجٹ کو تقسیم کرنے کیلئے رجسٹرڈ تنظیم چاہیئے ۔جو زیادہ عوام کو دھوکہ دے سکتا ہو وہ زیادہ بجٹ لے گا، ہم اس میں زیادہ مہارت رکھتے ہیں ثابت کرنے کیلئے عمامہ کی کشکول خاموشی سے فیصلے جات پر امضاء کرنے کیلئے طماع شہرت چاہتے تھے اتفاق سے میں بھی ان کے دام صیادی میں پھنس گیا۔اس وقت ان کی حرکات میرے لئے مشکوک مخدوش تھے ، کیونکہ میں اخوان الصفاء کو نہیں جانتا تھا لیکن ان کی پرقی پرستی کے اقدامات عامۃ المسلمین سے نفرت وکراہت سیکولروں اور الحادیوں سے قرابت میرے لئے لمحہ سوالیہ تھے لہٰذا جلدی سے خلیج بڑھتے گئے الحمداللہ زندان اخوان سے رہائی ملی لیکن بعد میں معلوم ہوا ان کا سلسلہ اخوان صفا دغا سے ملتا ہے۔

چنانچہ لاہور امامیہ آرگنائزیشن نے کہا دعائے ندبہ رشک اسلامی ہے۔

ہمیں بھیڑ بکری بنا کر چرانے والے اخوان صفاء کے مغز متفکران احمد رضا خان، افسر جان ناصر خان آصف خان اور گل خان کو پتہ تھا کہ امام مہدی کے نام سے خصوصی اجتماعات کسی دن پھٹ سکتے ہیں' کوئی نہ کوئی بے ادب ان جان پوچھ سکتا ہے امام کب تشریف لائیں گے۔اس امام کو پیدا ہو کے کتنے

لوگوں نے دیکھا ہے ان کو امامت پر نصب کس غدیر میں گیا تھا وہاں کتنے لوگ جمع تھے اس وقت آپ کا قیام کہاں ہے کب تشریف لائیں گے۔ اسی طرح کراچی میں بھی محفل دعا ندبہ کا رخ موڑنے کیلئے اسماعیلیوں نے اس کو حجاب ایصال ثواب میں تبدیل کیا پھر بھی ان کو خطرہ تھا کہیں پھٹ نہ جائیں حسن امام اور فیضاب میز صاحب نے ایک پروفیسر کو لایا تاکہ وہ اس مجلس حالات حاضرہ غیر متعلقہ باتیں کریں گویا ان سب کو پتہ تھا امام زمان نامی کوئی نہیں ہمارا امام ہم سب کو پتہ ہے۔ حسب نقل جناب غضنفر خان پنڈی میں طلبہ امامیہ کے مجلس عاملہ میں امام زمانہ ظہور اصغریہ ہونے یا خاص ہونے کا اعلان کیا اس کے ترویج اور انتظام کے لئے افتخار نقوی کاظم اٹھے جگہ جگہ نشستیں رکھی یہاں تک ہمارے ڈاکٹر حسن خان نے قصر ابی سفیانی میں آپ کا قیام کیا بندوبست کیا تھا تیاری میں علماء آگے نہ آنے کی شکایت کر کے مجھے لکھا تھا۔

پاکستان میں اخوان صفاء طلبہ تنظیم کے بعد تقسیم مسلمین کے لئے جمعیت طلباء اسلامی وجود میں آئی اجتماعی طبقات بندی، مذہبی ولسانی وعلاقائی حوالے سے ایک گروہ نے اس تنظیم کی ایک شاخ کھولی اس کا مرکزی دفتر قائم کیا گیا، اس کے بنیادی اغراض سامنے آنے کے بعد شیعہ طلبا کی بھی تنظیم وجود میں آئی ان کا نام امامیہ سٹوڈنٹ آرگنائزیشن، اصغریہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور جعفریہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن رکھا گیا اس کے بعد اسی گروہ نے

دانشگاہوں سے فارغ ہونے کے بعد لفظ سٹوڈنٹس ہٹا کر نئی تنظیم بنائی ظاہری طور پر اس کا مقصد طلبہ کی سرپرستی تھی لیکن گزشت زمان کے ساتھ باہمی تناؤ کھنچاؤ پیدا ہو گیا جو کہ فلسفہ فرق واحزاب کا طبیعی تقاضا تھا ابتداء میں ظاہری طور پر خود کو دیندار دکھانے اور مومنین سے کسب مال وتائید کے لئے یہ لوگ علماء کو اپنے دروس ومحافل ومجالس میں افتتاحی واختتامی پروگراموں کی زینت بناتے تھے جب ان کو ان سے استفادہ نہیں ہوا یا جب ضرورت نہ ہو تو کاغذی دستی رومال کی طرح پھینک دیتے تھے غرض وہ چندان مقصد تحریر نہیں۔

لیکن ان کے دوسرے گروہ اخوان صفاء امامیہ کے اجلاسوں اور درسوں میں شرکت کرتا تھا حالانکہ وہ بھی انہی کی فوٹو کاپی تھے لیکن اخوان صفاء قدیم دونوں کے لئے نمونہ عمل تھے آغائے ساجد کو قیادت سے عزل کرنے کے مسئلہ پر ہم نے ان سے اختلاف کیا اور کہا کہ یہ واضح کیئے بغیر ہم آپ کا ساتھ نہیں دیں گے کہ جب آپ کہتے ہیں کہ آغائے ساجد نمائندہ ولی فقیہ نمائندہ رہبر معظم ہیں تو آپ ان کا مسئلہ ان پر کیوں نہیں چھوڑتے آپ دخل اندازی نہ کریں اور اگر یہ یہاں کی ملت کا مسئلہ ہے تو رہبر معظم کو اس میں مداخلت نہ کرنے کی دعوت نہ دیں، غرض دونوں کا ہدف اسلام نہیں، اسلام سے چڑ ہی کی وجہ سے انہوں نے مذہبی مدارس میں خود کو دیندار دکھاتے ہوئے انگلش میڈیم سکولوں کا جال بچھایا ہے انہوں نے اسلام کو صرف کاغذی دستی رومال

کے طور پر استعمال کرنا تھا۔ اسلام کی تبلیغ واحیاء تو دور کی بات ہے یہ اپنی دنیا بھی نہیں بنا سکتے ہیں۔

یہ ایک دو آدمیوں اور ہم جیسے نالائق ونا قابل اور احساس حقارت رکھنے والوں کی بات نہیں ہے۔ پاکستان کے مایہ ناز اپنے نصاب درسی میں شرف استادی رکھنے والے مشار الیہ خاص وعام آغائے شیخ محسن علی نجفی، آغائے سید محمد جواد نقوی، آغائے مظہر کاظمی جیسوں کو بھی اس نصاب سے بدظنی ونفرت ہوئی تبلیغ واشاعت دین کی بجائے تنصیری وتبشیری سکول وکالج کھولنا شروع کیے، آغا محمد جواد نقوی تاسیس عروۃ الوثقیٰ سے پہلے مدارس کی شکایت کرتے تھے کہ یہاں قرآن نہیں ہے، ابھی قرآن کہاں گیا، اس کے بدیل کیا آیا معلوم نہیں، ان علماء کو قرآن واسوۂ رسولؐ سے خالی وعاری نصاب مدارس سے نفرت نہیں ہوئی بلکہ وہ دینی ناموں سے بھی نفرت کر کے دین ودیانت کی بو سے خالی درسگاہیں قائم کرنے پر تلے ہوئے ہیں انہوں نے بنیاد بعثت، عروۃ الوثقیٰ وکوثر کی تشریح اس طرح سے کی کہ یہاں دنیا بھر میں رائج علوم دنیوی سکھائے جائیں گے۔ مفکر آغائے کاظمی نے تو نصاب میں معتزلہ کا نصاب رکھا تھا کامیاب علوم سکھانے سے شاید ان کی مراد یہ ہو کہ آئندہ آنے والی چند صدیوں میں ان دینی مدارس میں ایسے علوم سے تعلیم وتربیت کریں گے کہ لوگ دینی مدارس کا نام سنا بھی گوارا نہ کریں دین ودنیا دونوں کو برباد کرنے

والی ان درسگاہوں کے نصاب کے علاوہ ان کی بود و باش، رہن سہن و گفتگو میں بھی دنیا ہی دنیا رکھی گئی ہے۔ ان درسگاہوں سے کسی قسم کی اصلاح کی کوئی امید نہیں ہے۔ کیونکہ یہ درسگاہیں کسی کام کی نہیں رہی ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں شاید بعض لوگ بہت سی توجیہات پیش کریں وہ جو بھی کہیں غلط اگر نہ ہو تو ناقص ضرور ہوگا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دین کو ان درسگاہوں سے عمداً خارج رکھا گیا ہے کیونکہ دینی نصاب ان کے فرقوں کی جڑوں کو سوکھا دیتا ہے یہ اس دور کی بات نہیں ہے کبھی بھی یہاں سے کوئی قابل ذکر اور اسلام کو بلند کرنے والی شخصیت نہیں نکلی ہے۔

اس طرح باطنیوں کے پاس تعلیم کے نام سے دو تصور ہیں:

۱۔ تعلیم کے نام سے لوگوں کو جاہل رکھیں کیونکہ امام کے علاوہ یہ لوگ کسی سے علم نہیں لے سکتے ہیں اور امام سے کوئی مل نہیں سکتا ہے۔

۲۔ تعلیم کا دوسرا تصور دین سے غیر مربوط تعلیم ہے بلکہ دین سے دور رکھنے والی تعلیم ہے جیسے فلسفہ وغیرہ کی تعلیم کے نام سے لوگ جمع کرتے ہیں۔

اخوان صفاء معاصر پاکستان میں اسی نصاب کے حامی ہیں جو ماضی کے منصرین ومبشرین پڑھاتے تھے۔ برصغیر میں مسلمانوں کی زبان وثقافت وفکر سے عاری زبان وثقافت کو رواج دینے کے لیے یہ بہانا بنایا گیا کہ اگر ایسا نہیں کریں گے تو یہاں کے مسلمانوں کی پسماندگی وبھوک افلاس اور بدبختیوں کا

خاتمہ نہیں ہوگا یہاں اس عمل کا آغاز سر سید احمد خان اور ان کے درسگاہ سے فارغ مغرب کے گرویدہ شاگرد اور بعد میں اس کے رعایت یافتہ چلاتے تھے لیکن خود کو وارث انبیاء، وکیل مطلق اور مراجع کہنے والے قرآن اور سنت کو چھوڑ کر اس نصاب کے داعی بنے، یہ ان نامور وجید اکابر علماء سے دیکھا گیا ہے۔

ان میں سرفہرست جناب آغائے شیخ محسن نجفی، آغائے سید محمد جواد نقوی اور مظہر کاظمی قابل ذکر ہیں اس طرح کے علماء اسلامی دینی یونیورسٹیوں اور جدید ٹیکنالوجی کے نام سے عمارتیں اور کالج و یونیورسٹی کے طلباء کے لئے ہوسٹل بنا رہے ہیں جیسے کراچی میں امام خمینی کے نام سے قائم عمارت ہے یہی ذوات حوزات علمیہ نجف وقم کے ارشدان میں سے تھے ان کو منوایا گیا ہے کہ جو نصاب دینی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے وہ کسی کام کا نہیں خاص کر اپنی دنیا بنانے کے حوالے سے اور یہ قوم کے بھی کسی فائدے کا نہیں یہ نصاب جنہوں نے بنایا تھا اب چونکہ وہی اس کے بے فائدہ ہونے کی بات کر رہے تھے اس لیے ان کا یہ مئوقف سو فیصد درست تھا اور اب وہ اپنے اگلے ہدف کی تکمیل میں یہ بات واضح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے مدارس میں جو پوری دس آنے کی بات کر رہے ہیں ان پر واضح کر رہے ہیں یہاں دین سے متعلق کوئی قابل ذکر چیز نہیں۔

جناب دانشمند محترم، انسانِ مسلم و عاقل کو چاہیے کہ وہ اپنے معاشرے کے تمام افراد کے ساتھ حفظ مراتب اقدار اسلامی و وطنی کا پاس رکھیں میں بحثیت ایک مسلمان آپ جانتے ہیں کہ جب میں شیعہ تھا تب بھی بحثیت شیعہ سنیوں اور سنی علماء سے میرا کوئی رشتہ و واسطہ نہیں تھا بالخصوص سنیوں کے وہ گروہ جو شیعوں کے نزدیک متعصب گروہ سمجھے جاتے ہیں جیسے مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق سے کسی قسم کا رابطہ نہیں تھا میں مولانا فضل الرحمٰن کو بے نظیر و پرویز مشرف کا اور ابھی نواز شریف کا اتحادی ہونے کی وجہ سے اچھا نہیں سمجھتا ہوں لیکن حکومت کی سیکولرزم، لبرل ازم اور فحش ازم کی حمایت پر مبنی پالیسی و اعلانات کے مواقع پر انہیں صحیح طریقے سے اسلام کی نمائندگی کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کے دل کی دھڑکن سمجھتا ہوں اگر ایسے افراد ان مواقع پر صدائے اسلام بلند نہ کریں تو ہمارا وہ حشر ہو گا جو ترکیہ میں اتاترک اور بغداد میں دور تتار کی المناک یاد تازہ ہو جائے گی۔

اخوان صفاء:

خوان صفا اجتماعی حلقات میں سے ایک صاحب سرمایہ تاجران ہوتے سرمایہ دار تو ہر طبقے سے ہوتا ہے لیکن جو سب کے اوپر ہوتے ہیں وہ پاکستان میں خواجگان اور <u>خوجے ہوتے ہیں</u> دونوں فرقہ باطنیہ کے دونوں شاخین

اسماعیلیہ اور قرامطہ ہوتے ہیں اسماعیلیہ میں بہرہ اور خوجہ اثنا عشری دکھاتے ہیں سب بین الاقوامی مالیاتی ادارے کے صدقات تقسیم کرنے والے ٹھیکیدار ہوتے ہیں ملک میں جاری تمام برائیوں میں ان کا حصہ ہوتا ہے ہر ایک مید ان میں ہوتے ہیں تمام حرام کاموں میں ان کی شرکت ہوتی ہے ضد اسلامی کاموں کے لیے اخوان صفاء کا بجٹ ان کے ہاتھوں سے تقسیم ہوتا ہے۔

یہ لوگ اخوان صفاء کی مالی ضروریات کو پورا کرتے ہیں وہ خود جمع کرتے ہیں اور خود خرچ کرتے ہیں یہاں جمع مال میں تصور حلال وحرام نہیں اکل صحیح اور باطل میں تمیز کی ضرورت بھی نہیں ہے لہٰذا جہاں کہیں سے ملے جمع کرتے ہیں اسی طرح جہاں جہاں خرچ کرتے ہیں وہاں بھی نہیں دیکھتے یہاں کتنی ضرورت ہے کتنا خرچ اور کتنی بچت ہے' جامع ہدف دین اسلام کو رکوانا ہوتا ہے۔ یہ بھی نہیں دیکھتے' ہیں وہ اپنی سہولیت کے تناظر میں مولوی انتخاب کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں اپنے ہی قوم سے ہو۔ لہٰذا از خود اس کو لینے والے کو تلاش کرتے ہیں اور اس کو شوق ورغبت دلاتے ہیں۔ ہمارے ہاں علماء کی قدر نہیں علماء کی کیا ضرورت ہے؟ ان کو عزت سے ملت مسلمین کو عزت ملیں گے دین کو عزت ملینگے آپ کسی کے محتاج نہ ہوں لوگ آپ کے محتاج ہوں۔ آپ کیلئے اپنا گھر ہونا چاہیئے آپ کیلئے گاڑی چاہیئے گھر میں نوکر نوکرانی اور چوکیدار ومحافظ چاہیئیں اپنی مسجد اپنا مدرسہ چاہیئے، چنانچہ مرحوم آغا عارف

حسینی کو تازہ تازہ شیعہ قوم کا قائد بنایا تھا آغا عارف ہمارے ہاں پڑے ہوتے تھے ایک تاجر نے فون کیا آغا عارف آپ کے ہاں تشریف رکھتے ہیں ان سے ملنے کا وقت لینا تھا، آغا عارف ان کو نہیں جانتے تھے وہ آغا عارف کو نہیں جانتے تھے، آئے کمرے میں خلوت کیا آغا سے بنک اکاؤنٹ مانگا کہ اس میں پیسہ لندن سے آئیگا۔ چند دن کے بعد سنا آغا صاحب نے مدرسہ کیلئے زمین خریدی ہے اس کے بعد یکے بعد دیگر فون آتے اس میں ہمارا حصہ بھی ڈالیں۔ خوب خرچ کریں، آپ کو جو کچھ کرنا ہے، کریں، یہ ہماری ذمہ داری ہے اسراف و تبذیر و عیاشی پرانی ثقافت ہے آج زمانہ بدل گیا ہے اسراف و تبذیر پرانی اصطلاحات ہیں۔

۱۔ لوگوں کو علماء کی قدر نہیں، ہمیں احساس ہے، آپ نہیں جانتے ہیں، ہم جانتے ہیں آپ کا کیا مقام ہے۔

۲۔ آپ کی عزت ہوئی تو دین کو عزت ملے گی تو ہم کو عزت ملے گی۔

۳۔ اگر آپ اپنی زندگی کو نیچے رکھیں گے لوگ آپ کی بات کو نہیں سنیں گے۔

۴۔ آپ کے پاس مہمان آتے ہیں ان کو کچھ عزت مند آبرومندانہ کھانا کھلانا ضروری ہے۔

۵۔ آپ کی اپنی مسجد ہونی چاہیے آپ کا اپنا مدرسہ ہونا چاہیے۔

۶۔ جولوگ آپ کو پسند نہیں کرتے آپ کو پوچھتے نہیں بلکہ اہانت و حقارت سے دیکھتے ہیں ان پر ہم ثابت کریں گے کہ یہاں صرف ایک ہستی ہے جولائق احترام ہے۔اس طبقے منے میرے بیٹے دامادوں اور گھرانے کو ہم سے الگ اور باغی بنایا ہے۔

۷۔ مدارس میں مسجد بناتے ہیں یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ ان کے پاس اتنا مال کہاں سے آیا ہے جتنا مال یہاں پر اخوان صفاء والے خرچ کرتے ہیں وہ ان کے کسب سے حاصل نہیں ہوسکتا ہے بلکہ ان کے لئے کمیشن پر تقسیم کرنے کے لئے دیا جاتا ہے اگر مال حق ہوتا تو سوال ہوتا کہ مجھے کتنا خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ دین کو مسخ کرنے والے، مولوی کو فاسد بنانے والے اور ملک میں تعیش کی سنت قائم کرنے والے یہی اخوان صفاء مالی و مالیاتی اداروں والے ہیں۔

دو دوست رقیب وعتید :۔

شبیر کوثری سرمایہ دار عمار متوسط طبقہ سے وابستہ ہم جماعت، پڑھائی میں عمار زیادہ ذہین تھے، سرمایہ دار کو یہ اپنے دکان کیلئے لائق ملازم نظر آیا پسند کیا پڑھائی کے بعد ملازم رکھا بہت سے مسائل جوان کیلئے نقصان دہ یا ان کو نہیں کرنا تھا ان میں عمار کو آگے کر کے رکھتے تھے، چنانچہ وہ اس وجہ سے پولیس سے مار کھائی یہاں سے وہ دلبر داشتہ ہو گئے۔ عمار ہمارے گھر میں مجالس سننے کیلئے

آتے تھے بعد میں شبیر کو بھی ساتھ لاتے تھے، شبیر خمس کے لفافے لاتے تھے لیکن میرا اعتماد عمار پر تھا۔ یہ دونوں ہفتہ اتوار کی شام کو میرے گھر آنا شروع کیا ، استقرار پاتے ہی موبائل رکھ کر عمار سوالات شروع کرتے تھے، سوالات دین جاننے کیلئے نہیں اگلوانے کیلئے ہوتے تھے، لہٰذا احتمال رہتے تھے ریکارڈ کرتا ہوگا کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ البتہ ان کا میرے پاس درس کے عنوان سے آنا میری پیشکش پر نہیں تھا وہ خود آتے تھے نہ درس کا کوئی عنوان یا موضوع ہوتا تھا، سوالات خود بنا کر لاتے تھے لیکن شبیر کہتے تھے آغا نے ہمیں گمراہ کیا ہے یعنی ان کے سوالات کا جواب ان کے عقائد پر کرنٹ تھا۔ ہم جواب دیتے تھے، جواب ختم ہونے کے بعد عمار شبیر کی طرف دیکھتے تھے کہ شاید بھول کر کچھ رہ نہ گیا ہو، وہ مجھے پھنسانے والے سوالات علماء سے پوچھ کر آتے ان کا بہت سوں سے تعلقات و روابط ہوتا تھا خاص کر قم میں مقیم امثال وصی حیدر، ولی شگری اور محمد سعید وغیرہ یا خوجہ جماعت سے وابستہ یا باہر سے محفل مرتضیٰ میں آنے والے ذکی باقری سے پوچھ کر آتے تھے، وہ خوجوں کو اسلام مغرب کی طرف دعوت دیتے تھے مسلمانوں کی نکوہش کرتے تھے، حتیٰ انہوں نے عصر معاصر کے فقیہ غلات حافظ بشیر سے بھی پوچھے تھے۔ عمار سے اس دن دلبر داشتہ ہو گیا تھا جس دن اس نے ہمارے بیٹے باقر سے کہا کہ آپ کی کتابوں کے مطالب تکرار سے آتے ہیں آئندہ ہم نہیں خریدیں گے۔ زیادہ تر

شیعوں کی مظلومیت کا ذکر کرتے تھے کہ شیعوں کو چن چن کر قتل کرتے ہیں پکڑتے ہیں، کبھی ایجنسیوں کی کبھی حکومت کی کبھی ایم کیو ایم کی شکایت کرتے تھے تو اندازہ ہوتا تھا مجھ سے کچھ اگلوانا چاہتے ہیں۔ جب تک حقیقت ثابت نہیں ہوئی دوست بن کے آنے والے کو الزام لگا کر روندا نہیں جا سکتا تھا شاید جوان کو نہیں جانتے دل سے کچھ جاننے کے خواہشمند ہوں گے۔ ایران میں مجمع جہانی اہلبیت نے مجھے سیمینار میں دعوت دی میں نے ان کے سیمیناروں کی شکایت کی کہ ہمارا آنا صرف مرغنیات کھانے کی حد تک ہے، اور اسلام کیلئے مفید چیز کا ذکر نہیں ہوتا اس کیلئے آنا بے سود ہے وجوہات لکھ کر ان کو دیا فیکس کریں لیکن بہانہ کر کے نہیں کیا۔ میرے لئے کراچی میں بہت پریشانیوں کا سامنا ہوا، ادارہ بند ہو گیا، کتابخانوں نے بائیکاٹ کیا میں نے ان دونوں سے مشورہ کیا مجھے اس وقت کیا کرنا چاہیئے تو کہا فی الحال ادارہ بند کریں، ہاشم کو ہم دکان پر رکھیں گے آپ کے گھر کے اخراجات کتنے ہوتے ہیں ہم دیں گے ہم نے کہا فی الحال کچھ نہیں چاہیئے جب ضرورت ہو گی تو دیکھا جائے گا، پھر کہا کچھ عرصے کیلئے کراچی سے باہر جائیں ٹکٹ لے کر آئے کہ کل آپ کا ٹکٹ ہو گیا ہے ہم نے جانے سے انکار کیا۔ پھر مہینوں گزر گئے پوچھا نہیں کیا اور کیسے گزر رہی ہے تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد ہماری کتاب انبیاء قرآن حضرت محمد چھپ کے آئی تو میں نے ان دونوں کو گھر میں بلا کر دکھایا، عمار نے فوراً کہا

ایک تاجر نے ہمیں فون کر کے کہا تھا کہ آغا نے ایک کتاب چھپنے کو دی ہے ان کو پیسے چاہیئے میں نے کہا ان سے فون ملائیں خاموش ہو گئے معلوم نہیں ہوا یہ جو اندر سے بے دینی اوپر سے مسکراہٹ والا سلوک صرف ہم سے کرتے تھے یا دیگر مولویوں سے بھی کرتے تھے۔ یقیناً جس جس کے منہ سے تحریر سے ان کے مذہب کے پول کھلتے دیکھتے ان سب سے کرتے ہوں گے۔ یہ لوگ میرے دشمن نہیں تھے کیونکہ اس کی کوئی وجہ نہیں بنتی ،ان کے دل میں جو دھڑکن بڑھنے کا سبب بنا وہ اسلام ہی تھے۔ یہاں سے جاتے وقت کبھی محمد باقر اور کبھی محمد سعید کو الگ الگ دکان پر بلاتے تھے، کھانا کھلا کر ہمارے گھر میں ان کے ساتھ ناانصافی کی باتیں سناتے تھے، ان سے سوالات پوچھتے تھے یا ان کو آمادہ کرنے کی کوشش کرتے تھے ان کو سوائے صرف ونحو اصول فقہ کچھ آتا نہیں تھا اسلام کو انہوں نے پڑھا نہیں بلکہ اسلام سے متعلق کسی کتاب کو چھوا نہیں تھا ، باقر سعید دونوں کو ان کے اپنے مذہب کے بنیادی عقائد نہیں آتے تھے، جس طرح دیگران کو نہیں آتے ہیں کیونکہ عقائد نصاب میں نہیں ہوتے تھے خرافات سے بھرے مذہب کا پول کھل جانے کا ڈر رہتا تھا، خود ان کی طرف سے خاص کر قرآن سے متعلق کتابیں پڑھنے پر پابندی تھی لیکن ان کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ ہم سے بحث کریں۔ ہم سے الگ کرنے کیلئے لیکچر دینے کیلئے اپنے گھر یا دکان کی دوسری منزل یا ہوٹل میں ان کو سبق پڑھاتے تھے، شبیر بیچ میں

تعلیق لگاتے تھے محمد باقر اور سعید کو ہم سے کاٹنے کا ارادہ جزمی کئے ہوئے تھے۔ لہذا شبیر لفافے اور عطیات دیتے وقت محمد سعید کو کہتے تھے آپ کیلئے الگ گھر ہونا چاہیئے، آپ کو آغا سے مستقل ہونا چاہیئے گھر میں آپ سے سلوک اچھا نہیں۔ یہ باتیں سعید، مجھے تھوڑا تھوڑا بتاتے تھے ہمارے گھر کے بارے میں عمار اور شبیر بہت کچھ جانتے ہیں، ایک دن عمار نے سعید سے کہا کہ ہم آپ اور آغا کے درمیان صلح کراتے ہیں تو شبیر کو خطرہ ہو گیا ساری کوششیں ضائع ہو جائیں گی یہاں سے انہوں نے عمار کو ڈانٹا اور کہا کہ تم میرے خلاف سازش کرتے ہو یہاں سے عمار ان سے دوری گریزی اختیار کر گئے لیکن باقر اور سعید کو منحرف کرنے میں عمار بھی شبیر کی خواہش پر برابر کا شریک رہا ہے۔

شبیر کوثری صاحب میری کتابوں سے متعلق علماء سے پوچھتے تھے ان سے آیات نوٹ کر کے عمار کو دیتے تھے کیونکہ ان میں بولنے کی صلاحیت تھی عمار کو ٹیپ ریکارڈ بنا کر لاتے تھے انہوں حضرت علی کی شان میں خود ساختہ روایات کے ذریعے کوئی آیت نہیں چھوڑی جس کو میرے سامنے پیش نہیں کیا ہو، ان میں سے ایک آیت جو زیادہ تکرار سے کرتے تھے سورۃ نمل کی آیت تھی جہاں مفسرین آیات کے سیاق وسباق سے چشم چراتے وہب بن منبہ مشکوک و مخدوش کی روایت کو اساس بنا کر وزیر سلیمان آصف بن برخیاء کو علم کتاب کا حامل قرار دیا یہاں سے علی کی فضیلت ثابت کرتے۔ جب ان کے علماء کے

بتائے ہوئے جوابات منافقانہ و بے ثمر ثابت ہو گئے تو انہوں نے میرے گھر میں کار ہاروت و ماروت شروع کیا۔

میرے بیٹے اور داماد کو ہم سے الگ کیا ان کو عیاش و مسرف بنایا۔ ان کو عیاشی کو دیکھ کر روح اللہ، مہدی اور بیٹیاں بھی میرے کنٹرول سے باہر ہو گیا استعمال کیا ان کے زعم میں محمد سعید اور باقر بہت بڑے عالم دین ہیں، صرف و نحو کا کل علوم کو ڈ علوم سمکھنے والے خلفاء اسلام کیلئے دل میں بغض وعناد کا ڈھیر رکھنے والے کے کہنے پر کہ محد سعید بہت بڑا عالم ہے۔ ان سے متوسل ہوئے ا ن کو کھانے کی میز پر بلایا یہ ظاہر کیا کہ وہ ان سے کچھ سیکھنا چاہتے تھے اللہ گمراہ لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ورنہ ان کو سمجھ میں آنا چاہیے تھا اور میں نے بارہا کہا بھی تھا کہ حوزات اور مدارس والوں کو کچھ نہیں آتا ہے حتیٰ خود باقر اور سعید بھی دین کی الف اور ب سے بھی واقف نہیں انہیں دین کے نام سے صرف ونحو اور اصول فقہ سکھائی جاتی ہے۔

شبیر نے کہا آغا کی باتوں کا کوئی بندوبست کریں لیکن وہ لوگ بھی کچھ نہیں کر سکے، مدرسہ مہدی کے عمید، حوزہ علمیہ قم کے اکابرین بھی کچھ نہیں کر سکے، اس میں میرا کوئی کردار نہیں بلکہ ان کا مذہب ہی بے اساس ہے۔ چنانچہ باقر نے شبیر کی خواہش پر گھر میں میرے غیاب میں تصرفات کیے، میں نے باقر کو ڈانٹا مجھ سے پوچھے بغیر کیوں کس نے اس کو تم سے کرایا پھر شبیر کوثری ان

کے ذریعے مجھے پھنسانے سے مایوس ہوگئے تو باقر کو ہمارے کام سے روکا، باقر سے اعلان کرایا کہ ہم میاں بیوی دونوں آغا کا کام نہیں کریں اگر ہمیں کام دیں گے تو دوبرابر رقم اجرت لیں گے نیز ماہانہ خرچہ بھی دینا ہوگا۔ پھر ان کو کاروباری بنایا، سعید کو ان کا پشت پناہ بنایا۔ اس کے بعد ان کے ایران نجف ملکی علماء خطباء سے میرے بارے میں پوچھا ان سے رائے لیا میرے ہاں جانا چاہیئے یا نہیں جانا چاہیے آخر میں نہ آنے کا اعلان کیا۔ عمار خود بھی اپنے حقوق نہ ملنے سے پریشان حال تھے۔ میں نے ان سے کہا شبیر آپ کے پرانے تجربہ شدہ دوست ہیں۔ کام جہاں بھی کریں سرمایہ دار سب ایک ذہن رکھتا ہے سرمایہ دار کا پتہ نہیں چلتا ہے کہ کون کیسا ہے یہ آپ کے روزگار کا مسئلہ ہے میں اس سلسلے میں کچھ نہیں بولوں گا اس وقت ساٹھ ستر ہزار کی نوکری تھی اس کیلئے میں کیا کر سکتا تھا میں نے اتنا کہا جو کچھ مجھ سے ہوسکتا ہے مدد کروں گا وہ آتے رہے۔

لیکن عمار آنا جانے کا سلسلہ جاری رکھنے کا کہا اپنی ازدواج کیلئے قرضے کیلئے کہا تو میں نے پوچھا کتنا چاہیئے پہلے کہا ڈیڑھ لاکھ پھر کہا سردست ایک لاکھ چاہیئے، میں نے ایک لاکھ کا چیک دیا۔ اتفاق سے بنک میں دو ہزار کم تھے فوراً چیک واپس لایا بنک میں پیسہ نہیں ہے گویا میں نے دھوکہ دیا ہے۔ میں اٹھ کر ساتھ گیا پوچھا تو پتہ چلا کہ پیسہ کم تھے میں نے باقی رقم جمع کر کے ان

سے کہا کہ چیک لینگے یا رقم ؟ کہا رقم لینگے میں نے ان کے کہنے پر پچاس ہزار رقم دی جو وہ تین دن بعد واپس لایا یہ صرف ہمارے امتحان کیلئے تھا۔ایک دن شبیر آگ بگولہ ہو کر آتے ہی کہا تم ہمارے خلاف سازش کر رہے ہو میں جانتا ہوں تم کیا کر رہے ہیں میں سب کچھ نوٹ کر رہا ہوں یہاں سے انہوں نے عمار کو دوسری دکان پر بھیجا اس عرصے میں ان کی ازدواجی مراسم نکاح ہوئی شبیر اس میں شرکت کیلئے آئے جو کہ ہمارے گھر کے نزدیک جامعہ امامیہ میں ہوئی تقریب کے بعد میں فون کیا میں آنا چاہتا ہوں تو میں نے کہا آجائیں آگئے نماز مغربین پڑھی نماز کے بعد میں نے ان کو نزدیک میں بلایا بلا وقفہ میں نے کہا شبیر بھائی میرے گھر کی بربادی اور ویرانی کا دوڑی آپ سے ملتے ہیں بغیر کسی تردد ہچکچاہٹ کے کہنے لگے تمام کاروائی میں عمار میرے ساتھ رہے جھوٹ نہیں سچ بولا تکبر وغرور سرمایہ داری بولا ہوگا کہ ہم نے کیا۔اس نے اپنے ولیمہ کیلئے دعوت نامے کے ساتھ دینے کیلئے کچھ لکھنے کیلئے کہا تو میں نے ایک کتابچہ ازدواج سے متعلق جاری غیر اسلامی روایات کی نشاندہی کی اور بہتر روایات کی بھی نشاندہی کی ، کتاب کا نام رکھا ''شاہراہ مسکونی'' کتاب دیکھ کر ڈر کر تقسیم نہیں کیا وہ ہمارے بیٹوں سے کہا آپ تقسیم کریں۔وہ یہاں آتے رہے ہم سمجھ رہے تھے وہ دیندار رہے ، دین شناسی چاہتے ہیں اس وقت تک میں شیعہ اثنا عشری کو باب اسلام سمجھتا تھا علماء کی غلاظت غلو کو خطاء اجتہادی سمجھتے

تھے یہ ہماری غلطی اشتباہ تھی اثنا عشری کی کوئی منطق نہیں بنتی تھی وہ نام بدلا تھا وہ اسماعیلی تھے، اصل دین کو اٹھانے سے گریز کرتے رہے۔تمام علماء حتیٰ ایران کے علماء یہاں کے قائدین میں سے کسی کی حمایت وتعریف نہیں کرتے تھے یہاں سے حدس بڑھتا گیا کہ ہم سے کچھ اگلوانا چاہتے ہیں۔ابتداء میں میری نئی کتابیں خریدتے تھے اس میں شیعہ عقائد کے خلاف کو تلاش کرکے پڑھتے تھے، اب وہ بھی نام لینے سے گریز کرنے لگے۔لیکن دین سے متعلق سوالات کم ہوتے ہوتے نام لینا تک چھوڑ دیا اب تو یہ بھی نہیں پوچھتے اس وقت کیا کر رہے ہیں اگر میرے سامنے میری نئی کتاب بھی دیکھیں چھوتا نہیں تھا۔لاکھ سے زیادہ تنخواہ لیتے ہیں اپنی بیٹی کی سکول داخلہ فیس چالیس ہزار دیا ہے لیکن ہمیشہ کہتے ہیں ہمارے پاس پیسہ نہیں، دین کے نام سے اسلام کے نام سے کبھی بھی گفتگو نہیں کی، میں نے پوچھا آخر دین میں کیوں حصہ نہیں لیتے ،ایک دن چند ہزار روپے مجھے دیئے میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا دین کیلئے ہیں ،میں نے کہا دین ہمارے گھر میں نہیں باہر ہے واپس دیا۔ماہ صفر ۱۴۴۱ھ دوسرے عشرے میں غصے میں آئے تھے پھر اپنی غربت دکھاتے تھے، کیوں دکھاتے تھے معلوم نہیں ہوا نہ میں ان سے پیسہ مانگا نہ کوئی چندا لے رہا تھا یہاں صرف دین سے فراری کا ہوگا میں نے بھی خالص اللہ کیلئے غصہ ہی سے ان کو رخصت کیا۔

اخوان صفاء میں چند اہم شخصیات رہ گئے تھے ان کی خدمات کا بھی ذکر ہونا ضروری ہے کہیں قارئین کو یہ شبہ نہ ہو ان سے مولانا کا تعلق ہی نہیں تھا یا ان کی خدمات زیادہ ہونے بدنامیوں میں ان کا شامل نا اتفاقی ہوگی ، یہ دو تصور غلط ہیں مثل دوسرے اخاوین جیسا ہے۔ تینوں بے ہدف انسان تھے انہیں ملکی سالمیت کی سوچ تھی نہ دین و دیانت داری کی ، دل حب مال سے لبریز ، سب مال ہی مال سعادت بخش ہے۔ ان کا نام عادل اور ثقلین اور جواد تھا۔ جواد بہت عرصہ تک ہفتہ میں ایک دن ضرور آیا تھا جب سے ان کا حسنین زیدی سے رشتہ گہرا ہوا ، نا صرف آنا ہی نہیں چھوڑا بھول ہی گئے کہ کسی دن مظلوم مولوی کا بھی پوچھنا چاہیئے ، نہیں پوچھا۔ ان کے قریبی پڑوسی دوستی والے عادل بھائی نماز تو پڑھتے تھے دین کا کچھ بھی پتہ نہیں تھا نہ دلچسپی رکھتے تھے۔ غلام اقبال ثقلین کی طرف سے مجھے گھاس دکھانے کیلئے چند دفعہ لفافے لے کر آئے ، میں نے انہیں اسی طرح آنے سے منع کیا نہ آ جائیں۔ اما ثقلین معلوم ہوتا تھا پہلے سمجھتا تھا کہ غالیوں کا نمائندہ ہے ابھی سمجھ آیا میں آیا اخوان صفاء کا نمائندہ ہے ، نام نہاد دینی کاموں میں حصہ لیتے تھے اسلام سے بہت چڑ رکھتے تھے ، میرے کہنے اصرار کے باوجود میری کتاب افق گفتگو کا صفحات نمبر انگریزی میں لگایا ، جب میں نے ڈانٹا انگریزی کیوں لگایا تو کہا کیا ہوتا ہے کیا قباحت رکھتا ہے؟۔ اسلام نا شناس مولویوں کو لفافے پہنچاتے تھے تا کہ تصور غلط ثابت

کریں۔

تعلیمات اخوان صفاء

مسلمانوں کی شقاوت و بدبختی زوال وفنا۔قرآن وسنت وسیرت مسلمۃ مطہرہ خاتم النبیینؐ سے چشم پوشی کر کے تعلیمات اخوان صفا کے دھندل ولجن میں محو مستغرق ہوئے ہے اخوان صفا کی تعلیمات کا مرکزی بنیادی نکتہ قرآنی تعلیمات سے صرف نظر کر کے غیر قرآنی غیر محمدی اغیار کی تعلیمات کو اسلامی تعلیمات کے نام سے رواج دینا ہے ان کی نظر میں مسلمان قرآن وسنت محمدؐ کے علاوہ جس تعلیمات کو اپنائیں ہمارے لئے بہتر ہے آیئے دیکھتے ہیں ہم مسلمانوں میں تعلیمات قرآن وسنت ہے یا تعلیمات اخوان ہے اگر ہم پہلے مرحلے میں یہ دونوں کہاں سے جدا الگ ہوتے ہیں دیکھنا چاہیئے ۔ان کی تعلیمات میں سب سے پہلے ترجیح علم کو ایمان پر برتری ہے۔

۲۔حدیث کو قرآن پر برتری۔ ۳۔نوافل ومستحبات کی نمبر نگ یعنی مومن شناختی کے معیار واجبات نہیں نوافل ومستحبات۔

۴۔صدقات بہ گدا گرائی ہے تا کہ ملک وملت میں مفت خوروں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے لہٰذا اسیلانیوں کی تعریف ۵۔مفت خورائی ۶۔کھیل کود ۷۔متعہ کی سہولیات ،روزہ کی نہیں فطرے کی اہمیت ہے، حج کی نہیں قربانی کی

اہمیت، حضرت محمدؐ کی نہیں علی اور امام حسین

عید نوروز، عید الفطر واضحیٰ، عید غدیر، عید میلا دالنبیؐ ودیگر مردہ گان کی سالگرہ وبرسی، مردوں کی رسومات، باپ کی جگہ ماں کے فضائل اولادوں کو آزاد چھوڑنے وغیرہ اسلامی سے زیادہ جاھلیت اولیٰ سے لیکر جاھلیت معاصر جاھلیت یہود ومجوس جاھلیت صلیب اوران کے اعزازیافتہ نمائندہ قانونی باطنیہ کی تعلیمات ہیں عزیز قاری تعلیمات یہود ونصاریٰ تنصیری تبشیری سے زیادہ خطرناک تعلیمات باطنیہ اخوان صفا ہے جہاں وہ قرآن وسنت رسول سنت اصحاب سنت آل اطہار کے نام سے الحادی زندیقی افکار کو مسلمانوں میں آسانی سے پھلا رہا ہے بلکہ اس کو پھلانے کے لئے اجر وثواب، کار نیک ، کار خیر کہکر خود مسلمانوں سے تعاون لیتا ہے مالی جسمانی، زبانی، کتبی، تحریری تعاونات سے مسلمانوں کو اسلام سے بے دخل کر دیا ہے۔

علم دین ودنیا دونوں میں سعادت اور ہے اس کے کوئی اصول کلیت نہیں ہیں قدیم زمانے سے علماء کہتے آئے ہیں شرف العلوم، شرف الغایات حاصل کرنے والوں کی نیات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں بطور مثال علوم عربیہ ساختہ شعوبیوں کو فہم قرآن کی خاطر پڑھتے ہیں۔صرف شہریہ بڑھانے کسی عرب سفارت میں نوکری کیلئے پڑھیں قرآن کو ایوان میں امام بننے کیلئے پڑھیں۔کسی علم کے ماہرین اچھی صفات کے حامل بھی ہوتے ہیں بری صفات

کے بھی، صالح بھی ہوتے ہیں، لالچی ومفاد پرست بھی نیک نیت بھی ہوتے ہیں اور بدنیتی کے حامل بھی، علم کے امین بھی ہوتے ہیں علم کے خائن بھی، علم اپنوں کے پاس بھی ہوتا ہے اور علم دشمنوں کے پاس بھی ہوتا ہے۔

دینی درسگاہوں میں کونسے نسب والے علم کو پڑھنا چاہیے

یہاں بقراطیوں کی تشخیصات مختلف ہے بعض کے نزدیک تمام علوم پڑھنا چاہیئے تاکہ فارغ ہونے کے بعد جہاں جس شعبے میں نوکری کی جا سکے، علم دین اور علم دنیا کو ملا کے پڑھے، ایران میں جب ایک نامور فلسفی نے مقام حاصل کیا تو بعض نے فلسفہ کو اہمیت دی گویا انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے ملنے والے علم کو چھوڑ کر سیبویہ، سکاکی میں عمر عزیز ضائع کیا بعض نے واصل بن عطا بن عمرو بن عبید مشکوک سے نکلنے والے علم کلام کا انتخاب کیا ہے۔

۱۔اطلبوا العجم ولو بالصین ، کتاب موضوعات جلد اول ص ۱۵۳

۲۔حضور مجلس عالم دیگر عبادات پر مقدم ہے ص ۱۶۱ (عربی عبارت لکھنا ہے)ا بن سیرین نے عبیدہ سلمانی سے انھوں نے عمر ابن خطاب سے نقل کیا ہے انصار میں سے ایک شخص پیغمبر کے پاس آئے اس وقت ہم وہاں موجود تھے عرض کیا آپ ان دونوں میں سے کس کو ترجیح دیتے ہیں محفل علم بہتر ہے یا نماز تو آپ نے فرمایا؟ اگر جنازہ اٹھانے والا ہو تو حضور نے وہاں جنازے میں حاضر ہونے سے ہزار مریض کے عیادت سے ہزار بیداری سے ہزار روزے

سے ہزار حج سوائے واجب کے ہزار غزوہ سوائے واجب کے ان چیزوں کے لئے وہ فضیلت کہا ہے جو مجلس حضور عالم میں ہو تم کو پتہ نہیں اللہ کی اطاعت علم سے ہوتا ہے عبادت علم سے ہوتا ہے خیر دنیا والآخرہ علم سے ہوتا ہے جمعہ بغیر علم کیا معنی رکھتا ہے مفہوم نہیں رکھتا۔

قرائت قرآن اس کا کوئی معنی نہیں بغیر قرائت کے حج بغیر علم نہیں ہوتا جمعہ بغیر علم نہیں ہوتا تم کو پتہ نہیں سنت قرآن پے حاکم ہے قرآن سنت پے حاکم نہیں، نقل از لوالی جلد اص ۹۹ صاحب کتاب کہتے ہیں اس حدیث کو نقل کرنے والا ابوبکر خطیب ہے راویوں نے اس کے حدیث کو چھوڑا ہے یعنی متروک الحدیث اس حدیث کے راوی جوب یاری ہے اس نے اس حدیث کو جعل کیا ہے احمد بن حنبل نے کہا ہے اسحٰق بن بہیہ سب سے جھوٹا ہے سند کے حوالے ہے امّا متن اس حدیث میں ایک تدلیس ہے ملاحظہ کریں جنازہ واجب کفائی ہے عیادت مریض میں واضح نہیں ہے مگر ہزار رات عبادت میں گزارنا اس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں حج غیر مفروضہ یہ بھی مفہوم نہیں ہے حج غیر فرض نہیں ہے جو بھی مستطیع ہو جاتا ہے جنگ بھی غیر واجب نہیں ہے مستحب جنگ کا کوئی تصور نہیں۔

کلامی کے دو تصور ہیں ایک فلسفہ یونان پڑھ کر اللہ کی کتاب عظیم پر شبیخون مارنا قرآن کے مقابلے میں نئی اصول وضع کرنا امامت وعدل کو اصول

عقائد شامل کرنا اللہ نے تو معتزلہ سے نہیں کہا تھا سینوں سے حدیث بنو کر آیات قرآن کریم میں دخل اندازی کر کے اوپر نیچے کر کے قرآن کو تحریف شدہ کتاب جعلی احادیث کو وحی منزل کرنا جب فرمان علی، مقبول احمد، ذیشان حیدر جوادی اور محترم محسن نجفی نے ایاک نعبد وایاک نستعین پر حاشیہ لگایا ہے آپ جیسے کلامیوں کے قابل قدر دو خاص، کیونکہ عترت کی خاطر قرآن اور سنت رسولؐ سے دور رہنے والے دروس حوزہ میں اچھے نمبروں کی خاطر تاریخ سے منہ سے جو نکلتا ہے وہ بولتے ہیں اس کو الکلام بحر الکلام کہتے ہیں اس عنوان پر ایک کتاب لکھی ہے۔

اما علم نحو بصرہ وکوفہ کے شہر منافق نشین میں پیدا ہوا ہے اور اس نے یہیں پرورش پائی ہے اسی طرح علم فقہ کو ابی لیلیٰ اور ابو حنیفہ نے دوسری صدی کے پہلے نصف میں ایجاد کر کے متعارف کروایا ہے اس کے بعد جوں جوں مقدرات مسلمین پر مغرب کا قبضہ ہوتا گیا اسلام کے عقائد وفروعات میں ترامیم بڑھتے گئے جس طرح ایران میں غیر ایرانیوں کو خارجی کہتے ہیں اسی طرح حوزات مدارس میں قرآن وسنت خارجی قرار دیا گیا۔

۲۔آپ اپنے عقائد کے حوالے سے امامت وخلافت دو مترادف کہتے ہیں اگر آپ ہمارے اعتقادات کے معتقد نہیں ہیں تو آپ سنی ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو دلائل کا بحران ہے۔

۳۔آپ کہتے ہیں اہل سنت ائمہ کی عصمت کے قائل نہیں ہیں اسی طرح یہ نکتہ ہر کتاب میں لکھا ہوتا ہے کہ اہل سنت امام کے قائل نہیں ہیں اگر ایسا ہے تو امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کو امام کیوں کہتے ہیں، ان سے پوچھیں کہ کیا آپ خلفاء کی عصمت کے قائل ہیں تو وہ کہیں گے ہم عصمت کے منکر ہیں، بد بخت شیعہ قائل ہیں لیکن وہ خود کہتے ہیں کہ خلفاء غلطی نہیں کرتے ہیں اس لئے وہ ان کی من وعن اتباع کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے حدیث ثقلین کی عبارت یوں نقل کی ہے میری اور میرے خلفاء یا اصحاب کی سنت پر عمل کرنے والے ہی نجات پائیں گے۔

اخوان الصفاء معاصر راسل اور ان کے اخوان:

جناب عرفان حبیب:۔

جس طرح ان کے اسم نام بہت پیار محبت دوستی کا پیام ہے ان بود وباش خاموش طبع کے حامل انسان تھے ضرورت سے زیادہ بات نہ کرنے میں جناب اعجاز بلوچ کا دوسرا نمونہ ہیں نوکری کے دوران ایم اے اور ایل ایل بی کرتے سنا تھا میں نہیں جانتا تھا یہ کسب حرام کے کام آتا ہے نہیں سوچ سکتا تھا کہ اتنی دینداری مظاہرہ کرنے والے مشکوک روزگار کی تلاش میں نہیں ہونگے لیکن بعد میں سنا عرفان حبیب اور مختار شیرازی دونوں نے وکالت کا پیشہ اپنایا جہاں جھوٹے اور سچے مظلوم ومنحرف دونوں وکیل بنتے ہیں جہاں حلال وحرام کا

تصور نہیں ہوتا ہے ان کے مجتہدین کا فتویٰ ملا ہوگا آپ کریں حلال کرنا ہمارا کام ہے جو کمیشن آپ کے چلتا ہے ہمارا بھی چلا ہے

آپ بھی جناب غلام عباس کے خاص حلقے میں تھے۔شیعوں کی فرسودہ سر گنجا کمر خمیدہ لنگڑا عقائد کے کے بارے میں زیادہ پوچھتے تھے تو ہم سمجھتے تھے کہ شاید یہ اپنے مذہب کی تحقیق کرتے ہیں اچھی بات ہے لیکن ایسی بات نہیں تھے ہمیں اندھیرے میں رکھتے ہم سے ہم سے اگلنے کی خاطر ہوتی تھی ہمارے سامنے بیٹھ کر بحث نہیں کرتے تھے تو ہم سمجھتے تھے کہ انہوں نے سمجھ لیا لیکن ایسا نہیں تھے ہمارے بارے میں دیگر علماء سے پوچھتے تھے ہماری کتاب عقائد و رسومات مرتضی زیدی صاحب کو دی کہ اس کتاب پر اپنے تاثرات لکھیں کہیں بھی کوئی بھی اختلافی بات کرتے سنتے یہ لوگ وہاں پہنچتے۔خود ان کے ادارے سے پنشن ہونے والے ایک شخص نے متعہ حلالہ کے خلاف کتاب لکھی تھی تلاش کر کے ان کے گھر پہنچے تھے محسن اجتہادی صاحب کے گھر پہنچے تھے یوسف عباس تھے جنہوں نے طلاق، متعہ، حلالہ، وغیرہ پر کتب لکھیں تو ان کے گھر پہنچے اوران سے پوچھا کہ آپ شیعہ ہو یا سنی، تو جواب ملا کہ گھر میں ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا ہوں اور گھر سے باہر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہوں۔جس طرح واہ میں ہمارے ناراض ڈاکٹر اسد ردائی صحب اتوار کے دن ہاتھ باندھ کر کفر نماز پڑھتے ہیں تعجب کی بات ہے یہ حضرات وہاں نہیں پہنچے۔

عقائد عرفان حبیب ہمارا حال احوال کم پوچھتے تھے چنانچہ ایک سال کے قریب وقت گزر گیا آپ نے فون نہیں کیا۔ایک لمبے عرصے بعد ایک دفعہ فون کیا تو میں نے پوچھا آج آپ کو کیسے یاد آیا تو کہنے لگے آپ کی خبرو خیریت بابر بھائی سے ملتی رہتی ہے۔اسی سال ان کا نام گرامی دیگر احباب کے ساتھ کتاب میں دیکھا تو غصّے میں یہاں تشریف لائے تھے واپس جانے کے بعد دوبارہ فون نہیں کیا گویا کل کے ہمارے ہم فکر دوست آج ہمیں ڈانتے ہیں البتہ ہماری مہنگی کتابیں خریدتے تھے لیکن معلوم نہیں از خود خواہش رکھتے تھے یا برادر بابر کی مروت میں لیتے تھے لیکن دونوں کا مشترکہ مقصود مجھے اندھیرے میں رکھنا تھا۔

،بابر، عرفان اور اعجاز بھی یہ نہیں کر سکتے تھے ایک دفعہ عرفان اور بابر تیاری کر کے آئے چونکہ عرفان وکیل ہیں اور وکیل کو سوال و جواب آتا ہے وکیل کو بولنا آتا ہے پھر بابر نے بدستور رابطہ رکھا، ایک دن انہوں نے کہا محسوس ہوتا ہے کہ آپ ہم سے ناراض ہیں میں نے کہا میں کیوں ناراض نہ ہوں گا کبھی آپ لوگوں نے اسلام کو نہیں اٹھایا پھر وہ خاموش ہوگئے یہاں تک کہ خطد احیون میں انہوں نے اپنے بارے میں شکایت نیٹ پر دیکھی یہاں سے وہ پریشان ہوگئے وہ ملک اعجاز کو بزرگ قائد وفد اور عرفان کو وکیل بنا کر لائے تھے عرفان آگے بڑھے اور کہا کہ کیا آپ نے کہا ہے کہ ہم نے آپ کو

استعمال کیا ہے میں نے کہا کیا استعمال نہیں کیا تھا پھر کہا آپ نے کہا کہ ہم غالی ہیں تو میں نے پوچھا آپ شیعہ ہیں یا نہیں جواب دیا شیعہ ہیں تو میں نے کہا شیعہ غالی ہی ہوتے ہیں، یہاں سے رسمی طور پر علیحدگی شروع ہوگئی۔

انسان کو حیوانات سے اشرف اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ حیوانات جیسا نہیں کہ جہاں سے آواز سنے وہاں چلا جائے اور ہر پکارنے والے کو کہے لبیک، جی حاضر ہوں، ہماری کیا حیثیت ہے، ہم کیا جانیں، آپ جو فرمائیں اس کی تعمیل کرنا اور آپ کی کرنا اطاعت کرنا ہمارے اوپر فرض ہے ایسا کہنے والا حیوان سے بھی بدتر ہوتا ہے کیونکہ انسان عقل رکھتا ہے جو شخص عقل کو استعمال نہیں کرتا ہے وہ شکل میں انسان ہے حقیقت میں حیوان ہے۔

اس معاشرہ انسانی میں رہنے والے انسان ہونے کے باوجود دو تہائی عقل کے استعمال سے محروم رہتے ہیں جو عقل استعمال نہیں کرتے مذاہب باطلہ والے ان کے پیچھے صیاد و شکارچی چھوڑتے ہیں اور پھر تعقل و تدبر نہ کرنے والے ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں قدیم زمانے سے ایک تنظیم بنام باطنیہ کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کا نام اخوان صفاء ہے جو لوگوں میں گھل مل جاتے اور ان کی نفسیات کا درست مطالعہ کرتے تھے۔ پھر ان کی کمزوریوں کا مطالعہ کرتے ہیں پھر اس دروازے سے ان کو اپنی طرف بلاتے ہیں ۱۷۵۸ء میں مغرب میں ایک انقلاب آیا اس نے بھی انسانوں کا شکار شروع کیا انہوں

نے تین گروہوں کو اپنے جال میں پھنسایا ایک جاہل انسان، دوسرا عورتیں اور تیسرا کم عمر بچے ہیں ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے بچے اور خواتین مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں۔

یعنی جن کے چہروں سے نجابت اور شرافت کے نظر آتی تھی انہیں معصومین کہنے سے مراد یہ نہیں کہ گناہ نہیں کرتے ہیں یا ان کے اندر گناہ کے بیکٹیریہ یا وائرس نہیں، اس لئے نہیں کر سکتے ہیں یا انہیں استثناء حاصل ہے وہ معصومین اثنا عشری والے بھی نہیں بلکہ انہیں معصومین کہنے سے مراد معصومین اسماعیلی ہے۔ اسماعیلی اپنے امام کو معصوم کہہ کر تمام جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں چنانچہ ان لوگوں کے مرحوم آغا عارف، آغائے محسن نجفی اور آغائے ساجد کے حلقے میں ہونے سے نماز وروزہ کی پابندی ریش وداڑھی اور دینی سوالات سے ہم سمجھتے تھے یہ لوگ بہت دین دار ہیں جو دین سمجھنا چاہتے ہیں لیکن گزشت زمان کے بعد معلوم ہوا یہ ایک لشکر ہمج الرعاع تھے جہاں جہاں اجتماع ہوتا وہاں کی محفل انہی سے پر ہوتی تھی مدرسہ امام خمینی میں، عاشورا میں اور درس انجیل میں یہ شرکت کرتے تھے خوجوں کی مرجع پرستی کی کلاس میں، خرافات واحکامات وفتواجات فقہ کی کھچڑی کے نونہال شاگرد یہ لوگ تھے خود کو دیندار دکھانے والوں کا پہلا منصوبہ انگلش میڈیم سکول تھا انہوں نے اپنے بچوں کو غلات کی دینیات کیسانیہ سکھاتے ہوئے آخر میں این جی اوز کے چندے کی

خاطر ویلفیئر ٹرسٹ کھولے ہیں یہ ان کے امام ظہور امام زمانہ تھے۔

اعجاز بلوچ:۔

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں بلکہ چندیں دفعہ عرض کر چکے ہیں جناب اعجاز صاحب کے معصومانہ چہرے کے باعث مجھے ان کے برے ساتھیوں پر اعتماد کرنا پڑا۔ دوسرے اعجاز بلوچ تھے وہ بھی کتاب خرید کر میرے ساتھ تعاون کرتے تھے میرے ساتھ تعلقات باقی رکھنا چاہتے تھے لیکن اعجاز بلوچ، عرفان حبیب اور اقبال بابر جو میرے لئے اچھے دوست تھے اس میں کوئی جائے شک نہیں رہا ہے لیکن اگر پڑھتے تو یہ تینوں پڑھنے سمجھنے اور یاد رکھنے کے لئے نہیں پڑھتے تھے اس کا معنی یہ کہ آپ لوگوں میں مذہبی غیرت کا فقدان تھا جب ایک شخص نے آپ کے مذہب کی اساس اور بنیاد کو چیلنج کیا ہے تو آپ کا فرض بنتا تھا کہ آپ ان موضوعات پر کتابیں خریدتے ملک میں موجود علماء سے نشستیں رکھتے اور اپنے عقائد سے دفاع کے لئے بتائے گئے دلائل کو نوٹ کرتے پھر یہاں آ کر مجھ سے بحث کرتے۔

ایک دفعہ اعجاز بلوچ گھر میں ایک بستہ کتاب ساتھ لائے تھے میں نے پوچھا یہ کیا ہے کہاں سے لیا ہے ان کے سامنے کھول کر دیکھا تو پتہ چلا غالیوں کا نصاب الحادی تھا جو بچوں کو پڑھانے کیلئے لائے تھے۔

۲۔ نوکری سے پنشن ہونے کے بعد جناب شیخ محسن کی سرپرستی میں

المصطفیٰ ویلفیئر این جی او زکھولا ۔ چنانچہ واہ میں مہدی شاہ نے بتایا تھا جب تک اعجاز بلوچ ہمارے سر پرست ہونگے آپ کو کوئی مسئلہ پیش نہیں آئے گا لیکن میں ان کے اپنے کردار اور گفتار سے مایوس ہو گیا ہوں ۔

یہ لوگ دین شناسی کے متعطش نہیں تھے بلکہ میرے عقائد و نظریات کو اگلنے کے بعد تے شدہ کو اپنی حفظات میں محفوظ کر کے ارباب کو بتایا ان کے عقائد و نظریات ہم نصیریوں شیخیوں کے لیے بڑا خطرات ہیں چنانچہ انہوں نے قرآن کے ذریعے قرآن کو تحریف کر کے عقائد غلات کو ثابت کرنے کے لیے قبلہ نجفی کے ابلاغ المبین پر درس و سوالات کا سلسلہ شروع کیا ۔ جو جوابات کے لیے نہیں تھا بلکہ کارکردگی دکھانے کے لیے تھا

۳ ۔ میرے عقائد و افکار و نظریات کے ساتھ دروس غلات بھی لیتے تھے ۔

۴ ۔ جب میری کتابوں کے مندرجات کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگا ہمیں قم سے آنے والوں پر حیرت ہے کہ وہاں کیا پڑھ کر آتے ۔

۵ ۔ وہ میری کتابیں اچھی تعداد میں مہنگی قیمت میں خریدتے تھے جب مجھے احساس ہوا وہ کتابیں صرف مجھے اندھیرے میں رکھنے کیلئے خریدتے تھے تو معلوم ہوا وہ بھی اخوان صفاء میں ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ اپنے عقائد کو مت چھوڑو ۔ سخاوت صاحب اس جماعت و گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو میرے گھر

کو اپنا خانہ یا کاروان سرا یا عربوں کے راستے میں مسافرین کیلئے بنائے گئے مہمان جیسا بنایا ہوا تھا میرے گھر کی ویرانی بربادی کے لئے مقدمات بناتے تھے بعض مجھے میرے بارے میں غلاظت گوئی کرتے تھے بعض نقد وانتقاد کا نشانہ بناتے تھے خاص کر بہت سے علماء سے میرے بارے میں معلومات جمع کرتے تھے الحمداللہ اللہ نے خود یہ بلا ہم سے رفع کیا تھا، آج ہم سے واسطہ نہیں رہا لیکن سخاوت ایک خاموش طبع انسان تھے اس وقت آپ پیشہ پیش نہیں تھے ان سے ہم نے کوئی بدگوئی نہیں سنی کبھی کبھار ہم سے خیریت معلوم کرتے رہا کبھی کتابیں خریدتے تھے مجھے معلوم نہیں کہ وہ کتابیں بھی پڑھتے تھے یا نہیں اس نے اپنے دو بچوں کو ہمارے پاس بھیجنے کے لئے بار ہا کہا تو میں نے کہا نابالغ بچوں کے سرپرست کے بغیر نہیں رکھتا ہوا گر آپ ساتھ آنا چاہیں تو آجائیں پھر پچھلے سال پھر آنے کی خواہش کی پھر ہم نے وہی بات کی ابھی رجب کے آخری میں اسنے ہمارے دوست کے ذریعے پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے منتظر کو چند دن کیلئے بھیج رہا ہوں اس کو قرآن کے بارے میں کچھ سکھائیں ہم نے کثرت وتکرار رد سے شرمندہ ہو کر موافقت کی وہ اٹھائیس رجب ۱۴۳۹ھ کو اپنے پھوپی زاد بھائی کے ساتھ جس کے آنکھوں میں میرے لئے غم وغصہ بھرا ہوا تھا وہ پاکستان کے ایک جید بڑے عالم دین کے فریفتہ وشیعہ ہے ان کی حمایت ووفاداری کی خاطر ہم سے دشمنی کرتے تھے وہ منتظر کو لے کے

آئے پہنچنے کے بعد فوراً میرے نظریات کو اگولانے اوو ریکارڈ کرنے کے لئے دو موبائل فون رکھتے تھے ادھر سے ادھر سے پوچھتے تھے ہم موبائل سے اس لئے ڈرتے تھے چونکہ ہماری عقائد و نظریات ساٹھ ستر کتابوں کے قریب میں آ چکے ہیں ملک میں میری نظریات پھیل چکی ہے بلکہ ملک سے باہر بھی پھیل چکی ہے انھیں وجوہات کی بنا پر اندرون خانہ محصور کیا ہے انھوں نے ہماری اولاد کو ہم سے دور کیا ہے میری کتابوں کو بندش کیا ہے میں انکار یا توڑ موڑ تو نہیں کر سکتا ہوں میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ میرے بیان کو غلط سلط پیش کیا ہے یا میری مراد نہیں تھا میں نہیں کہہ سکتا تھا خلفاء کے خلاف بدزبانی نہیں کر سکتے تھے لیکن جب ادھر ادھر سے چھلانگ مار کر کرتے تھے۔ دلائل سننے کی صلاحیت لیاقت قدرت نہیں رکھتے تھے جب ان کے عقیدہ بوندھا روئی ہو جاتے تو غصہ برداشت کر کے سعا بیون جیسا مسکراہت کرتے تھے میں اسلئے ڈرتا تھا وہ کاٹ کوٹ کر کے دلائل کو حذف کر کے ایک دو جملے کاٹ کے سرخی بنا کر غلات کیسانی اسماعیلیوں کے لئے موبائل پہ دیدیں اور برملا سبّ وشتم کرے تو میرے سے دفاع کرنے والا کوئی نہیں پہلے سے محصور کے خلاف ایک شور شرابہ کریں گے تو اس وقت میرا کیا حشر ہوگا یہ تمام خوف و ہراس ہو تے ہوئے ہم نے ان سے کہا یہ جو نص کی بات آپ کرتے ہیں وہ آیات متشابھات سے استناد ہے آیات متشابھات سے استناد سنت منافقین رہی ہے وہ

جانتے تھے کہا کہ میں امام مہدی کے تصور کے خلاف کتاب لکھ چکا ہوں ریکارڈ میں ان کے پھوپی زاد بھائی نے اپنا نام عاشق بتایا۔

امام مہدی کے بارے میں کچھ بتائیں میں نے کہا نہ مہدی ہے نہ مہدویت یہ مفاد پرستوں کی شعار ہے قبلہ آغا جواد اس کا چکر چلا رہے ہیں ان کی برائی خرابی تنہا دعوائے نص دعوائے مہدی یا یے مہدویت تنہا نہیں بلکہ تاریخ کے فاسد ترین انسانوں کو وہ اپنے ہیرو و قائد سمجھتا ہے مثلاً مختار اپنے دور میں فاسد ترین انسان تھے وہ اور حجاج بن یوسف دونوں ثقفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے مختار کل قتل عام میں حجاج کے ساتھی۔ جرم و جنایت میں دونوں بھائی ہیں جس نے امام حسین کی نمائندے کو اپنے گھر میں مہمانی بنایا جب دیکھا کوفہ امام حسین کے حق میں جا رہا ہے جب عبید اللہ بن زیادہ کوفہ میں آنے کی خبر سنی تو گھر کے مہمان کو گھر سے نکالا خود چھپنے کے لئے دیہات میں گئے جب عبید اللہ زیاد نے مخالفین کے لئے امان خانہ خیمہ نصب کیا ہے تو مختار اس خیمہ میں آگے بیٹھے اس غدار ضرار عبید اللہ کی پناہ میں آنے والے کیلئے خیمے میں پناہ کے لئے برخوردار کہنے لگے کہ وہ امام حسین کے لئے انصار بنانے گئے تھے یہ اپنے آپ کو اثنا عشری کہتے تھے اثنا عشری نقاب قرمطیان اثنا عشری از روی عقائد اسماعیلی تصوراتی اور وجودی دونوں میں نام عقول مفقود فرقہ ہے۔ اثنا عشری کا بانی محمد بن نصیر نمیری ہے جس نے نصیریت پھیلائی ہے جس نے پہلے

امام کا دربان نائب متعارف کیا ہے جب لوگوں نے اس کو مسترد کیا تو انھو ں نے خود کو اللہ بنا کر کہا میں اللہ ہو یہ ان کے حامی ہے۔

کہتے ہیں نصیری اثنا عشری ہے اب یہ برخوردار اوران کا ٹولہ اثنا عشری عقیدہ کیسانیہ رکھتے ہیں بداء امام مہدی رجعت عسمت کے قائل ہے رجعت امام مہدی کے رجعت کے قائل ہے یہ دونوں عقائد کیسانیوں کے بنیادی عقائد میں سے ہے تمام عقائد کیسانیوں کے عقائد ہے لیبل اثنا عشری کا لگاتے ہیں جیسے محمد بن نصیری بدنام ہوا پھر دسویں صدی کے آغاز میں اسماعیل صفوی نے جو پہلے صوفی تھے حکومت عثمان کے مقابل مین اثنا عشری کا اعلان کیا اور اس حکم کو خود اس وقت کے شعہ علماء نے منع کیا تھا اس کے باوجود خون تلوار کے ذریعے اس نے سنیوں کا قتل عام کیا جس طرح پہلے معزالدین نے مصر میں شیعوں کو قتل کیا تھا۔ بغداد میں معزالدولللہ نے سنیو کو قتل کیا تھا اسی طرح اسماعیل صفوی نے سنیوں کو فارس میں قتل عام کیا یہ ان کے بھی تمجید کرتے ہیں ان کا سلسلہ اہل بیت اطہار علی واولاد صالحیں حضرات زہرا حسنین سے دور کا واسطہ نہیں ان کی سیرت پاک کے خلاف یہ ذوات چندین باران کے قائدین سے برات کا اعلان کیا اس وقت سے ابتک اسلام کے نظام کے خلاف الحادیوں کے حامی اور ووٹر ہے۔

محمد بن نصیری النمیر ی کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبداللہ

ابی خلف اشعری قمی تحقیق محمد جواد مشکور تیسری چوتھی صدی کے کتاب مقالات والفرق کے ص ۲ پر لکھا ہے ایک فرقہ محمد بن نصیر نمیری کی نبوت کے قائل تھے محمد بن نصیر نمیری نے خود نبی ہونے کی دعویٰ کی بہ اباحہ محارم تھے نکاح رجال و رجال کے قائل تھے۔

کتاب مقالات سعد الدین شعری ص ۱۰۰ سر شروع ہوتا ہے امام حسن عسکر کے وفات کے بعد شیعہ ۱۵ فرقوں میں بٹ گئے ان میں سے ایک فرقہ محمد بن نصیر نمیری کا فرقہ ہے یہ ملحد مدعی اللہ نبی نے اباحہ محرمات کے قائل ہے۔ سخاوت اخوان سے تعلق رکھنے والوں میں سے تھے لیکن خاموش طبع پڑھانے کی شوق کم دیکھائی دیتے تھے دروس میں شرکت کرتے تھے لیکن پیچھے رہتے تھے ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی تھی، دوسروں سے کٹنے کی دوران وہ ہماری کتابوں ثقلین اور علمدار جیسے باطنیہ کے حیالے کو کتب فروخت کرنے میں اچھا کردار کیا یہاں تک ہم نے ہی ان کو منع کیا نیز میری تازہ آنے والی کتابوں کی چند نسخے خرید تے تھے لیکن پڑھنے والوں کی تا ثرات مثبت منفی سامنے نہیں آتی یہاں تک ان کے بھائی کا میرے سے تعلق کٹنے کے ناگوار گزرے نیز ان کے بھانجے پہلے سے ہی مجھے برداشت نہیں کرتے تھے بھائی اور بھانجے اور بیٹے منتظر رتینوں مل کر ان پر دباو ڈالا کہ ہم سے الگ ہو جائیں سخاوت کا ہم سے الگ ہونے کے بعد مجھ پر کوئی اثر مرتب

ہونا نہیں تھا لیکن ان تینوں کے اندر پوشیدہ کثافت خباثت ظاہر ہونا نہیں تھا سخاوت پر دباوڈالا کہ وہ ہم سے الگ ہو جائیں۔

چنانچہ یہاں تک سال ۱۴۳۹ھ شعبان کے کہنے میں اس نے اسے بیٹے کو ظاہری طور پر کچھ سیکھے اندر سے مجھے سے اگلوانے کیلئے بھیجا تھا اس میں ظاہری طور پر منتظر تنہا نظر آتے تھے لیکن اندر سے ثالوث نامقدس تھے ان کے چچا اکبر دوسرا ان کا پھوپی زاد بھائی عاشق ان کے آنکھوں میں خون دل میں حقد و کینہ سے مملو تھے اس کا اندازہ ان کے خود زبانی پتہ چلا انہوں نے خود کہا کہ سعید حیدر کی بیوہ کے پاس گئے تھے زیادہ کچھ نہیں بتایا لیکن بعض کلمات بہت مطالب مبہم و مجمل کا حادی ہوتے ہیں۔

ایک نامحرم چکوال سے تعلق رکھنے والے عرصہ بیس سال سے زائد گزرا ہوا مسائل کی رشتہ ڈونڈنے کا مطالبہ کیا بہرحال اگر میں اتنے سال ان کے برائیوں خرابیوں کو نہیں اچھالا لیکن میری دشمن مخالف ان کو اٹھا کر میرے چہرے کو داغ دار بنانا چاہتے ہیں پس پردہ کتنے لوگ میرے خلاف سرگرم ہونگے خاص کر ناظم آباد کے حلقہ اخوان صفا ان کے پس پشت یہاں قبضہ کئے ہوئے تھے خاص عقیل حسین خوجہ وغیرہ تو میرے بارے میں معلومات سعید سے لیتے تھے ان کے خاطر یہاں آتے تھے مجھے بھی کچھ نہ کچھ بطور احتیاط اپنے سے دفاع کرنا ضروری ہے۔ سلسلہ میں عرض ہے سعید حیدار کو دارالثقافہ

اسلامیہ لانے والے ڈاکٹر حسین کنانی حفظ اللہ تھے وہ میٹرک پاس تھے شاید کتاب ہم نے لکھنی تھی ڈاکٹر صاحب تصیح کرتے تھے سیع دسعید پرس وغیرہ دفتری کام کے کرتے تھے ان میں اس سے زیادہ صلاحیت نہیں تھے ایک ہزار تنخواہ سے شروع کیا عقیدہ میں اسماعیل آغا خانی تھے سیاسی طور پر پی پی تھے اسماعیل کی طرف سے میرے اوپر کڑی نگرانی رکھتے تھے باہر سے آنے والی خطوط کو خود کھولتے تھے ٹیلی فون خود اٹھاتے تھے۔ بینک میں برائے نام دستخط دونوں چلتی تھے لیکن چیک بلینک ہوتا تھا کتب فروش سے حاصل رقم بھی خود وصول کرتے تھے۔

۴۔ میں جب حج کو جاتا تھا وہ دفتر ایک گھنٹہ کے لئے آتے تھے۔

۵۔ ان کی ازدواجی اخراجات مکان خریدنے تک میں دو دفعہ معاونت میں پانچ لاکھ بھی دیا۔

٦۔ اس کو حج پر لے گئے چندین دفعہ، میں ان کو اپنی وصیت نامہ ان کے ساتھ نیک سلوک کی وصیت کی تھی لیکن اندر سے برے عزائم خاص کر مارو کسیس کی خیانت رکھتے رہے خود حلقہ تنظیم بناتے رہے اپنا رسالہ جاری کیا ہوا تھا اس کے اخراجات دارالثقافہ سے کرتے تھے۔

۷۔ آخری وقت میں خود مالک مجھے بے دخل کرنے کی تیاریاں کرنا شروع کیا تھا مجھے ذلیل وخوار حقارت کی نظر سے دیکھنا بولنا شروع کیا تھا تو میں

نے ان کے پاس بیٹھا چھوڑ دیا یہاں اللہ نے ان کے دل میں القاء کیا ان سے الگ ہو جائیں یہی موقعہ ہے دار الثقافہ فاتحہ خوانی کریں۔

بابر اقبال:۔

جناب اقبال بابر صاحب سماعت میں زیادہ اور بولنے میں کم گو انسان ہیں اس لئے ان سے کلمات لغزش کم نکلتے ہیں جب بھی ان کو ڈانٹتا ہوں خاموش ہو جاتے ہیں انہوں نے ہماری تمام کتابیں خریدیں ہیں لیکن پڑھنے کا کوئی خاص آثار و نشانی نہیں ملی آپ عناوین کو دیکھتے تھے کہ شیعہ عقائد کے خلاف کیا لکھا ہے یہ دیکھنے کے بعد بے تاب و بے قرار ہو کر فوراً فون کرتے تھے کہ آپ نے یہ کیا لکھا ہے اس کی کیا ضرورت تھی جس طرح حیدار حسین ہیں کہ قیمت جتنی بھی کہیں، دیں گے لیکن کتاب میں شیعوں پر تنقید دیکھ کر بند کرتے ہیں، بابر صاحب بار بار ہم سے کہتے تھے کہ کوئی کام ہے تو ہم کو بتائیں چنانچہ ہماری خواہش پر یہاں آئے بھی تھے ایک دن ٹھہر کر چلے جاتے تھے میں برادران کے ساتھ کام کے لیے واہ گیا تو کبھی مجھ سے سن کر کبھی باہر کسی سے سن کر وہاں پہنچے۔ چیچہ وطنی سے واہ میں صرف مجھے ملنے کی خاطر آنا معنی ضخیم رکھتا ہے میں بہت خوش تھا کہ کام زیادہ ہو جائے گا بلکہ الٹ ہو گیا کہ جتنا وہ میرے پاس بیٹھے حالات حاضرہ اور باہر کے سوالوں میں الجھا کر میرے کام خلل کا باعث بنتے تھے جلدی واپس جانے کا کہتے تھے میں حیران ہو گیا کہ

آخر اتنی دور سے کیوں آئے ہیں۔

آزادی رائے اور آزادی صحافت کی حقیقت ممتاز قادری کی تشیع اور پاناما لیکس کے بعد کھل کر سامنے آگئی ہے۔اخوان صفاء معاصر پاکستان کی علم دوستی اور نفاقی دین کا نقاب چندین بار بے نقاب ہو چکا ہے

جناب برادر دانشمند آپ کے خط نے مجھے آپ کے حلقہ احباب کی فکر اور سوچ جو میرے ذہن کے کمپیوٹر میں بار بار نمودار ہوتی تھی ان سب کے بارے میں اظہار خیال کرنے کا موقع فراہم کیا اس حوالے سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے آپ کے سوالات کے جواب دینے میں اتنی تاخیر کی ضرورت نہیں تھی میں آپ کو ٹیلی فون پر گفتگو سے قانع کر سکتا تھا کیونکہ آپ لوگوں میں اتنی طاقت ومباحثہ ومجادلہ نہیں آپ لوگ اپنے زعماء کی حاکمیت کے اندر بے بس لوگ ہیں اس لیے یہ ممکن نہیں کہ آپ لوگ علماء سے مناظرہ مباحثہ کریں میں ہی تھا جس نے آپ لوگوں کے سوالات کو پذیرائی دی جسے آپ حضرات نے میری احساس کمتری سمجھا۔غرض مجھے آپ لوگوں کی دین شناسی ودینداری پہلے دن سے مشکوک نظر آتی تھی اگر اس میں اخلاص ہوتا تو ملک میں سوچ سمجھ کر ایک دو علماء کو انتخاب کرتے جو آپ کے دلوں میں موجود تصورات کا جواب پیش کرتے جہاں کہیں بھی مولوی نے چند افراد جمع کیے تھے آپ کی جماعت وہاں پہنچی اس طرح سے آپ لوگ خرافات پرور تھے پاکستان میں دین میں

خرافات انحرافات پھیلانے کا سہرا مولوی جان علی شاہ کو جاتے ہیں ایام عزاء میں اپنے مخصوص انداز میں محض متاثر کرنے والا مواد بائبل کے دروس، کمپیوٹر کورس اور مصائب امام پر رلانے والی کہانیوں کے دلباختہ تھے دین کو اپنے پسند مراجع تک محدود کرتے تھے ایک کو گرا کر ایک اٹھانے مجتہدین کے فتویٰ کے بعد قرآن اور سنت سے بے نیاز بنانے کا ماہر یہی حضرات تھے کوئی محفل چاہے انقلابی ہو یا ضد انقلاب سیاسی ہو یا علمی تحقیقی آپ لوگ اس کے خریدار تھے۔

۳۔آپ حضرات جناب مرتضی زیدی صاحب کے سیاسی وسائنسی خبروں، قومی و بین الاقوامی کالم نگاروں کے پیشن گوئیوں سے مرکب کھچڑی، چٹنی اور اچار کو جدید تحقیقات کا درجہ دیتے تھے اور ان کو نابغہ روزگار مانتے تھے۔

۴۔مہدی شاہ نے مجھے یہ فارمولا پیش کیا کہ میرے ناخلف بیٹے محمد باقر کوان کے پاس اپرنٹس لگائیں جبکہ وہ پہلے سے شبیر کوثری کے ہاں ہاؤس جاب پر تھے۔

۵۔آپ لوگ لشکر ابرہہ جناب مظہر کاظمی میں تھے آپ لوگ ان کو دو دفعہ واہ چھاچی محلے میں لائے تھے جہاں ایک تجویز لے کر آئے تھے کہ اب شرف الدین اجتماعی طور پر حالت احتضار میں ہیں گرچہ علماء فقہاء حالت احتضار یا مرض الموت کی وصیت میں تردد کرتے ہیں بعض وصیت ثلث میں نا

فذ ہوتی ہے، مجھ سے وصیت لینے آئے تھے کہ میں اپنے ادارے کا وصی آپ لوگوں کو بناؤں۔ دوسری دفعہ آپ پانچ برادران کو لے کر آئے جس میں میری کتاب قرآن و مستشرقین کو فروخت سے روکنے کیلئے آئے تھے ظاہر طور پر کہا اس میں بہت غلطیاں ہیں تصیح کرنے کی ضرورت ہے لیکن بعد میں تحلیلات سے پتہ چلا مسئلہ ناسور قادیانی گرائی تنگ کرتے تھے۔

۱۔ پہلے مرحلہ میں اعجاز بلوچ سے کہہ کر کتاب فروخت کرنے سے رکوایا۔

۲۔ دوسری دفعہ سیرت آئمہ کے تأسی کر کے وقت حالات کے تحت کام کرنے کی ضرورت کی ہدایت کی یہ کتاب ہے یہ سیرت آئمہ کے خلاف۔

۳۔ اس کو کسی سنی ادارے کی طرف سے آنا چاہیے وہ دل کی بات اظہار نہیں کر سکے اصل میں پریشانی قادیانی آغا خانی کی بات تھی جبکہ جناب عرفان صاحب نے تاویل و توجیہ پیش کی کہ وہ خود ہمیں لائے تھے نہ کہ ہم ان کو لائے تھے۔

جناب بابر اقبال صاحب آپ اس قانون کے نفاذ کے لئے بے تاب و بے قرار ہیں جسے پاکستان کے اس ایوان نے منظور کیا ہے جس کی تعریف اس کے ایک ممبر جمشید دستی نے یہ کی ہے اس کے نمائندگان کو کلمہ اسلام پانچ وقت نماز میں دو دفعہ پڑھنے والی سورہ فاتحہ تک نہیں آتی ہے جنہوں نے اس

ملک کی دولت کو اغیار کے ہاں جمع کیا ہے یہ ممبران وکی لیکس اور پانامہ لیکس کے ممبران ہیں ' آپ لوگوں کی مذہب بھی بے نظیر، زرداری، نواز شریف چوہدری شجاعت اور شہباز شریف کے مذہب سے مختلف نہیں آپ لوگوں کے رسالہ عملیہ میڈیا سمعی نظری ہے جو سرخیاں نظر آتے ہیں وہی مذہب کے اصول ہے جس قادری کو بحکم عدالت نہیں کیونکہ عدالت کی طرف سے سزا سننے والے بہت سے ابھی جیلوں میں جی رہے ہیں۔

یہ تو بحکم نواز شریف پھانسی کے دار پر چڑھایا گیا ہے۔ نواز شریف اور ان کی کابینہ یا مجلس عاملہ کی صلیب دوستی پہلے قادری کی پھانسی سے ثابت ہوئی کہ وہ کس حد تک قادیانیوں اور صلیبیوں کے دباؤ میں قادیانیوں کی حمایت کی جس کا سزا ان دنوں میں شوال ۱۴۳۹ھ میں خود انہی کو سنایا یہ وہ سزا ہے جو اللہ سبحانہ آج سے چودہ سال قبل قرآن میں نازل فرمایا ہے بعض سے بعض کو دفع کرے گا (حج۔۳۸)۔

جو سب وشتم واہانت وجسارت قرآن کریم ورسولؐ اللہ کے لئے کمر بستہ رہتے ہیں جنہوں نے آج سے دس سال پہلے آزادی نسواں وخاندانی منصوبندی، شریعت نامنظور بل اور حال ہی میں تحفظ خواتین بل منظور کیا ہے ان قوانین کی توثیق کالم نگار خورشید ندیم وغیرہ کررہے ہے اگر ایک سادہ شہری اس قانون کے نفاذ پر اعتراض کرے تو اسے توہین عدالت کی گرفت میں

لاتے ہیں' اور جو قانون اللہ نے اپنی کتاب لا ریب وھدیٰ للمتقین میں واضح و روشن انداز میں بیان فرمایا ہے اور جسے نبی کریمؐ نے اپنی حیات میں نافذ کیا ہے آپ اس کو اپنے جعلی وخود ساختہ قانون سے منسوخ بنانے پر تلے ہوئے ہیں حالانکہ خود اللہ تعالیٰ اپنی کتاب لا ریب اور خود مظلوم محروم بے بس مسلمانوں کا حافظ ہے۔

۲۷ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ ق کو نشر ہونے والے تمام اخبار و جرائد دنیا، پاکستان، ایکسپریس اور اوصاف خبریں وغیرہ نے اپنے پہلے صفحہ پر لکھا ہے عدالت عالیہ کے سرپرست اور دیگر فاضل ججوں نے اس غیر اسلامی وغیر اخلاقی اور ملک وملت کو پیچھے دھکیلنے نے والے آئین کا پول کھولا ہے جہاں چیف جسٹس نے فرمایا قانون کھلونا بن گیا ہے حکومتیں اپنے مفادات کیلئے قوانین بناتی ہے۔

کسی بھی ملک اور خاص کر اپنے ملک عزیز پاکستان میں حکومت چلانے کے اخراجات کا دباؤ مرکزی حکومت تاجروں اور صنعتکاروں کے ٹیکس سے پورا کرتی ہے لہذا وہ اس سلسلے میں ہمیشہ خطرناک اعلان کرتے رہتے ہیں کہ ٹیکس چوری کرنے والوں کو سخت سزادیں گے چنانچہ بہت سے افراد ٹیکس چوری کے الزام میں جیلوں میں بھی جاتے ہیں۔لیکن یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے بہت تھوڑا سا ٹیکس چوری کیا ہوتا ہے جن بڑے کاروباری حضرات

کا ٹیکس بہت زیادہ بنتا ہے انہوں نے ٹیکس سے بچاؤ کیلئے رقوم آف شور کمپنیوں میں جمع کی ہوتی ہیں یقیناً اس میں بھی خطیر رقم دی ہوگی یہ انہوں نے مفت میں تو نہیں دی ہوتی آخر میں یہ راز کھل گئے ہیں ان کے نام دنیا میں بطور مجرمین متعارف ہوئے ہیں اور آپ کے حوزہ علمیہ میں مقیم علماء و مراجع سے فتاویٰ لے کر آتے ہیں آپ کے لیے ان کو کامیاب بنانا واجب شرعی ہے ۔آج آپ کو ایک مجرم و فاسد و ملحد اسیر سزا یافتہ کو جیل سے چھڑا کر باہر بھیجنے کی تمہید بنانے والے ایک فاسد و ملحد و بے دین کے قصاص میں ایک مسلمان پابند نماز روزہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے کو تختہ دار پر لٹکانے کا قانون نظر آیا ہے۔

جناب برادر انسانی میں آپ لوگوں کو برادر دینی نہیں لکھ سکتا ہوں کیونکہ آپ مذہب پر ہیں دین سے آپ کا سروکار نہیں رہا ہے آپ حضرات میرے برادر انسانی بھی نہیں رہے ہیں کیونکہ آپ، عرفان، مرحوم عباس اور یعقوب واہ اور کراچی میں نیا ادارہ کھولنے اور اسکی شکل وصورت نوعیت بنانے اور اپنے لئے سرگرمیاں نکالنے یہاں آتے تھے کتنے دن یہاں ڈیرے لگاتے تھے میں اپنے ادارے کا کام روک کر آپ لوگوں کے کاموں کو آگے بڑھاتا تھا آج میرے ادارے پر آپ کے فرقے سے لب کشائی کی پابندی لگائی تو آپ لوگوں نے اس سلسلہ میں کردار ادا کرنے کی کوشش نہیں کی ہے حتیٰ یہاں تک

کہ میں نے آپ لوگوں سے کہا تھا قاموس سفری جو کہ ہمارے ادارے کی تالیف بھی تھی خاص قرآن سے متعلق تھی اس کے کچھ نسخے خرید کر جھولی میں رکھیں دوران سفر میں کوئی بھی پڑھا لکھا دین سے لگاؤ رکھنے والا نظر آئے تو اسے تحفۃً پیش کریں جواب دیا آپ کے نام اور آپ کے ادارے کے نام سے بات نہیں کر سکتے ہیں۔

میرا تعلق بلتستان کے غریب گھرانے سے تھا میرے اندر کسی قسم کی رشک وحسد والی کوئی بات نہیں تھی اس کے علاوہ میرا گھر کسی چندے سے نہیں بنا تھا امام بارگاہ ومدرسہ نہیں تھا کاروان سرا نہیں تھا اس کے باوجود آپ کی گوریلہ جماعت نے اس کو عزاخانہ، درس خانہ، مشاورت خانہ اور سینہ ماروں کا بھڑاس خانہ بنایا ہوا تھا ان مناظر غیر مالوف کی وجہ سے مجھے محلے والوں بلکہ حکومت کے ذمہ داران کی نظروں میں مشکوک گردانا گیا چنانچہ آپ میں سے بعض اس کام کیلئے گماشتے تھے، نجم، ذوالفقار اور مطاہر وغیرہ رہتے تھے۔

یہ سب کچھ ہم برداشت کئے ہوئے تھے کیونکہ ان کی سرپرستی غلام عباس، عرفان، بابر، مہدی شاہ، مختار شیرازی، اشفاق ومشتاق جیسے شریف لوگ کر رہے تھے میں نے سوچا ان سے کوئی دھچکہ نہیں پہنچے گا یہ لوگ مخلص لوگ ہیں لیکن ’’ **عند تقلب لاحوال یعرف جواهر الرجال** ‘‘ مصیبت کا پہاڑ گر کے زمین بوس ہوتے وقت مجھے پتہ لگا یہ سب دھوکہ باز تھے۔

ہم آپ سے کہتے ہیں آپ مسلمان نہیں مریں گے کیونکہ آپ لوگوں میں مسلمان مرنے کے کوئی آثار ونشانی نظر نہیں آتی ہے۔قرآن کریم میں آیا ہے مرتے وقت اسلام پر مرنے کیلیئے آمادہ رہو اسلام کو جان لو اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔آپ لوگوں کو اسلام اور مسلمین اور ان کے گرد ونواح سے چڑ ہی رہتی ہے آپ میں مظاہر اسلام نظر نہیں آتا ہے دنیا میں بہت یہودی و مسیحی بنے ہیں بہت سے مسیحی مسلمان بنے ہیں بہت سے سنی شیعہ بنے ہیں بہت سے شیعہ سنی بنے ہیں۔لیکن آپ لوگ اپنے مذہب پر مریں گے کیونکہ اسلام آپ کے روزانہ مستعمل ہونے والے ہزاروں کلمات میں شامل ہی نہیں ہے آپ کے بزعم آپ شیعہ ہیں آپ لوگ مسلمانوں کے دکھ درد میں شریک نہیں کیونکہ ان کے دکھ درد سے آپ کو خوشی ہوتی ہے آپ لوگوں کو ملحدین کے مرنے پر دکھ ہوتا ہے۔

بہت سے بے دین دیندار بنے ہیں اور بہت سے دیندار بے دین بنے ہیں ہم اور آپ شیعہ گھرانے میں پیدا ہوئے ،شیعہ مذہب سمجھنے کے لئے بے قرار و بے تاب رہے نجف پہنچنے کے بعد دیکھا کہ عراق میں کمیونسٹوں کی یلغار ہے شیعوں پر کمیونسٹوں کا قبضہ ہو چکا تھا عالم دین کے گھرانوں کے بچے کمیونسٹ ہو گئے تھے آل کاشف الغطاء شیخ محمد حسین کے فرزند کمیونسٹ ہو چکے تھے صحن امام کے پیش امام زاہد و پرہیز گار شیخ مشکور کے فرزند کمیونسٹ ہو چکے

تھے اس طرح خانہ بحر العلوم کے بچے کمیونسٹ ہو چکے تھے اس دوران مذہب کی غیور شخصیات آل حکیم، آل صدر، آل فضل اللہ اور مہدی شمس الدین جیسے نابغہ کو احساس ہوا کہ کمیونسٹوں کو روکنا شیعہ مذہب کے بس کی بات نہیں ہے۔ ممبر پر قابض خرافات گویان اس مذہب کو بچانے سے عاجز و قاصر ہیں شیعہ مذہب میں کفر کا مقابلہ دلیل و براہین سے کرنے کی صلاحیت نہیں ہے لہذا وہ خود کفر میں ڈھل گئے تھے لہذا بعض علماء کو احساس ہوا کہ انہیں اسلام کو اٹھانا چاہیئے ،کمیونزم اسلام کے قرآن کے خلاف ہے لہذا انہوں نے اسلام سے دفاع کیا چنانچہ مرحوم باقر صدر کی کتاب اقتصادنا اور فلسفتنا، مدرسہ اسلامیہ کلیہ اصول دین کے منشورات اس کے آثار ہیں۔ جناب بابر اقبال اور ان کے ہمنواء جان لیں اگر آپ پر مصیبت پڑ جائے اور پڑے ہی گی تو بادل نخواستہ اسلام ہی سے ان کو اپنا تعارف کرانا پڑیگا، ایران انقلاب شیعی آیا لیکن خطرات سے بچنے کیلئے انہوں نے اسلام کو سپر بنایا۔

جناب بابر اقبال آپ کے خط کا جواب لکھنا شروع کیا لکھتے لکھتے ایک کتاب کی شکل اختیار کر گیا آپ کے خط کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۴ جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ ق

از بابر اقبال چیچہ وطنی

قابل صد احترام

بنام شرف الدین علی آبادی

السلام علیکم !

حمد وستائش خدائے بزرگ و برتر کیلئے جس نے دنیا کے انسانوں کی رہتی دنیا تک ہدایت کیلئے آسان دلائل و براہین سے مرجع و مربع کتاب معجزہ سے نوازا ہے بے پایان درود وسلام محمد و آل محمد پر اوران کے باوفا اصحاب ومہاجرین پر کہ جنہوں نے آپ کی دعوت پر دین اسلام کو قبول کرنے اور ہجرت کرنے میں مسابقت اختیار کی اور اپنی محبت ونصرت کو صلح و جنگ میں باقی رکھا چنانچہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کے مخلصانہ کارناموں کو سراہتے ہوئے اپنی کتاب جاوید میں ذکر فرمایا تا کہ رہتی دنیا تک کے لئے مثال ونمونہ رہیں۔ خدائے بزرگ وو برتر سے دعا ہے کہ آپ کو اجر عظیم سے نوازے کیوں کہ آپ کی وجہ سے مجھ جیسے خطا کار انسان جو کہ فرقہ پرستی کے قعر مذلت میں گم تھا آپ کی قربت میں زانوئے تلمذ کی ناکافی کوشش کے نتیجے میں فرقہ پرستی کے بت کو توڑنے میں کسی حد تک کامیاب ہوا اور خود کو مسلمان کہلانے میں فخر محسوس کیا اور خدائے بزرگ برتر سے دعا ہے کہ یا اللہ ہمیں مسلمان ہی مارنا۔

اس کے بعد آپ کا دوسرا خط جو کہ شعبان ۱۴۳۸ھ میں موصول ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابر اقبال

۱۹ شعبان ۱۴۳۸ھ

بنام استاد ذی وقار آقائے علی شرف الدین علی آبادی

اس وضاحتی خط کے لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیوں کہ آپ کے نقطہ نظر کے مطابق ہم وہ لوف ہیں جنھوں نے آپ سے رابطہ قائم رکھتے ہوئے تقی شاہ ملتانی جیسے افراد سے بھی رابطے رکھے اور ایک درپیش مسئلہ (ایف۔آئی۔آر) کیلیۓ ان جیسے افراد سے رابطہ بنایا اور اس کے ردعمل کے طور پر آپ نے ہم جیسے آلودہ فکر ونظر اور منافقت پر مبنی طرز عمل رکھنے والوں سے ہر قسم کے روابط یہاں تک کہ ٹیلی فون سننا بھی ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔اس سلسلے میں درج ذیل وضاحتیں پیش ہیں۔

۱۔مؤرخہ ۲۴ جمادی الثانی جامع المنتظر میں ایک پروگرام ہوا جس میں شریک افراد میں سے کسی ایک نے ملک اعجاز صاحب کو اطلاع دی کہ آغا شرف الدین صاحب کے خلاف تھانہ سمن آباد لاہور میں توہین مذہب و رسالت وغیرہ کے قانون کے تحت ایف آئی آر کٹ چکی ہے۔انھوں نے مجھے اور عرفان بھائی کو اطلاع دی کہ یہ معاملہ ہوا ہے میں نے عرفان بھائی کو کہا کہ آپ تھانہ جا کر ایف آئی آر کی کاپی لے کر آئیں وہ تھانہ میں سے ایف آئی آر

کی کاپی لے آئے۔ انھی دنوں آپ سے میری ٹیلی فون پر بات ہوئی تھی جس میں آپ نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ آئی او کا کنونشن دیکھنے لاہور جائیں گے میں نے کہا تھا نہیں آغا صاحب مشکل ہے کوئی پروگرام نہیں ہے۔

۲۔ ایف آئی آر والے معاملے کے بعد میں نے اور عرفان بھائی نے ملک اعجاز کے پاس لاہور جانے کا فیصلہ کیا وہاں پہنچ کر ہم نے کنونشن گاہ جانے کا فیصلہ کیا وہاں پر ہم نے کسی کے توسط سے بلکہ نسیم کاظمی کے توسط سے تقی شاہ صاحب سے ٹیلی فون پر بات کی بات اسی طرح ہوئی کہ آغا صاحب آپکے خلاف مولانا امتیاز کاظمی نے توہین رسالت ۹۵۔C کے تحت ایف آئی آر کٹوائی ہے کیا آپ کے ادراک میں ہے کہ ہائی کورٹ میں جب بات کھلے گی تو علم اور گھوڑے اور دیگر چیزیں زیر بحث آئیں گیں اور یہ تمام چیزیں جب عدالت میں زیر بحث آئیں تو لامحالہ تمام فرقوں کے لوگ اس صورت حال سے لطف اندوز ہونگے اور ہم نے کہا کہ آپ ان چیزوں کا دفاع قرآن وسنت کی نظر میں کیسے کر پائیں گے؟ انہوں نے کہا کہ آپ مصنف کی وکالت کر رہے ہیں آپ کیا وہاں پر ان چیزوں کا دفاع کریں گے ہم نے کہا کہ ہم بالکل کریں گے۔ انہوں نے سوال کیا کہ مصنف سے بات کر کے آپ اس موقف سے تھوڑا پیچھے نہیں جا سکتے ہم نے کہا کہ مصنف تختہ دار پر تو جانا گوارہ کر سکتے ہیں لیکن اپنی تحریر سے پیچھے نہیں جا سکتے۔ الغرض انہیں ہم نے باور کرانے کی

کوشش کی کہ آپکے ذاکر و مولوی صاحب ہر روز بر سر منبر توہین مذہب و توحید رسالت کا ارتکاب کرتے ہیں اس طرف بھی کبھی آپ کی توجہ مبذول ہوئی ہے اور بس یہ باتیں ہماری ٹیلی فون پر ہوئی ہیں۔

(III) اس ایف آئی آر کے حوالے سے ہم نے محمد علی شاہ صاحب واہ کینٹ والے ان سے بھی بات کی بہر طور آغا صاحب غلط یا صحیح ہم نے ہائی کورٹ میں اس کا دفاع کرنے کا پروگرام بنایا اور ساتھ میں نام نہاد بڑے بڑے علماء مثلاً حافظ ریاض صاحب ان پر پریشر ڈالنے کا پروگرام بنایا تھا ۔تھانے والوں پر پریشر قائم کرنے کا پروگرام بنایا وہ اس طرح وکلاء حضرات کے وفود تشکیل دے کر اور کم و بیش سو افراد پر مشتمل سول سوسائٹی کے افراد اکٹھے کر کے تھانے والوں کو باور کرایا جائے مسئلہ اتنا سادہ نہیں ہے کیوں ایک بندے کے خلاف توہین رسالت کی ایف آئی آر کٹی ہے۔ کیوں کہ تھانے والوں نے کئی ماہ تک ایف آئی آر نہیں کاٹی پھر مولانا امتیاز نے عدالت سے حکم نامہ جاری کر کے ایف آئی آر کٹوائی تھی۔

(iv) اس تمام تر صورت میں جو ہم سے غلطی سرزد ہوئی وہ یہ تھی کہ ہم نے آپ کو آگاہ نہیں کیا ہمارے ناقص ذہن میں یہ بات آئی کہ آغا صاحب پہلے بڑے پریشان رہتے ہیں لہٰذا ایک نئی پریشانی میں انہیں فی الحال نا ڈالا جائے اگر بات سنجیدہ ہوتی ہوئی نظر آئی تو پھر انہیں آگاہ کریں گے وہ بھی ملاقات

کے ذریعے انہیں صورت حال سے آگاہ کریں گے۔

(v) اس صورت حال کے بعد میری ٹیلی فون پر آپ سے بات ہوئی آپ شاید جذبات میں آ گئے مجھے جو کچھ کہا میں نے تو بالکل محسوس نہیں کیا لیکن غصے میں اگر آپ نے شاید بات بھی نہیں سمجھی آپ نے شاید یہ سمجھا ہم حافظ ریاض یا تقی شاہ کو وسیلہ بنا کر ان سے صلح کی بھیک مانگنے جا رہے ہیں حالانکہ ایسی قطعاً کوئی بات نہیں تھی بلکہ ہم نے تو اپنی طرف سے تقی شاہ صاحب کو فون پر بتا دیا تھا مصنف تختہ دار پر تو جا سکتا ہے لیکن اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹیں گے جبکہ آپ نے میرے ساتھ تختہ دار والی بات بعد میں کی تھی اس کا مطلب ہے ہم نے کسی حد تک آپ کی ترجمانی درست کی تھی۔

(vi) آغا صاحب! ہماری نظر میں آپ ایسی عظیم ہستی ہیں جنہوں نے ہم جیسے ہزاروں لاکھوں افراد جو کہ شرک و بت پرستی اور فرقہ پرستی کی دلدل میں ۴۰ سالوں سے پھنسے ہوئے تھے نکالا ہے اور افکار کی تطہیر کی ہے ان شا اللہ آپ کی انفرادی زندگی ہر لحاظ سے کامیاب ہے اور گناہ گار و سیاہ کار ہونے کے باوجود ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور رہیں گی۔ ہماری غلطیوں و کوتاہیوں کے حوالے سے آپ کے شکوے بجا ہیں لیکن جو خدشات آپ کے ہمارے حوالے سے فرقہ پرستی کے حوالے سے موجود ہیں وہ شاید درست نہیں ہیں کیوں کہ شاید آپ سے پہلے بھی ذکر ہوا ہے ہمیں بھی اپنے بھائیوں اور

قریبی رشتہ داروں نے واضح کیا ہے ہم آپ کے غسل وکفن کے ذمہ دار نا ہونگے کیوں کہ آپ نے ہمارے فرقے کی چیزوں کو غلط قرار دیا ہے۔ ہم سے ہر قسم کے مشورہ پر پابندی عائد ہے ہم سے رشتہ دینے اور لینے پر پابندی لگائی گئی ہے ہماری اہلیہ اور بیٹوں کو یہودی کی بیوی اور اولاد قرار دیا گیا مسجد میں اگر نماز کیلئے جاتے ہیں عجیب نظروں سے دیکھے جاتے ہیں۔

ان تمام چیزوں کے بارے میں ہم اپنے اللہ سے پر امید ہیں اسی سے اس کے مداوہ کے طلب گار ہیں۔ ہمارا کسی پر کوئی احسان نہیں ہے لیکن آپ سے ایک شکوہ ضرور ہے آپ نے بھی ہمیں دھتکار دیا اور بڑا عجیب غریب الزام لگا کر۔ اب ہمیں نا تو آپ قبول کرتے ہیں نا ہی دوست اور نا رشتہ دار ہم شکوہ کریں تو کس سے دکھ سنائیں تو آپ کو دیکھ کر دل کو تسلی دیتے ہیں اس شخصیت کو دیکھیں کہ جس کو ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے تنہا کیا۔ اولاد ور رشتہ دار تک ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں لیکن وہ مرد آہن ہے اور اللہ کی خاطر ہر قسم کی مصیبت برداشت کرنے کیلئے تیار ہے۔ آغا صاحب ہم آپ سے حوصلہ پاتے رہیں گے۔ آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ نے ہمیں قابل اعتماد ساتھی نا سمجھا یقیناً اس کے بہت سے دلائل ہونگے۔ آپ نے ہم سے ترک تعلق کا فیصلہ کیا یقیناً آپ کے پاس اسکی سینکڑوں وجوہات ہونگی۔ اب ہم آپکے فون نا سننے کا غم بھی برداشت کرلیں گے۔

بس ایک درخواست ہے آپ سے کہ کسی تحریر میں اور کسی مشترکہ دوست کے سامنے ترک تعلق کا ذکر نہ کریں امید ہے کہ آپ ہمارے بزرگ استاد ہونے اور باپ اور بھائی ہوتے ہوئے ہماری اس درخواست پر غور فرمائیں گے اور اپنی نئی تحریر کی خریداری پر ہمارے لئے پابندی نہیں لگائیں گے بے شک ہم کسی دوست کے توسط سے ہی کتاب منگوالیا کریں گے۔

آخر میں اس درخواست کو پیش کریں گے آپ کے ساتھ بڑا طویل عرصہ رفاقت رہی آپ کے گھر کا نمک کھایا۔یقیناً آپ کی توقعات پر پورا نہ اتر سکے اس کیلئے معافی کے طلب گار ہیں۔اللہ کے حضور بھی اپنی کوتاہیوں کا اقرار کرتے رہتے ہیں۔ان شا اللہ اسکی رحمت شامل حال رہے گی وہ تو معاف کرنے والی ذات ہے۔اس بات کا غم شاید زندگی بھر ساتھ رہے گا کہ آپ جیسی ہستی نے ہم کو قابل اعتبار نہ سمجھا اور ترک تعلق کا فیصلہ کرلیا یہاں تک وہ آواز جس کو سن کر ہفتہ دس دن پر سکون گزر جاتے ہیں اس موقع کو بھی ہم کیلئے روا نہیں رکھا۔آہوں سسکیوں میں یہ الفاظ تنہائی میں سپرد قلم کر رہا ہوں ۔اگر آپ نے ہمیں قابل تعلق سمجھا اور ہماری غلطیوں کو معاف کرتے ہوئے ہمیں قابل تعلق سمجھا اور ہماری غلطیوں کو معاف کرتے ہوئے ہمیں اپنے خیر خواہوں میں دوبارہ شامل کرلیا تو یقیناً یہ ہماری سعادتمندی ہوگی۔

آپ ایک عظیم کام کر رہے ہیں اس کا صلہ سوائے خدائے بزرگ و برتر

کے کوئی اور دے ہی نہیں سکتا۔اس کام کے عظیم ہونے کی سب سے بڑی دلیل آپکو پیش آنے والے مشکلات کے پہاڑ ہیں۔ان شا اللہ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔اور آپ کی کامیابی کے دعا گو تھے ہیں اور رہیں گے۔خدا آپکے اہل خانہ کو مصیبتوں پریشانیوں سے بچائے تاحیات اسلام کی خدمت آپ کا مقدر رہے۔

والسلام

خطا کار سیاہ کار اور وہ کہ جسے آپکی طرف سے ترک تعلق کیلیئے انتخاب کرلیا گیا۔

بابر اقبال اعوان

قارئین کرام اصل ماجراء اہل معاملہ کیا تھے واللہ جانتا میرے پاس ان کے حسن نیت سوءنیت دونوں کا کوئی قرائن وشواہد نہیں لہٰذا میں نے اصل خبر پر کسی قسم کا تبصرہ نہیں کیا لیکن میرے لئے ایک مسئلہ ضرور تھا لیکن آپ نے مجھے ایسے دو ہستی کے سامنے پیش کرنے کا تمہید باندھا ان دونوں کے دل میں میں جتنا بھی مستحق رحم وکرم کیوں نہ ہوں ان کو رحم نہیں آنا تھا کیونکہ یہ دونوں اس ہستی کو اپنا پیشوا اور مقتدیٰ مانتے تھے ان کے کارھا شیخ ضد اسد سوائے ضد قرآنی ہو علی ابن ابی طالب کے علم کو عبادت سمجھتے دیکھتے ہیں اس ظلم کو دیکھنے والوں کے دلوں میں اپنے مخالفین جس کے لئے ان کے دلوں میں غیظ وغضب

پہلے سے بھرے ہوئے ہو رحم آ جائے۔

جناب بابر اقبال صاحب سے ایک سوال یہ بھی ہوسکتا ہے آپ کے بقول سلمان تاثیر کو سزا عدالت نے دینی ہے حکومت نے دینی یا ہر شہری کو ہ حق حاصل ہے کہ وہ سزا دیں آپ کے اس سوال پر ایک ملاحظہ یہ بھی ہوسکتا ہے نواز شریف اس ملک کے کروڑوں امت محمد کے جذبات کو ٹھکرا کر علام مساعی اور ارباب کی خوشنودی کے خاطر ممتاز قادری کو پھانسی چڑھائی یہ قانون کے تحت تھے۔ آیا پانامہ کیس میں پاکستان کے تحقیقی اداروں کے مدعیت میں عدالت میں نواز شریف کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا اور آخر میں ان پر فرد جرم عائد کیا اور انہیں یا اہل قرار دیا تو نواز شریف نے سلسلہ جلسہ کیئے اور کہا ہم عوامی ریفرنڈم کرائیں جب آخری سزا سنایا اور انہیں گرفتار کرنے کا حکم صادر کیا تب بھی نواز شریف اور مسلم لیگ نے کہا ہم عوامی عدالت میں جائیں گے

۔

۲۸ شوال کو انہوں ائیر پورٹ کی طرف جلوس نکالنے کی قدر و قیمت کے بارے میں ۲۹ جولائی بروز ہفتہ ۱۴۳۹ھ آیا ہے مسلم لیگ نئ صدر شہباز شریف نے کہا آض ریاستی جبر اور تشدد کی ناکامی کا دن ہے عوامی عدالت نے احتساب عدالت کا فیصلہ مسترد کر دیا ہے اور ۲۵ جولائی کا بھی فیصلہ ہو گیا ہے ملک میں چالیس سال سے زیادہ سیاست میں رہنے والا وزیر اعلیٰ پنجاب اس

اپنی دوراقتدار میں اپنے مخالفین قادری عمران کے جلوس کے بارے میں کہتے تھے فیصلہ ایوانوں عدالتوں میں ہوتا ہے روٹوں پرنہیں ہوتا ہے آج فیصلوں روٹوں پر کس نے کیا ہے لندن فلیٹ بچوں کا ۳۰۰ ارب روپیہ کرپشن میں لینے والا کا فیصلہ عدالت میں نہیں ہونا چاہیے۔

اس دوسرے خط کا یہ جواب آپ کو ارسال کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب بابر اقبال صاحب

آپکا خط ملا آپ میرے اعزاء واقرباء اولاد سے زیادہ عزیز نہیں ہیں کہ آپ لوگوں کا اسلام سے چڑ و بیزاری کو معاف کریں ہم دونوں نے عرصہ بیس پچیس سالوں سے ایک دوسرے کو پہچان لیا ہے مزید تجربہ کرنے کی ضرورت نہیں میں آپ لوگوں کو برادر اسلامی سمجھتا تھا اسلام شناسی کے پیاسے سمجھتا تھا اسلیئے سب کچھ گھر وقت ادارہ داؤ پے لگا کر کھلے چہرے سے استقبال کرتے تھے۔آپ لوگ مجھے ایک مشکوک ناشناس سمجھ کر میرے پورے متعلقات کا حتیٰ بچوں کی گفتگو سے انکوائری کر رہے تھے مجھ سے باتیں اگلواتے تھے کہیں یہ ہمارے مذہب کے خلاف تو نہیں۔میری کتابوں سے شیعہ مخالف باتوں کی نشاندہی کرتے تھے کہ کہیں ہم آپ کے مذہب کی اہانت تو نہیں کرتے تھے ۔آپ وہی مذہبی آدمی ہیں ہم نہیں، ہم آپ سے الگ ہو گئے ہیں ہم دونوں

قیامت کے دن محکمہ عدل الٰہی میں حاضر ہونگے ، میں اس وقت بے بس و بے چارہ غریب مطعون انسان ہوں میرے اوپر مقدمہ سازی کیلئے لوگ سوچ رہے ہیں میرے پاس دفاع کرنے کی کوئی توانائی وطاقت نہیں سوائے مجھے اٹھا کے لے جائیں لہٰذا اب میں کسی سے امید نہیں رکھتا ہوں ﴿فنعم الحکم اللہ﴾ ہی ہمارے درمیان فیصلہ کریں گے کہ کس نے کس پر زیادتی کی ہے۔

السلام

علی شرف الدین

من تبع الھدیٰ

(چیک کرنا ہے یہ بھی پہلے یا بعد میں آیا ہے؟)

تمہید اختصاری کے بعد! فیس بک پر آپ کی ڈالی گئی تحریر میں ہے۔

۱۔ اگر سلمان تاثیر نے توہین رسالت کی ہے اور اس کے لئے سزا ہے تو سزا دینے کا حق عدالت کو ہے یا قادری کو حاصل ہے یعنی سلمان تاثیر نے توہین رسالت نہیں کی ہے۔

۲۔ اگر توہین رسالت اس نے کی ہے تو یہ سزاء ملک میں قائم عدالت دے گی ہر شخص نہیں دے سکتا ہے لہٰذا قاری کا یہ اقدام جرم ہوگا۔

جناب بابر اقبال صاحب آپ اور بعض دیگر کی ممتاز قادری کے بارے میں سوالات کی جرأت وشہامت اس لئے آئی ہے کہ اس وقت پاکستان کا

ماحول ایسا ہے کہ آپ پاکستان کے آئین نہ عدلیہ کو نہ ریاست کو نقد کا نشانہ نہیں بنا سکتے ہیں لہٰذا جواب آپ کے حق میں ہی آئے گا لیکن یہ آپ کی خام خیالی ہے پاکستان ابھی اس نوبت تک نہیں پہنچا ہے ٹھیکہ عدالت کو حاصل ہے عدالت نے قادری کو قاتل قرار دیا ہے جس کا اس نے اعتراف کیا تھا لیکن سزاء تو حکومت نے ہی دینی ہے لیکن عدالت کو خوش کرنے کیلئے نہیں کہ ہم نے اُ کے فیصلہ پر عمل درآمد کیا ہے بلکہ باپ اور مسیحی حکومتوں کو خوش کرنے کیلئے تھا چنانچہ سزا سے پہلے وفد تبریک و پڑکان بھیجتے ہیں۔

اور امید ہے ان شاء اللہ نہیں پہنچے گا یہاں ابھی بھی اظہار رائے کی آزادی موجو د ہے' صرف چند صحافی امثال خورشید ندم عہد اموی کو دوبارہ بحال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں حکومت جو کچھ کرتی ہے اس پر تنقید نہیں کر سکتی ہے استبدادی جمہوریت میں لینن حکومت ہے۔

اس آزادی رائے کی وجہ سے پاکستان کا وجود ابھی تک زندہ ہے آزادی رائے کے علاوہ ابھی بھی مسلمانوں کا بول بالا ہے اسلام مخالف سیکولر لوگ بھی آسانی سے نہیں دے سکتے ہیں ہماری تمام کتابیں بولنا لکھنا سب اظہار رائے پر مبنی ہے میں کسی قسم کے تصادم کے حق میں ہوں نہ یہ میری طاقت وبس کی بات ہے وہ انسان جو چند اخوان صفاء کی خواہش کی خاطر اندرون خانہ محصور ہوا ہو جس کی اولاد، اعزاء و داماد اس کی فکر و خیال سے اتفاق نہیں رکھتے ہوں اس سے

کس کو خطرہ ہوگا اگر کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں تو وہ ڈرپوک چوہے سے ڈرنے والے ہونگے ارباب اقتدار نہیں ہو سکتے ہماری یہ صرف اظہار رائے ہے اختلاف رائے کہہ سکتے ہیں۔

پاکستان کا آئین بشر کا بنایا ہوا آئین ہے وہ نقد سے بالا نہیں، یہ آئین جس زبان میں لکھا ہوا ہے وہ اپنی جگہ مخدوش ہے آئین یہاں کے شہریوں کے لئے بنایا گیا ہے جن شہریوں سے آئین مخاطب ہے ان کی تقریباً سو فیصد تعداد اردو بول اور سمجھ سکتی ہے اس لیے اسے انگریزی میں پیش کرنا غلط ہے ہم نے اس کے ترجمہ کو دیکھنا ہے۔

۲۔اس آئین کو مقدس امانت کہا گیا ہے مقدس عیب ونقص سے پاک چیز کو کہتے ہیں جبکہ یہ عیوب ونقائص سے پر ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اس میں بار بار ترامیم کیوں کی جاتیں ہیں اس میں لغت وعقل وجمہوریت واسلام سے متصادم شقیں موجود ہیں۔

۲۔کسی چیز کو مقدس گردانںے کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں ہے۔

۳۔یہ حق من جانب اللہ دیا گیا ہے بات غلط ہے اللہ نے نہیں دیا ہے یہ نظریہ جبریہ اشاعرہ سے ملتا ہے جو خیر وشر من اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں۔

بخدمت جناب دوست قدیم

بابر اقبال صاحب!

السلام علیکم

آپ کا تحریر کردہ خط مورخہ ۴ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ بذریعہ ٹی سی ایس بروز جمعرات ۱۴ جمادی الثانی کو ملا چونکہ میں کراچی سے باہر تھا صبح کو جب گھر پہنچا تو آپ کا ارسال کردہ خط ملا پڑھا، خط مایوس کنندہ تھا لیکن آپ لوگوں سے اسلام عزیز کیلئے کسی قسم کی طمع و لالچ پہلے سے نہیں تھی ورنہ آسمانی بجلی ثابت ہوتا ۔

آپ نے خط میں جن نکات کو اٹھایا ہے وہ حقائق سے دور سیراب وِ احلام مانند تھے آپ نے فرقہ کے بت توڑنے اور خود کو مسلمان کہنے میں فخر کرنے اور اسلام پر مرنے کی دعا کی تھی۔

پہلے دو جملے کہ فرقہ واریت کا بت توڑنے اور خود کو مسلمان کہنے پر فخر محسوس کرنے کی جو بات کی ہے وہ صراصر سفید جھوٹ ہے آپ فرقے کے تہہ خانے میں نیم خواب میں ہیں نکلنے کے دروازے بند نظر آتے ہیں۔

فرقہ توڑنے کا آپ کا یہ دعویٰ از روئے تقیہ ہے آپ اور آپ کے ساتھی اسی ضد اسلامی مذہب پر ہیں۔ میری کتابوں میں آپ کو صرف فرقے کے خلاف عناوین نظر آتے ہیں کہتے ہیں اس کو پڑھتے اور کتاب بند کرتے ہیں پھر اس کو لکھنے کی کیا ضرورت تھی فرقہ کا بت توڑنے کا دعویٰ وہ کر سکتے ہیں جو

اپنے فرقے میں موجود خرابیوں کو اٹھاتے ہیں آپ تو ہماری کتابیں ہاتھ میں رکھنے سے ڈرتے ہیں۔

جہاں تک آپ کو مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہے اس بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت صدق آتی ہے (آلعمران ۔ ۱۸۸) آپ کی دعا ہے کہ آپ اسلام پر مریں، یقین قاطع اطمینان کامل رکھیں آپ اسلام پر نہیں مریں گے کیونکہ اسلام پر مرنے کیلئے اسلام پر ہونا اور اسلام کو اٹھانا ضروری ہے اگر آپ مسلمان ہوتے تو آپ کو ایک مسلمان کا کسی ملحد و کافر کو قتل کرنے پر افسوس نہیں ہوتا ممتاز قادری کے ہاتھوں سلمان تاثیر کے قتل پر دکھ اس بات کی دلیل بنتی ہے کہ آپ کے اندر فرقہ کی جڑ سوکھی نہیں ہے' لہٰذا آپ وہی باتیں کرتے ہیں جو آغا ساجد، راجہ ناصر اور امین شہیدی کی پالیسی ہے کہتے ہیں کہ قانون توہین رسالت غلط استعمال ہو رہا ہے آیا اس ملک میں باقی تمام قانون صحیح استعمال ہو رہے ہیں سلمان تاثیر نے توہین رسالت نہیں کی تھی' قادری کو کسی مولوی نے اکسایا تھا یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے آپ ابھی بھی فرقہ کے تہہ خانہ میں سو رہے ہیں۔

آپ اور آپ کے ہم فکر و ہم خیال گروہ نے اسلام عزیز کو سمجھنے کے لئے کوشش کرنا تو دور کی بات ہے آپ لوگ ارادہ ہی نہیں رکھتے تھے کہ اسلام کو سمجھیں اس کی دلیل قاطع اس پورے عرصہ میں کسی بھی دن آپ لوگوں نے

اسلام کو عنوان بنایا ہو یا نہیں بلکہ آپ لوگوں کا ارادہ تھا اسلام کو ہم نے سمجھنا ہی نہیں ہے لہٰذا پرویز مشرف کی ضد اسلامی سرگرمیاں آپ لوگوں کو پسند تھیں لہٰذا آپ کے لوگ ہر آئے دن بد سے بدتر گمراہ ہوتے جا رہے ہیں آپ لوگوں کے لیے ہم کلمہ منافقین استعمال نہیں کرتے کیونکہ یہ کلمہ آپ لوگوں کے چہرہ کے لئے زیب نہیں دیتا آپ لوگ حسب تعبیر قرآن اعراب عرب ہیں (توبہ۔۱۲۰) اسلام آپ کے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا جس کی واضح مثال مہدی شاہ، علمدار عارف، عصمت، نذر محمد، عرفان حبیب، مختار شیرازی اور اعجاز بلوچ ہیں آپ حضرات نے پچیس سالوں تک ملک کے جید و ممتاز علماء دین آغائے سید جواد نقوی حفظہ اللہ، آغائے محسن نجفی، کاظمی مرتضیٰ زیدی اور شفا نجفی جیسے علماء غلات سے اصول و عقائد و اساس مذہب کے دروس سے ڈائریاں بنائی تھیں جو دلوں پر نقش حجر بنی ہیں۔

ان کے فصیح البیان صحیح اردو میں دیئے جانے والے درس امامت اور مہدویت کے بارے میں بیس سال پڑھنے کے بعد میری کتابیں آپ لوگوں پر صاعقہ آسمانی بنی ہوئی تھیں لیکن آپ صبر ایوب کر رہے تھے' یا آپ کے بقول قانون نافذ کرنے والوں کے انتظار میں تھے۔ آپ میں سے کوئی ایک فرد بھی نہیں نکلا جو اپنی اصل اساس کل دین امامت کے بارے میں ایک گھنٹہ درس دیں یا دس بیس صفحات لکھیں چونکہ آپ لوگوں کا جوانوں کو گلہ گوسفند

جیسا جمع رکھنا ہی مقصود تھا تا کہ جب بھی کہیں ضرورت پڑے ان کو لے جائیں جس طرح حیوانوں کو گھاس دکھا کر جمع کرتے ہیں حتیٰ آپ لوگ اپنے مذہب کے اصول جاننا بھی نہیں چاہتے تھے آپ لوگ مشکل آیات ومسائل صرف علماء کو ذلیل کرنے یا الجھانے کیلئے پوچھتے تھے سمجھنے کیلئے نہیں۔

چنانچہ جہاں جہاں درس فساد وانحرافات وخرافات دیا جاتا تھا جہاں کہیں کوئی انوکھی بات کرنے والا ہوتا وہاں کی محفل کی زینت آپ حضرات سے ہوتی تھی جان علی شاہ کی بائیبل ،مولانا صادق حسن کی مجتہدین کی کہانیاں اور فتاویٰ تراشیوں کے شاگرد آپ حضرات تھے آپ لوگوں کا مقصد لوگوں کو جمع رکھنا یا یہاں سے حالات حاضرہ سے واقف ہونا اور گھل مل جانا ہوتا تھا اس کے پیچھے کوئی اعلیٰ وارفع مقصد جس میں اللہ کی خوشنودی ہو رسول اکرمؐ کی پیروی ہو اور جو آخرت کے لئے ذریعہ نجات ہو وہ آپ کے منشور میں نہیں تھا ۔لہٰذا جس چیز کا آپ ارادہ نہیں رکھتے تھے بلکہ ارادہ عکسی رکھتے تھے ہم نے آپ سے اسلام سے متعلق کوئی بات نہیں سنی ہے لہٰذا آپ لوگوں کو ہدایت ہونی ہی نہیں ہے لہٰذا آپ لوگ تنہا دین سے اجنبی نہیں بلکہ عقل اور وجدان سے بھی اجنبی ہیں۔

مجھے عرصے سے ثابت تھا کہ آپ لوگ نہ توجہ سے درس سنتے تھے نہ کتاب پڑھتے تھے آپ لوگ اس تلاش میں رہتے تھے کہ اس مولوی کے مافی

الضمیر کو اگلوانا ہے کہ ہمارا بے بنیاد و بے اساس مذہب جو قرآن و سنت عملی رسولؐ سے عاری و خالی، شور شرابہ، گالی گلوچ، تہمت و افتراء، دھوکہ دہی، جھوٹ، الحادی احزاب کی پشت پناہی، مار پیٹ، سر کوبی و سینہ زنی اور چیخ و پکار سے زندہ ہے اس مذہب کے بارے میں وہ کیا خیالات و تاثرات رکھتے ہیں لہٰذا میری کتابوں میں سرفہرست وہ نکات تلاش کر کے پڑھتے تھے جن سے پتہ چلے کہ ان میں آپ کے عقائد کے خلاف کیا اور کہاں لکھا ہے جب آپ لوگوں کو ایسا کرتے دیکھا تو میں نے بھی کتابوں کو مہنگا کرنا شروع کیا لہٰذا آپ ہماری کتابوں سے صرف وہی باتیں نکالتے تھے جو آپ کے مذہب کے خلاف ہوتی تھیں باقی سے آپ کو کوئی سروکار نہیں ہوتا تھا' ورنہ آپ کو اپنے مذہب کے بارے میں ذرہ برابر بھی غیرت ہوتی تو یہاں آ کر ہم سے لڑتے جھگڑتے یہی وجہ ہے آپ کو میری ویڈیو سے قادری کی حمایت پر تحفظات پیدا ہوئے جنہیں آپ نے مندرجہ ذیل سوالات کی صورت میں پیش کیا ہے:

۲۔ فرض کریں کہ سلمان تاثیر نے توہین رسالت کی تھی تو ان کو مارنے کا حق ممتاز قادری کو نہیں تھا، یعنی توہین کر کے بھی سلمان تاثیر کی جان محفوظ ہو لیکن ممتاز قادری واجب القتل تھے یہ آپ اور آپ کے روشن خیال علماء اور کالم نگاروں کا تجزیہ و تحلیل ہے لیکن یہ عقل، قرآن اور سنت محمد سے مستند نہیں ہے یہ آپ کی اسلام ناشناسی کا منہ بولتا ثبوت ہے یہ آپ حضرات کا بیس تیس

سال سے دروس کے نام سے صفحات سیاہ کرنے اور ہم جیسوں کو غفلت میں رکھنے کی روشن دلیل ہے۔

۱۔اگر سلمان تاثیر نے توہین رسالت نہیں کی تھی تو بڑے صوبے کی جیل میں آسیہ سے ملاقات کے لئے کیوں گئے تھے۔

کسی کو سلمان تاثیر کی توہین رسالت کرنے والوں سے یکجہتی اور اس عمل شر و فساد کے حامی ہونے کے بارے میں اگر شک ہے تو روزنامہ امت مؤرخہ ۴ ذیعقد ۱۴۳۷ھ بروز سوموار کے پہلے صفحہ پر سلمان تاثیر کی آہستہ موھنہ رسول اسلام سے جیل میں ملاقات کا فوٹو دیکھیں۔

۲۔حکومت نے ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے بعد فوراً تبریک و تہنیت کے لیے وفد کو ویٹکن سٹی روم کیوں بھیجا تھا پاپ کو انہی دنوں پاکستان آنے کی دعوت کیوں دی تھی پاپ نے فوراً دعوت قبول کیوں کی تھی۔

اوباما نے فون کر کے کہا اب بتاؤ کب آؤ گے۔

۲۔اب آتے ہیں کہ ممتاز قادری کو یہ حق کس نے دیا تھا ممتاز قادری کو یہ حق کسی نے بھی نہیں دیا ہے ان کو اور ان جیسے جوانان غیور مسلمین کو ان کی غیرت دینی نے اکسایا ہے آپ اور آپ کے مجتہدین و کالم نگار جن کی تحریریں پڑھ کر آپ حکم شرعی صادر کرتے ہیں اور حکومت وقت ہر آئے دن اس مملکت اسلامی میں اس اسلام منافی، اسلام متصادم اشاعہ فحشاء کرنے والوں کے لیے

تحفظی بل پاس کرتی ہے اور قرآن و نبی کریم محمدؐ کو اہانت و جسارت کا نشانہ بنانے والوں کے تحفظ کا بل پاس کرتی ہے پھر آپ اور آپ کے علماء ان کی حمایت میں بیان دیتے ہیں ان ناروا حرکتوں سے تنگ آ کر اپنی جان داؤ پر لگاتے ہوئے قرآن اور ناموس نبی کریمؐ کے تحفظ کی خاطر نوجوانان اسلام میں سے کسی کا اسلام دشمنوں کی ناروا حرکات کے سدباب کے لیے اودام اٹھانا اس کی غیرتِ دینی کا تقاضا ہے ایسے مواقع پر یقیناً غیرت دینی ہی انسان مسلمان سے کہتی ہے کہ فلاں کام غلط ہوا ہے اب تم یہ کرو، یہ اسی طرح ہے جس طرح کوئی اپنی بہن بیٹیوں کو اجنبیوں کے ساتھ مراسم فحشاء میں دیکھ کر برداشت سے باہر ہو کر اپنی عزیزہ کو قتل کر دیتا ہے کیا وہاں بھی آپ یہی بات کریں گے ان کو یہ حق کس نے دیا تھا۔

آپ جواب دیں گے یہ حق صرف اور صرف ریاست کو حاصل ہے تو آپ سے سوال ہے توہین رسالت کا ارتکاب ثابت ہونے والے کتنے افراد جیلوں میں ہیں لیکن حکومت انہیں سزا نہیں دے رہی ہے آپ ان کی مذمت کیوں نہیں کرتے ہیں۔ اگر حکومت ملک میں بننے والے قوانین کے نفاذ میں ٹال مٹول کرے تو شہریوں کی ذمہ داری کیا ہوگی وہ دو حال سے خالی نہیں:

۱۔ حکومت کی مخالفت و مذمت کریں۔

۲۔ حکومت سے مایوس ہو کر خود اقدام کرنے والوں کی مذمت کریں

آپ کس کوانتخاب کریں گے جس کوانتخاب کریں گے اس کی منطق ثابت کریں۔

جن عورتوں نے شوہر کی اطاعت سے سرپیچی و بغاوت کر کے بے دین مردوں سے روابط قائم کرر کھے ہیں ان کو مارنے اور طلاق دینے کا حق اللہ نے قرآن میں دیا ہے آپ کی حکومت عورتوں کی حمایت میں مردوں کو جیل میں ڈالنے ان سے جبری طور پر نفقہ لینے ارث دینے کا قانون بنارہی ہے خود قانون ساز خود قاضی خود گواہ بنتے جارہے ہیں یہ حق ان کو کس نے دیا ہے جس مرد کی بے غیرت بیٹی کو بیٹے نے قتل کیا بیٹا سزائے موت کے انتظار میں جیل کاٹ رہا ہو تو باپ کو کیا کرنا چاہیے کیا بیٹے کو بھی مار ڈالیں یا اپنا حق قصاص ان کو معاف کریں یہ حق اللہ نے باپ کو دیا ہے لیکن آپ کی حکومت یہ حق ان سے چھین کر اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے کیا انہیں اللہ کے قانون میں تنسیخ کرنے کا حق کس نے دیا ہے یہ باپ کا حق ہے کہ وہ بیٹے کو معاف کرے یا سزائے موت دلوائے۔

تمہید اختصاری کے بعد! فیس بک پر آپ کی ڈالی گئی تحریر ہے۔

۱۔ اگر سلمان تاثیر نے توہین رسالت کی ہے اور اس کے لئے سزا ہے تو سزا دینے کا حق عدالت کو ہے یا قادری کو حاصل ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے آپ کو سلمان تاثیر کی توہین رسالت کرنے پر شک ہے یعنی آپ کے نزدیک

سلمان تاثیر نے توہین رسالت نہیں کی ہے۔

۲۔ اگر اس نے توہین رسالت کی ہے تو یہ سزاء ملک میں قائم عدالت دے گی ہر شخص نہیں دے سکتا ہے لہٰذا قاری کا یہ اقدام جرم ہوگا۔

آپ سے سوال ہے ملک میں قائم عدالتوں نے جن کو سزائے موت سنائی ہے ان کو حکومت سزا نہیں دے رہی سزا عدالت نہیں دیتی حکومت ہی سزا دیتی ہے عدالتیں مدعی اور مدعی علیہ کے بیانات سُن کر شواہد کی بنیاد پر فیصلہ دیتی ہیں لہذا جہاں مدعی علیہ کے خلاف حکومت مدعی بنے عدالت کی سر پرستی حکومت کرے یہ کہاں سے آیا ہے قادری جیسا بے سہارا انسان جس کا کوئی پرسان حال نہیں چونکہ انہوں نے اقدام قتل کیا ہے اس اقدام کی سزا پھانسی ہے ان کو پھانسی پر چڑھایا ہے لیکن آسیہ عاصمہ اور دیگر بہت سوں نے توہین رسالت کی ہے جن کو سزائے موت سنائی گئی ہے لیکن سزا دینے پر عمل دا آمد نہیں کیا گیا کیونکہ ان کے پیچھے باہر کی بڑی بڑی طاقتیں ہیں، اس کے علاوہ آپ جیسے سیکولر مسلمان ہمیشہ شریعت بل نامنظور کہنے والے بھی ان کو سزائے موت دینے کے خلاف ہیں۔

بہت سے لوگوں نے مسلمانوں پر تنقید کرنے کا مشغلہ اپنایا ہوا ہے علماء پر تنقید کرنا اخوان صفاء کے منشورات کا حصہ ہے ان کا طریقہ کار ہے کہ پہلے علماء پر تنقید کرو اگر اسے برداشت کرلیا جائے کیا تو دین پر تنقید کرنا شروع کرتے

ہیں۔

آپ اور آپ کے حامی کالم نگار مثلاً خورشید ندیم جن کو فخر ہے کہ وہ مولوی زادہ ہے اس کو پتہ نہیں مولوی زادے ہی ضد دین ہوتے ہیں چونکہ آج کل کے مولویوں کی درآمدات این جی اوز کے حرام پیسہ سے ہوئی ہیں اور حرام کھانے والے ہی ضد دین ہوتے ہیں خاص کر جو اسکالرشپ پر تعلیم حاصل کرتے ہیں یا جو سیاستدان پہلے دینی جماعت میں رہے ہوں اور پھر سیکولر ہوگئے ہوں ان کے دلوں میں ضد اسلام ناسور ہوتا ہے۔ آپ کہتے ہیں یہ ذمہ داری ریاست کی ہے قانون کی ہے اگر ایسا ہے تو قانون توہین رسالت منظور ہوئے ۲۴ سال ہوگئے جیسا کہ اس اخبار میں آیا ہے کسی کو بھی سزا نہیں ہوئی ہے یہ منہ بولتا ثبوت ہے حکومت توہین رسالت کی حامی اور پشت پر ہے ان کی پشت پر قادیانی، اسماعیلی اور نصیری غلات سوار ہیں چنانچہ آپ لوگوں کے پسندیدہ سربراہ پرویز مشرف نے اس قانون کو منسوخ کرنے کے لئے بہت کوشش کی تھی اللہ اس قانون اور ان کے ارادے کے درمیان ہوئل ہوا تھا ان شاءاللہ وہ نواز شریف اور ان کے ارادے کے درمیان بھی حائل ہوگا آپ لوگ ان کی پشت پر کھڑے ہیں آپ کیسے رسول کرمؐ پر درود بھیجتے ہیں فخر کرتے ہیں آپ مسلمان نہیں مریں گے۔

ہمارے اور ممتاز قادری کے درمیان رشتہ ایمان بہ نبوت حضرت محمدؐ قائم ہے۔

جس مملکت میں ہم رہتے ہیں اس مملکت میں رہنے والوں کے ساتھ مختلف اور متعدد رشتے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتے ہیں۔

۱۔رشتہ وطن ہے اس حوالے سے اس ملک میں رہنے والے جتنے بھی غیر مسلمین ہندو، مسیحی، یہودی اور سکھ رہتے ہیں جہاں کہیں کوئی غیر مسلم ہمارے ملک میں رہتے ہیں ان کی دنیاوی زندگی سے متعلق جو عارضی مشکلات درپیش آتی ہیں ہم ان کے دکھ درد میں شریک ہونا ہمارا دینی و انسانی فرض سمجھتے ہیں ہم ہی ان کے محافظ ہیں چنانچہ نہج البلاغہ میں حضرت علی سے مروی ہے ہم ان کا خیال رکھیں لیکن جب وہ ہمارے دین کی اساس کو نشانہ بنائیں تو اس وقت رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اب وہ مہمان نہیں خائن ہیں۔اب ان کے پشت پر باب ہے ان کی روایات اور تہواروں میں ہم ان کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتے ہیں۔ ہمارے دین کی اساس کو نشانہ بنانے کے بعد ان پر کتنے ہی مصائب پڑیں چاہے ان کے بت خانے جل بھی جائے ایسی صورت میں ہم ان کا ساتھ نہیں دے سکتے۔

لیکن آپ پہلے مرحلہ میں اس کی مذمت کرتے ہیں پھر سیاسی اجتماع بنانے کے لیے ہاتھ میں چیک لے کر پہنچتے ہیں توہین رسالت اور حدود آرڈیننس کے غلط استعمال کا اظہار کر کے آپ کے قائدین ملک کے آئین پر اعتراض کرتے ہیں۔

۲۔ جو مذہبی ہیں وہ اپنے مذہب والے سے قریب ہونگے اس حوالے سے ممتاز قادری سنی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں ہم سنی نہیں ہیں چنانچہ ہم سنیوں اور شیعوں کا قبروں کو مزار بنانے کے بھی مخالف ہیں اگر کسی دن برادران اہل سنت کے خصوصی اعتقاد پر اظہار کا موقع ملا تو لکھوں گا بلکہ لکھا بھی ہے یا ان کے کسی مزار پر آسمانی بجلی گر پڑے تو ہم ان کو تعزیت نہیں دیں گے ہم اس کو عذاب الٰہی سمجھیں گے۔

۳۔ رشتہ دین ہے ہم مسلمان ہیں ممتاز قادری بھی مسلمان ہیں اس حوالے سے ہم اور قادری ایک دوسرے سے جڑتے ہیں دونوں کا اللہ ایک نبیؐ ایک ہے ہم دونوں یہاں ایک دوسرے سے جڑتے ہیں۔

۴۔ نماز پنجگانہ میں کعبہ کی طرف رخ، صوم رمضان اور حج بیت اللہ میں دونوں ایک دوسرے سے جڑتے ہیں جبکہ سلمان تاثیر ایک ملحد و بے دین اور شرابی تھا وہ توہین رسالت کرنے والوں کا حامی اور توہین رسالت کے خلاف احتجاج کرنے والوں کا خلاف تھا۔

جناب برادر دانشمند بابر صاحب آپ نے جو عدالت بنائی ہے اس کی کوئی سند نہیں دی ہے معلوم ہوتا ہے آپ کی سند کالم نگاروں کی اسناد ہیں میں قانون دان ہوں نہ جج، میں ایک مسلمان ہوں میں نے عدالت نہیں کرنی ہے نہ میری عدالت چلے گی میں نے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ایک

مسلمان کو ایک ملحد و بے دین اور اسلام کا تمسخر کرنے والے کے قصاص میں پھانسی دینے پر اظہار دکھ کیا ہے میں نے صرف یہ بنایا ہے کہ ممتاز قادری کے جنازے میں شریک شرکا کی گرائش قادری کی طرف تھی نہ کہ سنی تحریک کی طرف بلکہ ان کی گرائش صرف نبی کریم محمدؐ کی طرف تھی آپ گرچہ خود کو سب سے الگ تھلک پیش کرتے ہیں لیکن حقیقت اور واقعیت میں آپ کی گرائش وہی ہے جو آپ کے ساتھیوں کی ہے آپ کے قائدین کی ہے شیعوں کے نزدیک پا کستان میں توہین رسالت کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔

کیونکہ شیعہ ان کے حامی ہیں شیعہ لڑکے بھی کثیر تعداد میں ان کی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں اب آتے ہیں آپ کے قادری اور ان کے کارنامے پر اعتراض کی طرف۔

ا۔ جن چیزوں میں اعتقاد رکھنا ضروری ہے ان پر ایمان رکھنے والوں میں رشتہ ایمان قائم ہوتا ہے اس حوالے سے مومنین ایک دوسرے سے رشتہ اخوت میں جڑے ہوئے ہیں قرآن میں آیا ہے ''انما المومنون الاخواۃ'' اس کا معنی مصیبت میں ''اخ'' کہنا ہے ہر مسلمان کے لیے اسلام پر جینا اور اسلام پر مرنا شرط ہے آپ ویسے ہی کہتے ہیں کہ فرقوں سے نکل چکے ہیں یہ جھوٹ ہے آپ فرقے کی تہہ میں ہیں چونکہ جھوٹ آپ کے اعتقادات میں شامل ہے لہٰذا آپ کو مذہبی جھوٹ بولتے وقت احساس نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ آپ کے

جزءاعتقادات میں شامل ہے جیسا کہ آپ کے عقائد کی کتابوں میں ایک خاص عنوان تقیہ کے باب میں موجود ہے انسان کے مسلمان ہونے کیلئے دوسرے مسلمانوں کے دکھ میں شریک ہونا ضروری ہے آپ کو کشمیر وافغانستان حتیٰ خود پاکستان ہی میں سنی مراکز میں ہونے والے قتل وکشتار پر دکھ نہیں ہوتا ہے چنانچہ ممتاز قادری کی پھانسی پر آپ لوگ خوش تھے اس پر دکھ کا اظہار کرنے والوں پر آپ کو دکھ ہوا ہے ۔

اخوان صفاء:

جناب اقبال بابراوران کے مرشد عرفان حبیب کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین پر فخر ہے اعتماد حاصل ہے کسی ملک کا آئین و دستور ولو اس میں اشتباہ، غلط و ناپسند ہی کیوں نہ ہو اس کا متبادل بہتر آنے تک اسے تسلیم کرنا، اس بارے میں تزاحم کرنا اس کا نامناسب ہونا ایک طرف ہے لیکن اس آئین کے بارے میں قلم وزبان سے اصلاح تنقید کی زبان کو لجام دینا اس سے زیادہ اس پر اعتماد کرنا درست ہے اس آئین میں بہت سی بڑی بڑی غلطیاں موجود ہیں اس کے ابتدائیہ میں لکھا ہے چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی پوری کائنات کا بلاشرکت غیر حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار واقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر استعمال کرنے کا حق ہوگا وہ ایک مقدس امانت ہے۔

ملاحظہ:

ا۔اس کو مقدس امانت کہنا غلط ہے کیونکہ کوئی چیز جس کو اللہ نے مقدس نہ بنایا ہو وہ مقدس نہیں بن سکتی ہے آپ اس کو آئین کہہ سکتے ہیں مقدس نہیں کہہ سکتے حتیٰ آپ کتب حدیث کو اس لیے مقدس نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ مقدس منسوب سے نہیں ہوتا ہے۔

۲۔اس پر جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں پر جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پوری طرح عمل کیا جائے گا۔

ملاحظہ:

ا۔اسلام میں جمہوریت، آزادی مطلق، مساوات اور رواداری نامی کوئی چیز نہیں ہے اسلام میں عدالت ہے اور عدالت کے ساتھ انصاف لگانا ایک زائد کلمہ ہے اسلام فالتو چیزیں نہیں رکھتا ہے یہ اسے زیب نہیں دیتا ہے ملک کے برگزیدہ و برچیدہ دانشوروں کے تنظیم و املا کرنے میں لغتی و عقلی و دینی حوالے سے غلطیاں ہو سکتی ہیں۔

۲۔اسلام مملکتی مذہب ہوگا۔

ملاحظہ:

ا۔اسلام دین ہے مذہب نہیں ہے یہ قرآن کے خلاف ہے مذہب اور

دین میں فرق ہے مذہب انسان کے تصورات کو کہتے ہیں جبکہ اسلام اللہ کا دیا ہوا نظام ہے۔

۲۔قرارداد مقاصد مستقل احکام کا حصہ ہوگی۔

ملاحظہ:

آئین بنانے والے اور اسمبلی ممبران دونوں کے حقوق برابر نہیں ہیں جو ملک کا آئین بنانے والے ہیں وہ اسمبلی کے ممبران نہیں ہوتے ہیں اسمبلی کے ممبران کو یا باہر والوں کو آئین بنانے کا حق نہیں ہوتا ہے۔آئین تشریح کرتا ہے توضیح کرتا ہے مستقل آئین نہیں بنا سکتے ہیں لہٰذا اس کی آئینی حیثیت نہیں ہے آئین نمبر ۲۰ مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کا انتظام کرنے کی آزادی، مذہب اپنانے اور مذہبی ادارے قائم کرنے کی آزادی اسلام کے خلاف ہے اسلام سے بغاوت ہے امت میں انتشار کا سبب ہے نئے مذہب بنانے کی اجازت اور مذہب کو ہر قسم کی آزادی دینے کی کوئی دلیل نہیں ہے مذہبی آزادی غلط ہے جیسے عزاداری، میلاد اور عرس یہ سب اسلام اور ملک کے خلاف ہیں۔

آئین ۳۴ قومی زندگی میں خواتین کی بھرپور شمولیت:

قومی زندگی کے تمام شعبہ جات میں خواتین کی بھرپور شمولیت کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کیئے جائیں گے۔

ملاحظہ:

خواتین اپنی ساخت جسمانی کے حوالے سے اور اسلام کی طرف سے عائد پابندیوں کے حوالے سے زندگی کے تمام شعبوں میں شرکت کرنے سے قاصر و عاجز بلکہ ممنوع الشرکت ہیں لہذا یہ کہنا ان کی بھرپور شرکت کی بات آئینی عبارت میں سقم دار ہے اس بھرپور شرکت کا ماخذ کیا ہے عقل ہے شریعت ہے یا رواج ہے نیز اس کے بعد یہ اضافہ کہ اس کے لئے اقدامات کیے جائیں گے اس کی کیا توضیح کریں گے بھرپور شرکت کے لفظ سے شق ۵۱ کے تحت قومی اسمبلی کے لئے ۲۷۲ میں سے ۶۰ خواتین ارکان کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ۶۰ خواتین کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے یہ کس بنیاد پر کی ہے کیا ایک شخص ملک کی اسمبلی کے ممبر کے لئے دو دفعہ ووٹ دے سکتا ہے یہ جوان کے لیے ۶۰ نشتیں ہیں اس کی کیا سند ہے۔

۲۔ مجلس شوریٰ اور آئین ساز ادارہ یہ دو چیزیں ہیں جو آئین ساز ہے وہ آئین کی تشریح نہیں کرسکتا وہ آئین کا نفاذ نہیں کرسکتے ہیں جبکہ شوریٰ والے ترمیم کرتے ہیں نفاذ کرے ہیں ترمیم کرتے ہیں تشریح کرتے ہیں اور خود بھی نفاذ کرتے ہیں تو عدالت کیسے قائم ہوگی آئین کی تشریح مجریہ کی نگرانی ہے اس کے بطلان کا ایک ٹھوس ثبوت یہ ہے کہ اس سال جنوری میں اسمبلی ممبران کی تنخواہوں اور سہولتوں میں کئی گناہ اضافہ کیا گیا ہے انہوں نے خود یہ اضافہ کیا ہے۔

برادر دانشور گرامی آپ لوگوں کو والہانہ وخاضعانہ دروسِ حلقہ علماء میں مثل طفل مکتب قلم وکاپی اور ٹیپ سامنے رکھ کر بیٹھے دیکھتے تھے تو حیران ہوتے تھے کہ ہمارے دروس حرف بہ حرف ضبط ہورہے ہیں علوم میں دعویٰ ارسطو و افلاطون رکھنے والوں کی شاگردی کا افتخار ان کے گھروں میں مثل گھر والوں جیسا بغیر اجازت داخل ہونے پر دین سے شغف رکھنے والوں کا آج پول کھل گیا ہے آج آپ میں سے کوئی بھی اپنے بنیادی عقائد پر کچھ بول سکتا ہے نہ لکھ سکتا ہے نہ شرمندہ ہوتا ہے نہ غیرت میں آتا ہے آج اعجاز بلوچ کو حوزہ علمیہ قم سے آنے والوں پر غصہ آتا ہے کہ یہ لوگ کیا پڑھ کر آئے ہیں۔

ہم ایک عرصے سے آپ حضرات سے مایوس تھے لہٰذا یہ بات میرے لئے سکتہ قلبی وآسمانی بجلی نہیں بن سکی۔آپ لوگوں نے میری حالت زار میرے محاصرہ اجتماعی میرے اوپر تہتوں اور افتراء پردازی کی بمباری سے مجھے زمین بوس کرتے وقت پلٹ کر احوال پرسی تک نہ کی میرے اوپر ڈھائے گئے مظالم سے دفاع کرنے سے گریز کیا نیز اتنے سالوں سے بت درس کا رام رام کرنے کے علاوہ اسلام پر گزرنے والے مصائب آزادی نسواں، تحفظ خواتین بل، ملک میں لبرل ازم، وسیکولرازم کے اعلان کے بارے میں خاموشی نے مجھے حیرت زدہ کردیا تھا۔

آپ لوگوں کا اسلام سے واسطہ نہ ہونے کا خدشہ آپ سے مربوط زندگی

گزارنے کے دنوں سے ملتا ہے جب سے آپ لوگوں سے واسطہ پڑا ہے کئی بار اس ملک میں اسلام مخالف بل پاس کیے گئے ہیں خاص کر پرویز مشرف کے دور میں آزادی خواتین بل پاس ہوا ابھی تحفظ خواتین بل پاس کیا گیا آپ لوگوں میں سے کسی نے بھی اس بارے میں تشویش کا اظہار کیا ہو نہیں سنا ہے گو یا اسلامی مقدسات سے آپ کا واسطہ نہیں آپ کے خیال میں یہ سنیوں کے کھاتے میں آتے ہیں مجھے اس مذہب میں تحقیق کا رجحان اس وقت پیدا ہوا جب دیکھا کہ اس مذہب میں اسلام کا کوئی مقام نہیں میری کتابیں یکے بعد دیگر آپ کے عقائد اور فقہ و تاریخ سے متصادم مضامین پر مشتمل تھیں لیکن کسی دن کسی نے بھی نہیں کہا کہ ہم چند برادران آپ سے اس سلسلے میں مباحثہ کرنے کیلئے آرہے ہیں اگر آپ میں یہ طاقت نہیں تھی تو کم سے کم کسی مولوی کو ہی اپنے ساتھ لے آتے لیکن ان سب کا جواب آپ یہ دیتے ہیں کہ ان سب میں ہم آپ سے سو فیصد اتفاق کرتے ہیں اگر آپ اتفاق کرتے تھے جو کہ نہیں تھا تو آپ مجھ سے تعاون کے بارے میں سوچتے اور پوچھتے کہ آغا صاحب ہم اس سلسلہ میں کیا کر سکتے ہیں آپ نے یہ پوچھا بھی نہیں جبکہ اس بارے میں آپ کہتے ہیں آپ کی وجہ سے ہم بدنام ہیں۔

برادر دانشور آپ لوگ ہمارے برادر اسلامی بنے نہ برادر دنیوی بنتے، دونوں کے تقاضے الگ ہوتے ہیں دونوں آپ لوگوں میں مفقود پائے

بلکہ کسی بس یا گاڑی میں سفری ساتھی رہے ہیں کہ بس سے اترنے کے بعد ایک دوسرے سے رشتہ ختم ہو جاتا ہے۔ برادر اسلامی اس لئے نہیں بنے چونکہ اسلام آپ کے پاس کبھی عنوان نہیں تھا آپ کو تو پتہ تھا آپ مسلمان نہیں، میں سوچ رہا تھا مسلمان ہونگے۔ آپ ہمیشہ پاکستان کے نشیب وفراز میں الحادیوں اور سیکولروں کے حامی اتحادی رہے الحاد و اسلام کی جتنی بھی جنگ ہو ئی ہے اس میں آپ لوگ اسلام مخالف گروہ کے حامی تھے آپ کو اپنی نجی گفتگو میں بھی اسلام کا ذکر کرنے اور سننے کی توفیق نہیں ہوئی، آپ کے اسلام جہاں آپ غرق ہوتے تھے اس وقت یہ اسلام کہتے ہونگے۔ آپ کے مذہب کی حدود ایران، شام لبنان کے نصیری، یمن کے غلات تک مردہ ہیں اور رہبر معظم کی تعریف و تمجید اور حزب اللہ کے دروزیوں سے اتحادی تک محدود ہے۔

آپ ہمارے دنیاوی برادر دوست بھی نہیں تھے۔ اس پندرہ سالہ بائیکاٹ کے دور میں جہاں میرے گھر میں ایک ہزار ماہانہ کمانے والا آدمی نہیں تھا بچے میرے لیے وبال جان بنے ہوئے تھے اور مجھ سے الگ ہو گئے تھے کسی دن آپ لوگوں نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ اس ملک میں مجھے ہر جگہ وہابیوں کا ایجنٹ کہا گیا میرے گھر میں آپ لوگ آتے رہے، یہاں قیام کیا، کسی دن کسی مشکوک آدمی نے فون کیا ہو، کوئی مشکوک آدمی میرے گھر میں آیا ہو، میری بود و باش اور خرچ میں مفت پیسہ خرچ کرنے کے کا مظاہرہ دیکھا ہو تو آپ کو اس کی

تصدیق کرنا چاہیے تھی ورنہ برادر اسلامی کے مجھ سے دفاع کرنا چاہیے تھا کہیں سنا نہیں کسی جگہ کسی نے میرے خلاف بدزبانی کی ہو آپ لوگوں میں سے کسی سے حقیقت کا کوئی مظاہرہ کیا ہو نہیں دیکھا ہے۔

اس عرصے میں میرے چہرے کو سعودی ایجنٹ سعودی نوکر کہہ کر مسخ کرنے کی کوشش ہوتی رہی آپ لوگوں کا یہاں آنا جانا ہوتا تھا آپ لوگوں سے کوئی چیز مخفی نہیں میری زندگی کے طور طریقے آپ کے سامنے تھے لیکن کسی دن آپ لوگوں نے ہم سے دفاع کیا ہو نہیں سنا، اللہ اللہ کتنے بے رحم و بے وفا، قسی اور شقی احباب سے مجھے واسطہ پڑا ہے اگر مجھ پر رحم و کرم و فضل اللہ نہ ہوتا، مجھے پاگل ہونا چاہیے تھا' چونکہ ہم آپ لوگوں سے مایوس ہونے کے بعد ہر لحظہ ہر آن خود کو اللہ کے پناہ میں دیتا ہوں۔

۱۔ آپ اور آپ کے ہم مذہب لوگوں کو ممتاز قادری کی پھانسی درست ہونے اور سلمان تاثیر کی توہین رسالت کرنے کے بارے میں شک ہے یا اس کے بری ہونے پر یقین کامل ہے۔ اس کا ثبوت دو تین سال گذرنے کے بعد بھی قادری کے مجرم ہونے کے بارے میں آپ کے دلائل وہی ہیں جو آپ نے برادر ابرار سے دوبارہ پوچھے ہیں۔

آپ کے سوالات کے اندازے سے ظاہر ہوتا ہے آپ لوگ درس کے نام سے ہمیں دھوکہ دے رہے تھے کہ ہم آپ سے دین سیکھنا چاہتے ہیں لیکن

یہ ایک دھوکہ تھا اصل میں آپ لوگوں کے اساتید نذیر ناجی، جاوید چوہدری، ہارون رشید اور ندیم خورشید ہیں اور ان کے کالم آپ کا نصاب درسی ہیں۔

ندیم خورشید وغیرہ کے فتاویٰ کے تحت حکومت جو کچھ کرتی ہے وہ سب اسلامی ہے اگر کوئی مسلمان اپنے رسول کریمؐ کی اہانت وجسارت کو دیکھ کر بے قابو ہو کر جرم کو انتقام کا نشانہ بنائے یا آپ کے بقول انہوں نے کسی مولوی کے کہنے پر ایسا کیا ہے تو آپ کے نزدیک اس کو پھانسی پر چڑھانا عین عدالت ہے ۔

اسلامی مملکت میں رہنے والے ایک دوسرے سے چندین رشتوں میں جڑتے ہوتے ہیں:

لیکن دین سمجھنے اور دین سے دفاع کرنے میں آپ لوگوں سے جتنی مایوسی ہوئی اس کے لیے دو مثالیں پیش کرتا ہوں، کچھ افراد نے کسی عالم دین سے ایک رات پورا قصہ یوسف سنا اور اس کے اختتام پر ان میں سے ایک سنجیدہ بات کرنے والے نے پوچھا حضور یوسف مرد تھے یا عورت دوسری افسوسناک مثال یہ ہے کہ شیعہ حلقوں میں جب کسی جاہل کی مثال دیتے ہیں یا کسی کو نااہل و نا قابل شاگرد بتانا ہو تو حضرت عمر بن خطاب کی مثال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حضرت عمر جیسا ہے کہ جنہیں عمر بھر ایک سورہ یاد نہیں ہو سکی حالانکہ یہاں جو حضرت عمر کی مثال دیتے ہیں وہ یہ مثال دے کر

خود اپنی جہالت کی گواہی دیتے ہیں بیس پچیس سال ڈائریاں پر کرنے اور علماء غلات کی خاص شاگردی کا شرف حاصل کرنے والے اپنے دین کی اساس و بنیاد کے بارے میں ایک سنی سنائی تقریر کے کچھ حصّے سے زیادہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ان سب میں سب سے زیادہ افسفوس نام میرے لئے مہدی شاہ اور علمدار خرافات فروش رہاان دونوں نے مجھ سے غصے میں اپنے دل کو سیاہ کیا ہے۔

اس لیکن افسوس جن گیارہ اماموں کے بارے میں اگرکوئی اکڑ جاتا ہے تو تحمل کی بات ہوتی ہے لیکن جس امام مہدی کو پیدا ہو کے کسی مرد مومن عادل نہیں دیکھا ہے اس پر اکڑنا سمجھ میں نہیں آیا۔وہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے جس سے پتہ چلا آپ لوگ قرمطی ہیں گرچہ آپ کے وکلاء حضرات خود کو کتنا اونچا ہی کیوں نہ دکھائیں۔

جناب بابر اقبال صاحب اگر آپ حضرات اس مجتمع وحلقہ بندیوں میں اہداف عالیہ غالیہ رکھتے تھے جیسا کہ آپ کے مغز متفکران اظہار کرتے تھے فلاں مقابلہ میں ہمارے برادران نے میدان جیت لیا ہے دین اسلام میں کسی فروع پر بحث کرنا مشکل ودشوار ہوتا ہے اصول عقائد میں خود کو آمادہ کرنے ،بو لنے اور دیکھنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کرتے جہاں کہیں موقع محل ملتا بولتے لکھتے حتیٰ اخبارات میں کالم بھی لکھتے تو ہمارے لئے غنیمت ہوتا لیکن بدقسمتی

سے کہنا پڑتا ہے آپ کے عزائم و منویات پہلے دن سے اچھے نہیں تھے مجھے اس بات پر خدشہ اس وقت ہوا تھا جب آپ کے پاس ایک بچوں کی دینیات تنظیم المکاتب کی غلویات دیکھی تھی۔

لیس بنی وبین احد عداوۃ:

جناب بابر اقبال صاحب آپ کے لشکر ہجومی دوست نما اور آنکھوں غصہ سے بھرا والوں میں سے چند برادران کی میں نے اس لیے شکایت کی تھی کیونکہ میں ان کو اپنے برادران روز آخرت سمجھتا تھا میرے خیال میں ایک تو یہ برادران دین کو اچھے اندازے میں سمجھتے مظاہرہ کرتے تھے اور آئندہ مزید بھی سمجھیں گے اور کم سے کم موقع محل پر ملنے والوں کو تحریفات وخرافات سے پاک اصل اسلام سے آگاہ کریں گے کیونکہ ان کا یہاں دوسروں کی نسبت اٹھنا بیٹھنا زیادہ رہتا ہے۔ اور اسلام سے دفاع کریں گے نیز میرے اوپر لگے ناروا الزامات کا بھی دفاع کریں گے دنیا سے متعلق طمع ولالچ پہلے بھی نہیں رکھتا تھا ابھی بھی نہیں رکھتا ہوں پھر ان میں سے بھی اور آپ سے بھی توقعات رکھتے تھے

جتنے بھی دوست ملے سب ایسے تھے۔ ان میں الطاف کلو منفرد ہیں وہ خریدتے ہی نہیں اور علماء دین پر تنقید جی بھر کے کرتے ہیں۔ اخوان صفاء میں حیدار حسین کو ہم نے عرصے سے چھوڑا ہے جناب حسنین عابدی اور فدا حسین

سندھی ہماری کتابیں خریدتے تھے لیکن پڑھتے نہیں تھے اگر پڑھتے تو ذہن میں نہیں رکھتے تھے خود ان کے اعتراف کے مطابق یاد رکھنے کیلئے نہیں پڑھتے ہیں ، جناب حیدار حسین صاحب بھی ایسے ہی تھے ہمیں الو بنانے کیلئے کہتے ہیں آپ سے ہی سیکھتے ہیں آپ کے شاگرد ہیں۔

ہم نے کتابوں کی قیمت دگنا کی تاکہ یہ کتاب صرف پڑھنے والے ہی خریدیں نہ پڑھنے والوں کا منت کا بوجھ نہ آئے پھر بھی بعض نے خریدنا چھوڑا نہیں بلکہ عرفان حبیب اور ملک اعجاز بھی خریدتے تھے میری کتابیں خاص کر پابندی کے بعد والی کتابیں دو گروہ خریدتے ہیں ایک گروہ جو میری کتابوں کو میری مخالفت میں لوگوں تک پہنچاتے تھے تاکہ وہ لوگ میرے خلاف قیام کریں ہمیں روکیں اور ہمارے خلاف لکھیں ان میں سرفہرست شبیر کوثری ، اقبال بابر اور عرفان حبیب تھے یہ لوگ ورق گردانی کے ذریعے تلاش کرتے تھے کہ شیعہ مخالف مواد کہاں لکھا ہے چنانچہ ہماری کتاب معجم حج وحجاج آئی تو اس ضخیم کتاب میں بہت سی چیزوں کے خلاف لکھا ہے لیکن انہوں نے صرف حضرت علی کے کعبہ میں پیدا ہونے کا انکار دیکھ کر فوراً فون کیا کہ آپ نے یہ کیا لکھا اور کیوں لکھا ہے اس کی کیا ضرورت تھی۔ وہ ہماری کتاب ہاتھ میں رکھنے سے بھی ڈرتے تھے تاکہ ان پر وہابی ہونے کی مہر نہ لگ جائے وہ میری کتابیں گاؤں والے گھر میں رکھتے تھے، عرصہ دراز کے تجزیہ سے یقین کامل حاصل ہوا

کہ آپ کا تعلق بھی اخوان الصفاء والے شیعوں سے ہے۔

امام حسین کے نامی گرامی سے سلسلہ دروغ گوئی کی بندش کے لیے اقدامات اٹھائے۔ میں ان سطور میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس دنیائے حقیر و ذلیل کی خاطر کسی سے بھی دشمنی نہیں مول لی اور نہ مول لوں گا اگر استفاء حق کی خاطر کسی کے خلاف آواز اٹھائی تو اپنے حق کی خاطر ہے آپ بتائیں کیا اپنا حق چھوڑنے میں کوئی فضیلت ہے اگر کسی کا میرے اوپر حق ہو تو بتائیں، میں نے اگر کسی کا حق چھینا ہو تو بتائیں، میں نے کسی کے خلاف بدزبانی کی ہو بتائیں، کسی سے بھی دشمنی نہیں، میں نے صرف اور صرف حق کی آواز اٹھائی ہے۔

ان سطورات کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں گھریلوے گند کیوں باہر نہیں بتانا چاہیے بزرگان کہتے ہیں تھوک اوپر ماریں گے تو اپنے سینہ پر گرتا ہے نیز یہ باتیں اپنی کمزوری نالائقی بات ہو گی جو شخص اولاد کو نہیں سنبھال سکتے ہیں درست تربیت نہیں کر سکتے ہیں وہ باہر والوں کو کیا سکھائیں گے ان کی باتیں اچھی ہوتی تو پہلے اپنے قریب حلقے کہتے ہین ان باتوں کی سند قرآں اور سنت میں نہیں باتیں بھی انہیں مجرمین کی باتیں ہے جنہوں نے یہ جرائم کئے ہیں تا کہ ان کے وجوہ خبیثہ سے کشف نقاب نہ ہو جائیں یہ بات قرآن اور سنت و سیرت محمد سے متصادم ہے اللہ نے قرآں میں اپنے نبی حضرت لوط کی

بات کی ہودولوط کی بات صحیح ہونا غلط ہونا اپنے دنیا بنانے کے لئے نہیں تھا بلکہ اللہ کی دین کی خاطر تھا میں نے دین کو اٹھایا تھا دین کے مخالفین نے میرے گھر میں گھنس کر مجھ پر حملہ کیا ہمیں ممکن ہے کہ میرے مرنے کے بعد اور باتیں اچھالیں کہیں ہم نے نصیحت کیا تھا جنہوں نے ان کو کھلایا تھا وہ ان سے کھلوایا تھا لیکن میں یہاں اس مسئلہ کو بھی بنیاد سے اٹھاوں گا۔

ان بزرگان کے زعم وگمان میں ہوگا انہوں نے جو موقف شرف الدین حقیر کے حق میں کیا تھا وہ درست تھا کامیاب رہا، اندرخانہ محصور ومحبوس رہے سارے کتابیں دیمک کھاتی رہیں اپنی جائدادارثی فروخت کر کے گزراوقات کرنا پڑا ہے بقول آغائے شفا نجفی ان کے دروس کے لئے پانچ سوروپیہ فیس ہوا کرتا تھا اب وہ کہاں ہے کسی کو پتہ تک نہیں ہے لیکن جناب آغا شفاء نجفی خود کو پتہ ہے کیونکہ آپ اورآپ کے بزرگوں کی کوشش سے اندرون خانہ محصور ہوئے ہیں، جو کچھ شرف الدین کے خلاف ہوا ہے ان علماء ودانشوران سیاسی و سماجی واجتماعی کی نظر میں بہت برا ہوا ہے لیکن اللہ سبحانہ فرماتے ہیں جو تم سمجھتے ہوا ایسا نہیں تمہارے حق میں اچھا ہی ہوا ہے (آیت لگائیں) لہٰذا میں نے ان کلمات سے ان کا انتقام نہیں لینا ہے انہوں نے دین وشریعت سے کھیلنے والوں کا ساتھ دے کر اباطیل وتحریفات وخرافات کی یلغار کی تائید کیا ہے لیکن اپنی طرف سے ان کو معاف کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں اور ہمیں اپنی عفو ومغفرت

سے نوازیں۔

شرف الدین کی مذکرات تلخ:۔

علی شرف الدین بلتستان کے ضلع شگر موضع چھورکا کے محلّہ علی آباد میں ۵۹۔۱۳۵۸ھ کو پیدا ہوئے اپنی گھرانے کا تعارف پیش کرنے سے پہلے ضلع شگر کے رہنے والوں کے دین و دیانت کے بارے میں مختصر تعارف پیش کرتا ہوں ضلع شگر دین و دیانت میں تابع راجگان تھے راجگان دین سے جاہل دیانت میں فاسق وفاجر صوفیوں کی رعایت یافتہ تھے ان کی قدرت نمائی عزت نمائی دف وڈھول رقص گانے غزل گوئی تھا حلال وحرام کی کوئی اصول وضوابط نہیں تھے' کیونکہ ان کی مصروفیات اکثر و بیشتر ظلم وتشدد جبر واکراہ تھا ان کے درآمدات لگان جبری تھا لہٰذا ان کے ہاں حلال وحرام کا تصور بے معنی تھا جنہیں علماء کہتے ہیں ان کے کارہائے فسق کیلئے دعا گو رہے پورے علاقے میں کوئی عالم دین پڑھا ہوا نہیں ہوتے تھے، کیونکہ یہ راجوں کے مفاد کے خلاف تھے۔ یہاں سب سے پہلے عالم دین مرحوم شاہ عباس خودان کی سطح علمی کتنی تھی معلوم نہیں اتنا سنا ہے کہ آپ عراق میں سامراء میں تعلیم حاصل کیا ہے ، یہاں سطح تعلیم بہت نیچے ہوتے تھے، یہاں کے حوزہ میں مقیم کی پہلی حیثیت تین وقت کی نماز حرم عسکری میں پڑھنا ہوتا تھا، ان کا اوران کے نور دیدآقا سید محمد طٰہٰ اور آغا علی کے تعلیم گلستان ابواب الجنان ہدایت نحو تھا لیکن فارسی زبان پر

مسلط عربی محدود جانتے تھے۔ابھی ان کے نور دیدہ آغائے سید مبارک علی شاہ تک دینی میں مقلد حاجی محمد حسین اوران کے بعدان کے جانشین ندیم صاحب ہیں ان دونوں کا مذہب اخوان صفا والوں کا تھا۔

پورا علاقہ شگر کی دیانت کی برگشت پنجتن کے فضائل کے علاوہ کچھ نہیں جانتے تھے دین کے نصاب شاعرغرابی بواشاہ عباس کے اشعار تھے مساجد نہ ہونے کے برابر تھے چھوٹی بوسیدہ کہیں نظر آتے تھے لیکن نمازی نہیں ہوتے تھے کہیں اگر ہوں تو وہ ظہرین کی نماز غروب آفتاب کے قریب پڑھتے تھے ان کے دین صرف عزاداری تھا جس میں امام حسین پر جھوٹ افتراء باندھتے تھے۔اور کچھ نہیں میرے گاؤں کا نام بہت برا نام تھا جسے ہم نے علی کے نام سے منسوب کر کے علی آباد رکھا تھا میں جاہل ماں باپ سے پیدا ہوا، باپ انتہائی غریب گھرانے سے تھے ماں علاقہ کی ایک بڑے زمیندار زمین واشجار کثیرہ کے مالک خاندان ووفروپا کی شکور نامی کی بیٹی تھی۔جس کی جائداد کا حق ابھی عیسیٰ اور غلام محمد کی اولاد نے ساٹھ سال سے اپنے اندر تقسیم کر کے مجھے اور میرے بھائیوں کو محروم رکھ کر قبضہ جمایا ہوا ہے فی زمانہ اس کو روکنے میں زیادہ کردار اس گھرانے کے عمر رسیدہ ابوجہل غلام رضا محمد بشیر جعفر غلام نبی غلام عباس وغیرہ قابض ہیں ان کے پشت پر محمد رضا اور شکور نامی ہے۔اس علاقہ میں ابھی تک صنف اناث کو ان کے حقوق نہیں دیئے جاتے ہیں اس وقت

سرکاری کاغذات میں بھی اناث کا نام درج نہیں کیا جاتا تھا لہٰذا طریقہ قانون سے ان سے مقدمہ نہیں لڑا جاسکتا ہے، نام نہاد محاکم شرعیہ حکومتی عدالت گاہوں میں فیصلہ دینے والوں سے کئی گونہ بدتر فاسدتر ہوتے ہیں وہ عدالت قضاوت سے متعلق جاہل ہوتا ہے۔سرکاری ججوں سے بہت نیچے کی سطح پر ہوتے ہیں، رشوت سے بڑے بڑے حقوق پامال کرتے ہیں ابھی میرا حق روکنے والے شیخ ضامن علی اور سید محمد طہٰ و دیگر علماء ہیں۔ان کے علاوہ دو اور جھوٹے حاجی بنام حاجی شکور اور حاجی محمد رضا اور ضامن علی اور سید محمد طہٰ اپنی آخرت کو برباد کر کے ان کے لئے سینہ سپر ہو گئے ہیں حاجی شکور کا کہنا ہے ہمارے نام حق روکنے والوں میں دیا ہے اس سے کیا فرق پڑتا ہے، وہ اس بات میں سچا ہے کیونکہ انسان اگر کسی چلنے والے سے ٹکرا جائے تو فوراً پلٹ کر معافی مانگتے ہیں اگر چمڑے کو دباغی کرنا ہے تو اس پاوں سے یا بڑے موٹے لاٹھی مارتا ہے تو کچھ نہیں بولتا ہے اس مناسبت سے بے شرم کو شرم نہیں ہوتی ہے جس طرح فاحشہ کو فاحشہ کہنے سے نہیں ہوتی ہے۔

وہ ظاہری طور پر ایک ماتمسرا ء کی مال و دولت کی وجہ سے مقامی عالم نماوں کی طرف سے انہیں تحفظ حاصل ہے اما باپ کی طرف سے غریب ہونے کی وجہ سے پڑھائی کی طرف رغبت نہیں تھی لیکن از خود شوق و ذوق خود سکول میں داخلہ لیا خود اخوند کے پاس جا کر قرآن پڑھا کسی قسم کی کھیل کود میں شرکت

نہیں کرتے تھے چنانچہ احساس بڑھتا گیا گھر سے باہر جاوں سترہ سال کی عمر میں لاہور آیا۔

جامع المنتظر سے گزرتا ہوا نجف پہنچا، یہاں کا بہت مقام سنا تھا یہاں قرآن کریم سنت وسیرت معطرہ نبی کریمؐ عقائد سامیہ اسلام عزیز اخلاق قرآنی محمدی نامی کا کوئی حلقہ درس نہیں ہوتا تھا، جس نے یہ صورت حال محسوس کیا اس کا تدارک نہیں دیکھا یا وہ زنداں طلسماتی میں محبوس تھے جس کسی نے جرأت کی بدترین تعقیب ادب سیکھا اپنی طور پر ان برادران سے کہا یہاں ہفتہ گزر جاتا ہے دوسرا ہفتہ آتا ہے ہمیں دین کے بارے میں کوئی بات سنے میں نہیں آتے ہم کیوں از خود اس کا بندوبست نہ کریں چنانچہ ہم نے قبلہ آقائے جعفر شیخ صلاح الدین شیخ حسین عادلی مرحوم شیخ علی جوہری محمد رضا سید مہدی کچورا سے کہا ہم ہفتہ وار کسی بڑے استاد کو لاتے وہ ہمیں کچھ بتائیں چنانچہ ہم جناب شیخ علی باشا کو حضرات کو درس اخلاق کیلئے بلایا خود مراجع کے درس خارج میں جاتے تھے، ان کے پاس بھی دو تین سے زیادہ مواد نہیں تھے۔ اس طرح دروس اسلام جدید علوم کی روشنی میں پڑھنے کے لئے میں اور آغا جعفری رات کے ۹ بجے کسی مقیرہ میں درس آغائے مہدی اصفی سننے کیلئے جاتے تھے وہ کلیہ بغداد اور کلیہ نجف میں پڑھتاتے تھے۔

نجف میں مجتہدین کے وزراء امراء وسطاء کے لئے جاسوس چاپلوس

تملیق نہیں کرتے تھے مقلد بنانے کی خدمات پیش نہیں کرتے تھے لہٰذا گزر اوقات مشکل سے ہوتا تھا جو ملتا تھا اس کا ادھا حصہ کتاب خرید تا تھا مرض ٹی بی کا شکار ہوا، علاج کیلیے خریدی گئی کتابوں کو نیلام کیا جناب مولانا سید صادق شاہ صاحب نیک و مخلص غریب نواز کی کوششوں سے بغداد کے مرکزی جمہوری ہسپتال میں کمر کی ٹی بی کا آپریشن کیا اس میں مرحوم شیخ غلام حیدر گلگتی مجھے خون دینے آئے تھے، زواج کیلیے خرچہ نہ ہونے سے ازدواج کی خیال نہیں آیا لیکن کچھ بازاری زمان جانتے تھے محتاج مندوں کو علاج معالجہ کے لئے ہسپتال لے جاتے تھے مجالس میں تقریر وغیرہ کرتے تھے علاقہ باشو کے ایک فاسد گمراہ گھرانے کا ایک شخص اپنی بیوی بچوں کو چھوڑ کر واپس بلتستان آیا اور بیوی کو طلاق دی، اس عورت کی خواہش پر میں نے اس زندہ باپ کی یتیمہ بیٹی کو عقد میں لیا۔

ذہن دراک نہ ہونے کی وجہ سے حقائق واضح امداز میں درک نہیں کرتے تھے، اتنا کچھ سمجھ لیا اسلام اصل ہے قرآن اور محمد اصل ہیں، علی واہل بیت واصحاب فرع ہیں کیونکہ حدیث شریف کے تحت علی باب ہے اور باب باہر ہوتا ہے اسی دوران بلتستان سے جھوٹا دعوت نامہ آیا کہ آپ کی ضروریات پورا کریں گے، ہمیں دین سکھانے کیلیے آجائیں، دین سے جاہل دین سکھانے کیلیے ان پر بھروسہ کر کے بلتستان آیا، پتہ نہیں تھا ان کو دین کیسے سکھانا

کیا سیکھانا عوام کی ایک اصطلاح ہوتی ہے، کہ ہمیں ایک عالم دین چاہیئے جو ہمارے مرنے کے بعد جنازہ وتلقین پڑھیں اور ازدواج کے موقع پر صیغہ پڑھیں یا جو مجالس عزاء میں جھوٹ کی بھر مار کر کے ہمیں رلائیں، بہر حال جس طرح اللہ نے زندان یوسف سے رہائی پانے والوں کو یوسف فراموش ہو گیا اسی طرح اللہ نے ہمارے محلّہ والوں کے کئے وعدے فراموش کیا۔ بہت تلخ زندگی گذری جب محلّہ والوں سے ناگوارہ حالات کا سامنا ہوتا تھا ذمہ دار خود کو ٹھہراتا تھا، کہ تم کچھ پڑھے نہیں عالم بن کر آئے ہو لوگوں کو دین کیا ہے کیا بتائیں گے۔ کتاب پڑھنا شروع کیں لیکن معلوم ہے لوگوں کی ضرورت والا دین تو مجھے آتا ہے۔ لیکن جو دین اللہ نے قرآن کے ذریعے محمدؐ کو بھیجا تھا وہ ہمیں استاد بزرگوار مرحوم آغا صادقی تہرانی کی چند سال درس میں ہونے کی وجہ سے تھوڑا آتا تھا لیکن یہ دین وہاں والوں کیلئے مذہب سوز تھے ان کو جلاتے تھے۔

علماء کی آمدنیات یہ چیزیں تھی:

۱۔ تعویذات رمزی لکیریں ہند سے لکھ کر دیتے تھے۔

۲۔ جعلی ھبات جعلی نکاح۔

۳۔ لوگوں کے درمیان فصل خصومات نزاعات ما یسمی قضاوت شرعی کیلئے رشوت بنام نذر خمس ہدیہ لاتے تھے۔ اس کام پو پہلے دن سے ہی مسترد

کئے تھے۔

۴۔نذورات گاوں جانا پڑھتا ہے بڑے بڑے نامور علماء کی درآمدمات ان ذرائع سے پورا ہوتے تھے۔

۵۔خمس کے نام ونشان نہیں سوائے کھڑ پنچ تعلقات قائم کرنے کی خواہش مند بطور صدقہ خمس کے نام چند سو چھپکے سے دیتے تھے۔مندرجہ بالا دین وشریعت کے خلاف ہونے کے علاوہ ذلت آور ہونے کی وجہ سے نظریاتی طور پر مخالف تھے لیکن یہ تو میری درآمدات نہیں بن سکتے تھے رہ گیا خمس کی امید تھی جس کے لئے میں نے اجازہ مراجع لیکر کرآتے تھے لیکن اس کے لئے مختلف طور طریقے سے سمجھانے کی ضرورت تھی مثلاً گھروں کھانے، چائے دعوت پر جائیں تو چھت کی طرف دیکھ کر کہنا پڑتا تھا گھر کا خمس دیا ہے یا نہیں جو خمس نہیں دیتے وہ حق زہراء کھاتے ہیں، آپ کے ذمہ خمس ہے اس کے ادا کے بغیر آپ کے نماز وروزہ گھر میں رہنا سونا حرام ہوتا ہے قبر حشر میں آپ سے سوال ہوگا اگر نہ دیں تو آپ عمر کے ساتھ محشور ہوگا قیامت کے دن حضرت زہراء آپ کی شاکی ہوگی دوسرا نکتہ جو انتہائی اہمیت کی حامل تھی وہ یہ تھی دے دیں تو ہمیں ہی دیں، یہ تو علاقہ شگر چھورکا کی بات تھی سکردو میں خمس گئی سوائے شیخ غلام محمد داعی آغا خان داعی بھٹو کے علاوہ دینا جائز نہیں سمجھتے تھے کم سے کم اسلام کے نہیں شیخ غلام محمد کے مروج ہونا ضروری تھا ہم چونکہ ان دونوں

ہی کے خلاف تھے لہذا یہ گنجائش نہیں تھا۔ لہذا یہ اجازت عزت بچانے کے لئے
کام نہیں آئے کمر درد کے لئے پلاستر کی جگہ یا بطور تعویذ بازو رپر باندھنا رہ گیا
یہ تھے بیرونی متوقع درآمدات اما داخلی درآمدات بقدر کیفیت نہیں تھے جو کچھ
ہاتھ میں آتا تھا اس کو جلسہ جلوس کی ضروریات میں خرچ کیا۔ جلسہ کے لئے لا
ہور سے خیمہ لایا جنریٹر لایا پہلی بار یہاں لاوڈ سپیکر لایا بجلی نہ ہونے کی وجہ
بیٹری سے چلاتے تھے چارجنگ کے لئے میں خود سکردو جاتا تھا۔ بھائی کا حصہ
زیادہ تھا ہمیں باپ کی طرف سے معمولی زمین تین بھائیوں کے لئے ملے تھے
وہ کسی کام نہیں تھے زمینداری نہیں کر سکتے تھے گھر میں آنے والی کھڑ پنچوں کو
ڈانٹتے تھے تو بھائی ناراض ہو گئے ایسے کیسے چل سکتا ہے اپنے سے الگ کیا محلّہ
والوں کو پتہ چلا یہ ہمارے کام کے نہیں ہے بہر حال فقر و فاقہ محرومیت
میں وقت گزرے۔ وہ نماز جنازہ اور تلقین بھی اور صیغہ پڑھنا باقی مجالس پر تو
ہم نجف سے ارادہ کر کے آئے تھے اس کی اصلاح کرنی ہے۔، یہ ان کو
براشت نہ ہوا گوارہ نہیں ، بہر حال اسلام سیکھنے کیلئے بلتستان چھوڑ کے ایران
گئے انقلاب اسلامی کے طفیل میں کوئی تبدیلی آجائے مافات کا قضاء کریں نہیں
ملی تو میں نے مفتگی زندگی کو چھوڑ کر یہاں آئے۔نہیں چاہا ایران میں قیام
کروں تو اس بیوی اوران کے گھرانے نے یہاں آنے سے انکار کیا وہ لوگ
سے سمجھتے تھے وہ ان چار بچوں کو کہاں لے جائیں گے یہاں رکھیں خرچہ دینا

پڑے گا اگر نہیں دیا ہم دعویٰ کریں گے ذلیل وخوار ہو کر ہماری بات مان لیں گے یہاں ذلیل مثل حیوان کھانے کے لئے یہاں جینا انتخاب کریں گے اللہ نے میری حسن نیت کا ساتھ دیا چار چھوٹے بچون کو اپنے ساتھ کراچی لایا یہاں سے بیوی کو طلاق دیا وہ لوگ سمجھتے میں چار بچوں کے ساتھ ان کو کہاں دوسری زوجہ ملے گی اللہ کا مقدر جس گھر سے میں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی اس خاتون باشرافت بافضیلت معلّمہ قرآن کی بیٹی کو طلاق ملی ہم نے ان کی مانگی انہیں ہم پسند آئے اتنے خوشگوار زندگی گزارنا شروع ہو گیا ایک یہ منحوسہ اکیلی آ کے گھر میں چند اپنے ان ناقدر ناشناس بچوں نے ہم ان سے التماس کیا امی کو یہاں رکھیں۔

دوسرا نکتہ جو انتہائی اہمیت کی حامل تھا وہ یہ تھا سیاست کو دین نہیں سمجھتے تھے لیکن سیاست کے نام سے دین سے کھیلتے دیکھنا بھی برداشت نہیں کرتے تھے چنانچہ علاقہ شگر میں بلدیاتی انتخابات ہوئی ایک طرف راجگان اور ان کے وزراء علاقے میں تمام لہو ولعب دف وڈول کے علاوہ عوام سے ان کا سلوک فرعون اور ان کے وزراء کا اسرائیلیوں جیسا تھا اس کے علاوہ وہ ایک منحرف گمراہ سرگودھا کے پولیس انسپکٹر سے دعویٰ کرامات معجزات لے کر آئے تھے اپنے ساتھ لاتے تھے دوسری طرف ایک شخص ظاہری طور پر حلیہ ایمانی رکھتے تھے صوم وصلات کے پابند تھے علاقہ شگر کے عالم دین آغائے سید محمد تائید

رکھتے تھے ہم نے دین کے خاطر ان کی حمایت کی لیکن بعد میں وہ بھٹو اور آغا خان کے گرویدہ نکلے آغا طہ کو بھی انہوں نے گمراہ کئے ہوئے تھے سات ہی اپنے علاقے سے چند عباء عمامہ بوشیوں کو گلگت میں آغا خان کے بیعت کیلئے لے گئے تھے یہاں سے ہمارا ان سے تعلقات ختم ہوئے۔

سید عباس رضوی فاضل نجف بلتستان کے قومی نمائندہ صداقت و صراحت سے کہا کرتے تھے ہم پیغمبرؐ کی سیرت پر نہیں چل سکتے ہیں، سوال یہ ہے کہ پھر پیچھے کس کی سیرت باقی بچتی ہے جس پر آپ لوگ چل سکتے ہیں، ظاہر ہے سیرت ابوسفیان ہی رہ جاتی ہے۔ بقول مرحوم آغا علی، اور آغا ساجد آغا خانیوں کو روکنے کے لیے ہمارے پاس عوام کو دینے کے لیے نوٹوں کے بنڈل ہونے چاہییں، اس وقت علماء کے لیے گاڑی ہونا چاہیے، جب علماء کی شان ہوگی تو دین کو شان ملے گی، دین علماء سے قائم ہے، علماء دین سے قائم نہیں۔ حالانکہ ان کی شان ان کی اُن صلاحیتوں کے استعمال سے ہوگی جن سے دین کو سر بلندی نصیب ہوگی۔

ہم سوچتے تھے یہ لوگ اہل بیت اطہار کے چاہنے والے ہیں، اہل بیت کے نام سے اسلام کو اٹھائیں، اہل بیت اطہار نے کس طرح دین کو اٹھایا تھا لیکن ان کی اہل بیت سے مراد اسماعیلی و نصیری تھے اسلام سے ان کا رشتہ منافقانہ و سوتیلی ماں جیسا تھا یہ ظاہر میں چاہنے والے اور اندر سے دشمن اہل

بیت و دشمن خلفاء تھے' یہ لوگ نام اہل بیت کا لیتے تھے جبکہ تاسی ابی الخطاب مغیرہ عجلی کی کرتے ہیں۔

یہاں سے انہوں نے مجھے پہچان لیا، میں نے ان کو پہچان لیا، جب کراچی پہنچا تو پہلی بار دام اخوان صفاء میں پھنس گیا۔لیکن میں نہیں جانتا تھا یہ لوگ اخوان صفاء والے ہیں بلکہ میں یہ بھی نہیں جانتا تھا اخوان صفاء کیا ہوتا ہے جب سے ہم نے فرق شناسی کا عمل شروع کیا تو کتب فرق میں ان کی تعریف اوران کے اغراض ومقاصد کا پتہ چلا تو ذہن مشتعل ہو گیا۔ یہاں سے ہمارا اخوان صفاء سے رشتہ ٹوٹ گیا۔

اب مجالس امام حسین سے خطاب رہ گیا ہے امام حسین نے اسلام کیلئے قیام کیا تھا چنانچہ اس کا مسلمانوں کے دل میں ایک خاص مقام بنا ہے۔امام حسین کو محافظ اسلام کے طور پر سمجھتا تھا لیکن امام حسین کے اہداف و منشورات بتانے کی بجائے منابر پر اسلام مخالفوں کا قبضہ دیکھا گیا یہاں اسلام کے اصول ومبانی کو مسخ و فسخ کر کے پیش کرتے ہیں اسلام کے اصولوں کو تہہ و بالا کرتے ہیں ہم نے خانۂ امام حسین پر لگی خرافات و بدعات و محرمات کو جھاڑنے کی کوشش کیلئے محققین علماء کی کتابیں خریدیں، ان کو پڑھا ترجمہ کیا۔امام حسین کے نام سے سیمینار اور مجالس، مذاکرہ کا اہتمام کیا مواد تقسیم کیا یہ کسی کے کہنے پر نہیں یا چندہ جمع کرنے کیلئے بطور وسیلہ نہیں کیا، میں حقیقی معنوں میں یاد حسین

کو باب الاسلام سمجھا تھا اس لئے جب مسؤلین ایران نے ہم سے ترویج دین کیلئے تجاویز مانگیں تو ہم نے تربیت خطباء کا مشورہ دیا تھا کیونکہ میں سمجھتا تھا انقلاب اسلامی عزیز مسئولین کے دل ودماغ میں گھس گیا ہے اب اہل بیت اطہار اہداف قیام امام حسین کو فروغ ملے گا، اب ہم نے اسلام کو حسین بن علی ابن ابی طالب، فاطمہ بنت رسول اللہ کو اٹھانا ہے میں نہیں جانتا تھا کہ ان کی حسین سے مراد حسین حلاج ہے لیکن انہوں نے انہی مخربین، منحرفین کو اٹھانے کا ٹھیکہ سابق زمانے کے علم پرست معاصر زمانے میں علم دوش بدوش ضرافات بھی چلانے والا جناب آغا محسن نجفی کو دیا، ہمیں ان کو دی گئی کثیر رقوم پر اعتراض نہیں کیونکہ یہ رقوم بیت المال مسلمین سے نہیں تھے تو اس کا حساب کرنا درست نہیں، پیسہ چاہے حلال کا ہو یا حرام علم پرست انسان کے توسط خرافات نشر کرنا سمجھ میں نہیں آیا۔ انہوں نے ثقلین اور معصوم کے نام سے دو رسالے نکالے لیکن معلوم نہیں ثقلین اور معصوم سے کیا مراد ہے خطباء وذاکرین کی انشورنس کیا۔ اس کارکردگی کی رپوٹ کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا بہت کامیاب رہا، میں نے وہیں اجلاس میں بلند آواز سے کہا آپ نے ترویج باطل کیا۔ میں امام حسین کا مخالف نہیں ہوں ہم نے امام حسین کو اسلام کی دعوت کا وسیلہ بنا کر قیام امام حسین پر کتابیں لکھیں خود اپنے گھر میں مجلس امام حسین قائم کی تھی، کراچی دستگیر سے ایک پرانے آشنا کو ایک عزیز لیکر

آئے انہوں نے آخری سوال یہ کیا کیا آپ آئندہ امام حسین پر کوئی کتاب لکھیں گے تو میں نے جھٹ کہا آپ بتائیں کتنے صفحات پر لکھوں۔ لیکن میرا تعارف دشمن عزاداری سے ہی کیا، ہماری کتاب امام وامت آنے کے بعد ہماری مخالفت بڑھ گئی ہم امام مہدی کے معتقد تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ آپ تشریف لائیں گے، اسلام کو زندہ کریں گے اور مسلمانوں کے درمیان اسلام مخالف عقائد وافکار کا خاتمہ کریں گے امام مہدی کے عنوان پر صحیح قیادت کے بارے میں گفتگو کریں لیکن جو لوگ ہمارا گھیراؤ پر تلے ہوئے تھے وہ جانتے تھے کہ امام مہدی کا یہ عقیدہ بے بنیاد ہے اور ہم نے جھوٹ ودھوکہ وفریب دہی کے لئے اٹھایا ہے لہذا اس کا زیادہ چرچا نہیں ہونا چاہیے۔

یہاں سے جب ایران جاتے تھے مسئولین کو یہ شکایت کر کے جب یہ حضرات یہاں سے تشریف لاتے تھے تو میں یہاں ان کو سناتا تھا التماس کرتے تھے لیکن وہ میری باتوں کو ظاہری طور پر سراہتے تھے قبول کرتے تھے لیکن بات سب کی سنو کام اپنا کرو کے اصل کے تحت وہ اصل اسلام کے اساس قرآن وسنت وسیرت محمد تاریخ اسلام سے بہت ڈرتے تھے وہ اندر سے جانتے تھے اس بے چارہ مولوی کو پتہ نہیں ہے کہ ہماری اصل کیا ہے ہماری اصل، اصل میں باطنی ہے، اثنا عشری نقاب مجبہ ہے باطنیوں کے قرآن اور نام محمدؐ اسلام سے منسوب کوئی بھی چیز ہو وہ دیمک جیسی ہے صرف نصاب

اخوان بلا ایمانیات ہوتی ہے، ہمارے نصاب ایمانیات کو اتار کر دھوتا ہے۔ اس صورت میں تو ہماری توقعات بے جا جاہلانہ اپنی مذہب کے خلاف ہی بنتا تھا لہذا میری توقعات حضرت زینب کے اس فرمان کے مطابق جہاں دختر علی نے یزید سے خطاب میں کہا ''کیف یر تجی من لفظ فوہ اکباد الاز کیا''۔لیکن یہاں مدینۃ العلم میں قابض فرقہ غرابیہ تھے جسے بغداد کرخ سے شیخ طوسی ساتھ لیکر آئے تھے۔ پورے عراق و نجف میں جس کے زبان و عمل میں اسلام نظر آتے تھے وہ مہدی شمس الدین، محمد حسین فضل اللہ اور باقر حکیم اور شیخ احمد وائلی جیسے چند علماء تھے۔

۱۔نجف میں قیام کے دوران میں امام خمینی کی قیام گاہ میں ہر وقت حاضری نہیں دیتے تھے نہ اس وقت ان کے درس خارج میں جانے کی لیاقت رکھتے تھے لیکن ولایت فقیہ کے دروس کو جو عربی و فارسی میں انقلابی تقسیم کرتے تھے پاکستانیوں میں میں ہی واحد شخص تھا جو یہ کتاب دوستوں تک پہنچاتا تھا میں نے ہی پاکستان میں جناب آغا علی موسوی کو بھیجے تھے اور انہوں فوراً مرحوم صفدر حسین سے مل کر ان کا ترجمہ کر کے نشر کیا تھا۔

۲۔کراچی پہنچنے کے بعد شیخ یوسف نفسی اور علی مدبری نے مجھے امام خمینی کی حمایت کے جرم میں آغا خوئی والوں کی نظر میں مطعون کئے تھے۔

۳۔ہم نے ولایت فقیہ پر سب سے پہلی تصنیف کی ہے واضح رہے کہ یہ

کسی کے کہنے پرنہیں کسی طمع ولالچ میں یا حمایت انقلاب میں نہیں کی ہے نہ ولایت فقیہ کا تصور یہاں کے امامیہ تنظیم والے یا ایران کے انقلابی رکھتے نہیں تھے بلکہ کہ میرا نظریہ تھا حاکم اسلام شریعت شناس ہونا چاہیئے نہ کہ حکومت اسلامی کا سربراہ مجتہد ہونا چاہیئے ،اکثر مجتہدین کو نظام اسلام کیا ہوتا ہے پتہ ہی نہیں ہوتا ہے، مرحوم محمد باقر الصدر کتاب اقتصادنا نہ لکھتے تو کسی کو پتہ نہیں تھا اسلام کا نظام اقتصاد کیا ہوتا ہے۔ رسالہ عملیہ میں بحث جہاد، بحث امر معروف تک نہیں ہوتے تھے چہ جائیکہ جہاد وقصاص وغیرہ کی بحث ہو چنانچہ کراچی یونیورسٹی سے ایک شخص میرے پاس آیا کہا کہ میں ولایت فقیہ امام خمینی پر پی ایچ ڈی کرنا چاہتا ہوں، میں نے کہا بہت تنگ موضوع ہے یہ موضوع نظریہ امام خمینی سے آگے نہیں گزرے گا اصل ولایت فقیہ پر لکھو میرا مقصد صرف اسلام کی خاطر کہا تھا اسلام کی بالادستی تھا انقلابی ہنگامی نہیں تھا اسی لئے میری انقلابیوں سے نہیں بنتی تھی بلکہ آغائے عسکری جو اس وقت نمائندہ رہبر درج ہے اور آغائے ابراہیمی جو مرحوم آغا منتظری کے نمائندہ تھے کو اپنے گھر میں استقبالیہ دیتے ہوئے اعلان کیا ہماری جمہوری اسلامی ایران سے لگاؤ ’’لا نرید منکم‘‘ میں نے ان کی حمایت کرکے کوئی چیز حاصل نہیں کی حتیٰ میری کسی کتاب پر میں نے انہیں کچھ لکھنے کی زحمت نہیں دی ہے ہم نے ’’منکم جزا و لا شکورا‘‘ کے تحت کررہا ہوں یہ جملہ انھیں بہت گراں گزرا

ہے۔ایران میں مقیم سنیوں کوٹھنڈا کرنے کیلئے اتحاد بین المسلمین کا شعار بلند کیا، دارالتقریب کی بنیاد ڈالی لیکن میلاد النبیؐ بارہ ربیع الاول کو نہیں کیا، وحدت پرسوال کتنے والوں کا آغا سبحانی نے کہا'' اھل بیت ادرای ما فی البیت ''ہم وحدت کے شعار کا استقبال کرتے تھے لیکن سید جواد ہادی، آغا ساجد نقوی، آئی ایس او، آئی او، اصغریہ اور جعفریہ اور آغا جوادہ کو پتہ تھا ہمنے اندر بغض بھر کر رکھا ہے، اتحاد کی بات ہی نہیں کرنی ہے، یہاں یہ بات بھی واضح کرنی ہے یہ نہ سمجھیں کہ اہل سنت والجماعت اس کا استقبال کر رہے تھے نہیں قطعاً نہیں انہیں استقبال صرف سیکولر مسلمان اور روزانہ کی نرخ پر روٹی کھانے والی طرف سے ہوتی ہے۔

انقلاب اسلامی کا چہرہ مسخ کرنے کے لئے دفاع از شیعہ کے نام سے مجمع جہانی اہل بیت کا قیام عمل میں لایا گیا۔رہبر معظم کو قانع کیا کہ آپ کو حقیقت اور واقعیت میں چاہنے والے اور موقع ومحل پر دفاع کرنے والے شیعہ ہی ہیں سنی آپ کا ساتھ نہیں دیں گے، اوّل و آخر یہی شیعہ ہیں شیعوں میں آپ کے بارے تشویش پائی جاتی ہے کہ ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے خصوصاً تقریب المذاہب کی تاسیس باعث تشویش ہے لہٰذا انہوں نے ایک اور ادارہ کی ضرورت پر زور دیا جو خالص شیعوں سے دفاع کرے، اس کیلئے مجمع جہانی اہل بیت وجود میں لائے۔ ۴۔آغائے سید عارف حسین قائد بننے کے

بعد کراچی میں سیدھے میرے گھر میں تشریف لائے اور عوام میں تعارف ہو نے تک میرے گھر قیام کرتے تھے اور یہ اسلام کی خاطر تھا۔

۵۔ہم تحریک فقہ جعفری کے ضد اسلامی محسوس ہونے کے بعد آغا عارف کو تجویز دی کوئی اسلامی نام رکھیں اِس میں مرحوم مرتضیٰ حسین صدر الافاضل دو چند دیگر علماء تھے جسے انقلابی جوادی وہادی نے مسترد کروادیا۔

٦۔ہم باقر الصدر، امام خمینی، باقر حکیم اور مہدی شمس الدین کو شیعوں میں اسلام کی طرف گرائش رکھنے والے چہرہ اسلامی سمجھ کر ان سے محبت کرتے تھے، ان کی کتابیں نشر کرتے تھے ہم شیعہ کو اسلام کا چہرہ سمجھے تھے نیز ضد اسلام حرکات اور سب خلفاء اسلام کو سے نادانی ناعاقبت اندیشی سمجھتے تھے ۔میرے یہ خیالات ایرانیوں اور یہاں کے انقلابیوں، بہاؤالدینی حتیٰ کونسلگری پسند نہیں کرتے تھے۔

منابر امام حسین پر شعراء اور ذاکرین جاہل ازا اسلام والے قابض تھے قرآن کا ذکر تک نہیں کرتے تھے۔نجف سے واپس بلتستان موضع چھور کا محلّہ پنکھا نامی والوں کی دعوت ضروریات پوری کرنے کے وعدے پر واپس بلتستان پہنچا تو اس وقت یہاں کے لوگ اپنی ارسال کردہ خط میں خدمت کا ذکر بھول چکے تھے میں ان کو یاد نہیں دلا یارہ گیا۔بقول مرتضی مطہری شیعہ مذہب میں علماء محترم زندگی گزانے کی بجٹ خمس مال امام تھے اس کے لئے

مجتہدین کے اجازہ تصرفات اموال مجہول صدقات کی ضرورت تھی لہٰذا آتے وقت آقائے حکیم آیت اللہ الخوی، آیت اللہ شہوردی، باقر صدر، امام خمینی اور محمد شیرازی سے لئے تھے۔

شرف الدین کو خود اہل خانہ نے مسترد کیا:۔

یہ کوئی کسوٹی نہیں امور دینی اندرون خانہ سے کسی حد تک تعاون حاصل ہونا چاہیئے، یہ کوئی معیار حق رہا ہے نہ معیار باطل یہ امور دینی میں بہت ادنیٰ رکھتا ہے اگر تعاون رہے تو زیادہ کامیاب رہتا ہے نہیں رہا ہے تو کم رہتا ہے امور دنیوی اور مادی میں کم وزیادہ اثر انداز رہتا ہے، امور دینی میں ہر ایک کا اپنا حصہ ہوتا ہے جتنا اس میں ڈالا ہے اتنا اس کو ملے گا اگر کسی نے امور دینی کی بنیاد ڈالا اس کو اتنے حساب ملے گا اگر کسی نے تعاون کیا چاہے اندرون خانہ سے یا بیرون خانہ سے وہ اپنا حصہ لے گا، شاید میرے لئے اندرون خانہ سے تعاون رہتا میرے کام میں بہت خلل باعث نقص بن جاتا، اللہ نے چاہا میں کامیاب ہو جاؤں اندرون خانہ سے تعاون نامی کسی بھی حوالے سے نہیں رہا اسی طرح مزاحمت بھی نہیں رہے لاتعلق ہی رہے۔ چنانچہ تاریخ انبیاء میں اندرون خانہ سے تعاون تقریباً صفر بلکہ زیادہ مزاحمت ہی رہا ہے ہاں یہ کہہ سکتا ہوں کہ گھر والوں کے تعاون سے حوصلے بڑھتا ہے ایسا نہیں بلکہ ان کی لاتعلقی نے میری ہمت میں اضافہ کیا دو بیٹے دو بیٹیوں اور ان کے شوہران نام نہاد عالم

دین کی طرف سے مایوسی ہوئی کیونکہ ان سے امید باندھا ہوا تھا، عالم دین بنیں گے لیکن وہ عالم زندگی بن گئے۔ باقی دو بیٹے اور دو بیٹیاں جن کی پڑھائی بود و باش ضد دین ہی پر تھا ان کی والدہ انہی سے درآمدات کیلئے چشم براہ تھیں ان کی غلات مردہ کی اوراد پر زیادہ توجہ رہی، علی ایہہ حال ہمیں کوئی غیر متوقع حالات کا چنداں سامنا نہیں ہوا یہاں بھی عقیلہ ہاشمیہ کے یہ جملے بار بار یاد آتے رہے ''**کیف بر تحی من لفظ اخوہ اکیاد الاز کیا**'' مدارس مروجہ کتنا ہی دین نما کیوں نہ کریں ان سے شاذ و بادر ہی دین سالم بچتا ہے۔

حاضر کتاب کوئی علمی تحقیقی دینی سیاسی معاشرتی کتاب نہیں بلکہ اس مظلوم و مقہور محصور انسان جسے معاشرے کے ہر طبقے جاہل اوباشوں سیاستدانوں روشن خیالوں تنظیموں ارباب مال و دولت اکابر علماء فضلاء کے علاوہ عزیز و اقارب رشتہ داروں حتیٰ تمام اہل خانہ بلا استثناء دبانے پر اصرار کیا ۔ مجھے سب سے زیادہ گراں اور ناگوار یہ انداز گزرا۔ میری سیرت و سرشت میں نہیں رہا ہے کسی کو اپنے مفاد کیلئے استعمال کیا ہو اگر کسی کو میری ضرورت پڑے تو ضدمت کیا، اسی طرح کسی کے استعمال کرنا بھی گوارہ نہیں رہا۔ میں نہ استعمار گر تھا نہ مستعمرہ برداشت تھا۔ مجھے زیادہ تر امامیہ آرگنائزیشن نے استعمال کیا وہ مجھے بیوقوف بنایا، آ گا صاحب کہنے کو اعزاز سمجھنے لگا تھا۔ اخوان صفاء ہمیں اپنا مزارع سمجھتے تھے اور خاندان والوں کی طرف سے دبا کے

چلانے کی جو سوچ ہم نے ان میں محسوس کیا ان کو پتہ ۔۔۔ پر گراں گزرتے ہیں اس کی ایک مثال بلتستان میں رائج مطعومات مین سے ایک نمکین چائے ہے اس کی ایک پرانی کہاوت ہے بڑے اعیانی گھروں میں بناتے تھے بقول ان کے ڈبل بردار ہوتے تھے یعنی چائے کپ میں ڈالنے کے تھوڑی دیر بعد ایک روپے کا سکہ اس میں ڈالیں وہ تہہ میں نہیں جائے گی اوپر رہے گی اس کو کہتے ہیں ڈبل بردار چائے ایک بزرگ کسی بزرگ کے گھر میں مہمان تھے انہوں نے دیگر خاطر تواضع کے ساتھ نمکین چائے بھی بنائی تھی۔ یہاں بزرگ جاتے وقت ان کی خاطر تواضع کا شکریہ اداء کیا اہل خانہ نے تعارفی طور پر کہا آپ معاف کریں آپ کے شان کے مطابق نہیں تھا مہمان بزرگ نے کہا نہیں اچھا اہتمام کیا تھا لیکن یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں چائے میں ایک گلاس پانی زیادہ ڈالا تھا یہ بات جس بزرگ نے کہا تھا درست تھی، کسی کے بھی غلطیوں کا احساس دلانا اچھا نہیں بلکہ اس کو احساس ہونے ہی نہیں دینا چاہیئے چنانچہ ہمارے ایک دوست محترم دانشور جناب ملک مسعود کا نظریہ ہے غلطیوں سے چشم پوشی کرنا چاہیے وہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا چنانچہ انہوں نے اس میں ایک شاگرد کا اپنے استاد سے سلوک کا ذکر کیا تھا۔ لیکن عقل و منطق اور تجربہ کہتا ہے جتنا بھی ہو سکے کسی نہ کسی طریقہ اور آ کر میں واشگاف الفاظ میں بیان کرنا ضروری ہے۔

میری کسی سے کوئی عداوت نہیں ہے کیونکہ کسی نے مجھ سے کوئی چیز چھینا نہیں ہے اور نہ کسی نے میرے اوپر تعدی تجاوز کیا ہے، کسی کا کسی حدود سے تجاوز کرنے کے اسباب و وجوہات ہوتے ہیں ان اسباب میں سے بعض قابل ذکر ہوتے ہیں الحمدللہ شرفاء وفضلا ہے جبکہ دوسری قسم میں وہ لوگ آتے ہیں جو محراب و منبر و مدرسہ کے تنازعات یا مالی خورد برد میں ملوث ہوتے ہیں یا میدان سیاست میں رقابت رکھتے ہیں یا بیٹھے بیٹھے کسی کے علم و فضل کے خلاف منہ کھولتے ہیں اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمیں ان چیزوں سے محفوظ رکھا اور ہم نے حتیٰ الامکان تمام علماء کی عزت و احترام کی ہے ہم ۱۴ سال نجف میں سات سال شگر میں اور اڑھائی سال ایران میں رہے کسی سے عداوت ونفرت و دشمنی نہیں کی اور وہاں کی پارٹی بازی میں بھی حصہ نہیں لیا یہاں تک کہ وہاں اور یہاں بعض ہم سے اس لئے ناراض ہوئے ہیں کہ ہم ان کے استعمال میں نہیں آئے سات سال وہاں پر نام نہاد تعلیم دینی میں ہم سے کم ہوتے ہوئے ہم نے ان کا احترام کیا ہے وہ بھی حد سے زیادہ احترام رکھتے تھے کیونکہ میں نے ان کی آقائی نہیں چھینی ہم نظریاتی طور پر ان سے اختلاف رکھنے کے باوجود جناب آغائے ساجد کو تین چار سال تک اپنی طرف سے ٹکٹ دے کر سیمینار قرآن کی صدارت کرائی اسی طرح دیگر بزرگان کا بھی احترام کیا جناب آغائے نجفی، آغائے جعفری کا حد سے زیادہ احترام کیا، جناب آغا

جعفری کے نزدیک فلم فروش علی عباس بک ڈپو قوم پرست سید حیدر شاہ، آغا خان پرست آپ کا خانی دوست مہدی شاہ، ندیم، سلیم سب علاقے کیلئے غیر نقصان دہ تھے صرف شرف الدین کی کتابیں کتاب ضلال قرار پایا۔ بلتستان میں شیخ ضامن علی کو میں نے ہی اپنا منبر ومحراب ان کے حوالے کرنے کیلئے بلتستان سے انہیں اپنے خرچ پر ایران لے گیا اور وعدہ دیا آپ اطمینان سے ترویج دین کریں، سید محمد طٰہٰ کو یہاں جامعۃ علمیہ میں داخل کیا ان سے کہا آپ اچھی طرح سے پڑھیں آپ کی معاونت کریں گے لیکن سب نے اتفاق سے مجھے منحرف وگمراہ وپیش کرنے کی کوشش کی میری کتابوں کو کتب ضال قرار دیا حتیٰ ان لوگوں نے میرے بھتیجے سید محمد سعید اور باقر کو ہم سے چھین کر میرے گھر کو ویران کیا آخر میں ہر ایک نے دام درہم مجھے بدنام ورسوا کرنے اور میرے ادارے کو بند کرنے میں بہت کردار ادا کیا جبکہ ہم نے اپنی کتابوں میں سب سے درخواست والتماس کی کہ ان میں جو بھی غلطی ہو، میں اصلاح کرنے کیلئے تیار ہوں، مجھے آپ کی طرف سے اصلاح پر خوشی ہوگی آپ سب آگاہ ہیں کہ جناب آغائے سید جواد نقوی صاحب کا میں بہت احترام کرتا رہا ہوں لیکن جب سے آپ یہاں تشریف لائے۔ تو یہاں اپنی قیادت کے افتتاح کیلئے عقیقے کا قرعہ ہمارے نام نکلا یہاں تک کہ مشرب ناب میں انتہائی حقارت و اہانت کے ساتھ تہمت لگائی کہ ہم امام حسین کے منابر سے مذہب جاری کی

خرافات کی نشاندہی سعودی عرب کی حکومت کہ کہنے پر کرتے ہیں آپ کو اس حد تک مجھے متہم کرنے کی ضرورت اس لئے پڑی کہ آپ کی قیادت کی حمایت اس میں ہے کہ یہاں کے خرافات جوں کے توں رکھیں۔ آپ کے تو شاید ایک دو آدمی نہیں بڑے سرمایہ داروں کی جماعت پشت پر ہو۔ میرے بیٹے اور داماد کو شبیر کوثری نے خرافات کو جوں کے توں رکھنے اور نہ چھیڑنے کا وعدہ لیا ہے۔ ہم نے پھر بھی شرافت واحترام سے اپنا دفاع کیا ہے۔

جس کے بارے میں یہ امید رکھتے تھے کہ میری آخری رسومات تک ساتھ دیں گے انتہائی شقاوت قساوت جسارت اہانت اندازے میں چھوڑا اس انسان کی مذکرات ہیں۔ میں مرنے کے بعد نیک نامی وبدنامی پر ایمان نہیں رکھتا ہوں کیونکہ یہ فکر یہ عقیدہ ایمان بہ آخرت نہ رکھنے والوں کی سوچ وفکر ہے اور نہ ہی منافقانہ کرایا نہ اور رٹا نہ طلب مغفرت پر ایمان رکھتا ہوں، اس لئے میں نے اپنی کتاب مذہب چھور کا میں وصیت میں لکھا ہے اہل چھور کا غرابیہ والوں کی میری تعزیہ کیلئے آنا قرآن پڑھنا قبول نہیں کیونکہ یہ لوگ قرآن مخالف لوگ ہیں، انسان اُس عالم میں منتقل ہونے کے بعد یہاں کے حالات سے آگاہ نہیں ہوتا لہٰذا موت کے بعد ملنے والی نیک نامی سے خوشی کا طالب ہوں اور نہ بعد کی بدنامی سے دکھ ہوتا ہے اپنے اعمال کی مغفرت ورحمت کی امیدوں سے اپنا وقت پورا کر کے جاؤں گا۔

ہم نے عمر میں بہت سی غلطیاں کی ہیں چونکہ انسان کی ترکیب ہی سہو و نسیان سے ہے قرآن میں آدم صفی اللہ کے لئے آیا ہے ’’**فنسیی عھد**‘‘ اس کے باوجود بعض غلطیاں انسان کبھی نہیں کرتے، خودکشی کے مترادفات کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن خودکشی نہیں کرتے، آگ کو روشن سمجھ کر اس میں کودتے نہیں، اسی طرح ہم نے بہت سے علماء وفضلاء کی خدمت کی ہے،

یہاں خدمت سے مراد مادی نہیں کیونکہ خدمت ہمیشہ مادی نہیں ہوتی ہے دوسری طرف سے اللہ نے ہمیں اتنا مال کبھی دیا ہی نہیں، البتہ مراجع اور ان کے وکلان کی چاپلوس بھی نہیں کی نہ دینی کاروبار والوں کو سرکار کہا غرض بعض غلطیاں کبھی نہیں کیں یعنی اسلام سے ہٹ کر مذہب کو نہیں اٹھایا اس کی وجہ یہ تھی کہ میں فطرتاً مسلمان پیدا ہوا تھا لہٰذا اصل اسلام ہی کو سمجھتا تھا ہم اسلام اور مذہب میں تمیز کرتے تھے الحمدللہ اسی تمیز کے طفیل و برکت سے میں دن بدن قرآن سے نزدیک ہوتا گیا۔ آج کی طرح پہلے بھی اللہ ہی کو خالق کہتا تھا، کبھی بھی علی کو خالق ورازق نہیں سمجھا نہ کہا۔ اہل بیت پرستی نہیں کی، اس کی واضح مثال تاسیس دارالثقافہ الاسلامیہ پاکستان ہے، آپ پورے پاکستان میں سروے کریں، شیعہ سنی کا کوئی مدرسہ ومسجد وادارہ نہیں ملے گا جس نے خاص اسلام کو اٹھایا ہوا، اگر شاذ ونادر مل بھی جائے، تو ہزار میں سے ایک ہوگا، باقی اسلام سے عاری وخالی مذہب والے ہوں گے یا مخلوط ہونگے، ان کے

پاس مذہب زیادہ اور اسلام بہت تھوڑا ملے گا لیکن دار الثقافۃ الاسلامیہ خالص اسلامی تھا لیکن غلطی سے کچھ کام غیر اسلامی بھی سرزد ہو گئے تھے لیکن الحمد اللہ اسی فیصد اسلام ہی رہا، اسلام خالص ہی اللہ کا دین ہے محمدؐ اللہ کے رسول ہیں شکر ہے اس ذات نے ہمیں مذہبی جہنم سے نجات دلائی۔

آخر میں واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کے لکھنے کی انگیز احساس کمتری کو پورا کرنا نہیں تھے کیونکہ مجھے اپنی حقارت پر یقین کامل ہے ،دل میں کسی قسم کی خودنمائی خودگرائی کبھی نہیں آئی، کسی کے عطیات کے معاوضے میں لکھا ہے یہ بھی بدنیت والوں کی تفسیر نادرست ہے کہ میں خود کو مفلاج مطعون ومحصور کر کے دین عزیز اسلام کے باغیوں کو وراثت چھوڑوں بلکہ یہاں بناوٹی چھاؤں فرقہ خبیثہ عدو دولدود نے ایک محکم چھت کی صورت میں لگائی ہے اس کے نیچے بسنے والے سب اس تنظیم باطنی کے ممبران دائمی تھے یہاں اسلام کی آوز دبی اور مذاہب کی آواز بلند ہے ان کے پیچھے دین و شریعت سے آزادی کے خواہاں کی آواز بلند ہے، ان کے مخالف چھپ کے ان کے حامی دندناتے پھرتے ہیں۔ انہوں نے تنہا ہم جیسے نالائقوں ناپرسان والوں کو دبایا ہی نہیں بلکہ قرآن کریم کتاب لاریب فیہ خالق کائنات، نذیر و بشیر مبعوث رب العالمین حضرت محمد رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین کو اذہان سے ہٹا کر ان کی جگہ اہل بیت اطہار، عترت اطہار، اصحاب اخیار، مجتہدین مراجع

عظام وکلاء کرام کو کل دین بنا کر پیش کیا اس پر اکتفاء نہیں کیا ان کے نام سے مراسم بنا کر کل شریعت کو یہ مراسم قرار دیا۔ اللہ پرستی دین پرستی کی جگہ قیادت پرستی کو اٹھا کر گلی کوچوں میں قیادت پر قیادت بنایا پھر ان کے ذریعے اتحادیات کفریات کے اتحادی بن کر اسلام عزیز کو نیچے دکھایا، میں اگر خودنمائی چاہتا عمامہ عباء قباء نہیں اتارتا اگر جمع مال ومنال ہوتا تو خمس مخالف نہیں بنتا اگر مال اولاد کیلئے جمع کرتا اپنی اولادوں کی شکایت اس کتاب میں درج نہ کرتا۔ آخر میں سہو ونسیان غلطیوں سے مبرا پاک کوئی انسان نہیں ہوتا ہے پھر بھی کوئی غلطی ہوا ہو تو ان سے معافی، گزرنے والوں کیلئے طلب مغفرت چاہتا ہوں نیز اللہ سبحانہ سے اپنے لئے مغفرت کا طالب ”انه ولی النعمه نعم المولی و نعم النصیر“

علی شرف الدین

۸ ذوالحجہ الحرام ۱۴۳۹ھ